3591

اولیائے لواری شریف

3591

انتظامیہ جماعت
درگاہ لواری شریف

Marfat.com

اولیائے لواری شریف

(حضرت سلطان الاولیاء، حضرت محبوب الصمد، حضرت غوث عالم
اور حضرت شاہ مدنی قدس سرہم کے دلآویز حالات و کوائف)

3591

مؤلف

ڈاکٹر ھوتچند مولچند گربخشانی

ایم۔اے، پی، ایچ۔ ڈی، (لندن)

مترجم:- عبدالکریم جان محمد تالپور
ایم، اے، بی، ٹی، ایم۔ ایڈ

سال ۱۳۹۵ ھجری مطابق ۱۹۷۵ عیسوی

ھدیہ۔ آٹھ روپے

ناشر:- انتظامیہ جماعت، درگاہ لواری شریف
سندھ

Marfat.com

ادارہ کی شائع کردہ کتابی سلسلہ ۵

فہرست

تقریظ	۳
پیش لفظ	۸
مقدمہ	۱۱
آباؤ اجداد	۲۸
حضرت سلطان الاولیاء	۴۳
حضرت محبوب الصمد	۱۰۴
حضرت غوث عالم	۱۲۷
حضرت شاہ مدنی	۱۵۱

Marfat.com

۸۶

کُل
"تقریظ"

علم تصوف بے انتہا بلند شان والا ہے۔ جسکی برکت سے۔ سب اقسام تکالیف و مصائب دُنیا اور عالم آخرت سے۔ چھٹکارا اور نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور عالم علم تصوف یعنی ولی کامل کی دُعا سے اور ارادہ سے اور اُن کی توجہ کی وجہ سے لاکھوں مخلوقات کو ہر دو جہاں میں نعمت عظمیٰ نجات کی ملتی ہے۔ اور انکی مُبارک توجہ سے مخلوق کی بے شمار مشکلات آسان ہوتی ہیں۔ اور ان کی برکت سے رحمتیں اور فضل بے حساب بخشش ہوتے ہیں۔ اور اس علم کی کرامت ہے کہ تقدیر میں تبدیلی ہو۔ اور امور دُنیا و آخرت جو انسانی سمجھ کے موافق نا شدنی ہوں۔ وہ سب شُدنی اور آسان ہو جائیں ہر ایک کے لئے اس عالی علم کی طلب کرنا۔ اور یہ تعلیم پانا بہت ضروری ہے۔ اور اس مبارک علم تصوف کے ذریعہ انسان خاکی ملائکہ قربت کی منزل کو حاصل کر کے عالم قدس میں پہنچتا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ کہ "اولیاء کرام خداوند پاک کے بالکل نزدیک قریب اور ساتھ ہیں۔ اور اُن کے مرتبہ شان کو بجز پروردگار عزّاسمہ کے کوئی نہیں جان سکتا"۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ رزق کا ملنا اور بارش کا برسنا بوجہ محبان حق ہوتا ہے۔ یہ علم تصوف

Marfat.com

دو طرح سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱) حقیقی طالب پوری توجہ سے جسمانی طور پر مرشد کامل سے علم تصوف کی تعلیم حاصل کرے۔ اور ان کی ہدایت اور ارشادات کے مطابق برابر عمل کرے۔ یا جو کہ اس علم کے ائمہ برحق یا پیشوا اور رہنما علیہم الرحمت والرضوان ہو چکے ہوں۔ ان حضرات کرام قدس اسرارہم کے حالات، حیات اور سوانح اور فرمان اور ارشادات کو غور کے ساتھ پڑھے۔ اور حالات مشائخان یاد رکھے۔ اور جو فرمان و ارشادات طالب کیلئے انہوں نے فرمائے ہوں اُن پر ہمت سے عمل بند رہے۔

(۲) طریقہ دوئم خاص بخشش اور وھب الاہی پر منحصر ہے جسمیں ظاہری مرشد یا استاد یا کتاب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بے معلم بے کتاب و بے ادیب
اولیاء را حق کند علمے نصیب

استاد کے بغیر اور کتاب پڑھنے کے سوا اولیاء کرام کو حق تعالےٰ علم عطا کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ علم پڑھایا میرے رب نے مجھے پس اچھا ہوا علم میرا۔ دوسری حدیث شریف میں ہے۔ کہ علم متقدمین اور متاخرین کا مجھے حاصل ہوا۔ بظاہر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمّی تھے۔ اور متعدد اولیاء کرام ایسے گذرے ہیں۔ جنہوں نے ظاہری علم نہیں پڑھا تھا۔ اور سوائے ظاہری صحبت کے فقط روحانی طرح سے سوائے کسی واسطہ ظاہری کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے ہیں

Marfat.com

جبکہ عالم علم تصوف کا ملنا بڑی خوش قسمتی ہے ۔ اور ایسے وجود پائے مسعود
جو کہ عالم علم روحانیت کے ہوں ۔ کمیاب ہیں ۔ اور بلا واسطہ مرشد کے کمال
کو پہنچے ، یہ امر اختیاری نہیں ۔ لہٰذا حالاتِ حیات اولیاء کرام اور سوانح بزرگان
برگزیدگان کے پڑھنے اور حالاتِ اکابرانِ عظام پر پوری توجہ دینے سے
بھی بڑی رہنمائی ، اسرار علم تصوف کی ملتی ہے ۔ اور انوار اور فیوضات
طالب کے قلب پر ظاہر ہوتے ہیں ۔ جبکہ ہدایت مخلوق کیلئے اولیاء کرام کے
حالات اور سوانح اور اُن کے ارشادات کی کتابیں تالیف کرنا اور چھپوانے
کا کام بے انتہا ضروری ہے اور بڑی سعادت اور اعلیٰ خوش بختی ، ہر کتاب
کے مولف یا ناشر اور جملہ قارئین کتاب کے واسطے مقدر ہے ۔ تب
اس مبارک امر جس درویش صفت صوفی سے سرانجام ہو ، سعادتمند
اور قابلِ مبارکباد حقیقی ہے ۔ حضرات اقطاب عظام لواری کے حالات حیات
پاک اور سوانح اور ارشادات و ہدایات کی تمام کتابیں اور حالات پاک اور
کلام مبارک حضرت خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء صاحب اللواری کی جملہ
کتابیں بالاکثر فارسی اور عربی میں عارفانِ سابقہ کی تالیف کردہ ہیں ۔ جن میں سے
صرف فقط ایک کتاب صقال الضمائر فارسی مصنفہ حضرت امام الاولیا مکی چھپی
ہوئی ہے ۔ باقی سب کتابیں مثلاً " لطیفۃ التحقیق فی نسب آل صدیق " اور
" فتح الفضل " ، کلام حضرت سلطان الاولیاء " لذت الوصل " " شرح فتح
الفضل " اور " تحقیقاتِ لواری " مصنفہ امام الاولیاء مکی اور " فردوس العارفین "
اور " جواہر لیالی " اور " مرغوب الاحباب " ، " سوال و جواب خواجہ ابراہیم ،

Marfat.com

وغیرہ میں سے کوئی بھی چھپی ہوئی نہیں ہے[۱]۔ اگرچہ یہ اسی انوار بخش کتب کا سندھی میں ترجمہ ہونا اور طبع ہو جانا بہت ضروری اور سعادت ابدی ہے۔ جب مولائے ہادی کی منشار پاک ہوگی، تب خود بخود ایسے اسباب پیدا ہوں گے۔ جنکی وجہ سے مذکورہ بالا کتب مبارکہ کا ترجمہ سندھی اور دیگر زبانوں میں ہو جائے گا۔ اور زیر طباعت بھی آجائیں گی۔

اس وقت ایک کتاب حالاتِ حضرات اولیاء کرام لواری کے متعلق بنام "لواری جالال" سندھی، محترم صوفی ڈاکٹر گُرہ بخشانی نے تالیف کیا ہے۔ جس میں غلام اولیاء کرام نے پوری مطالع کی ہے۔ مندرجہ بالا کتاب مذکورہ صوفی صاحب نے عارفانِ سابقہ کی کتابوں سے انتخاب کر کے مرتب کی ہے۔ اور اپنے خرچ سے چھپوائی ہے۔ موصوف نے جو محنت اور کوشش کر کے یہ کتاب تالیف کی ہے اور چھپوائی ہے اسکے ضمن میں یقین سے کہتا ہوں۔ کہ اس کو ان برگزیدگان کے دربار سے بہرہ ملے گا۔ اور اپنی طرف سے صد مبارکباد اس مکرم صوفی کو پیش کرتا ہوں۔ کہ ایسا عظیم خیر و برکت اور عام ہدایت کا کام اسکی سعی اور کوشش سے تمام ہوا ہے۔ برکت برگزیدگان دربار الٰہی کے بہترین برکات اور جزائے خیر مذکورہ صوفی کو نصیب ہوں!۔

---

[۱] لواری جالال کے بعد لطیفتہ التحقیق فی نسب آل صدیق اور مقولات تصوف در رسالہ سوال و جواب خواجہ ابراہیم سندھی زبان میں جماعت درگاہ لواری شریف کے طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ باقی کتابیں بھی جلد شائع ہو کر منظر عام پر آجائینگی۔

Marfat.com

اور پورے یقین سے اظہار کرتا ہوں۔ کہ جو طالب صدق دل کے ساتھ اس کتاب "لوارئ جلال" کو پورے خیال کے ساتھ اور کامل توجہ کے ساتھ پڑھے گا۔ اور بموجب فرمودہ ہائے پاک عمل بند ہوگا۔ اور ارشاداتِ پاک یاد رکھیگا۔ تو دینوی اور عقباوی مطالب اور مقاصد حاصل کرے گا اور انوار اور فیوضات مقدسہ سے بہرہ مند ہوگا۔ واللہ الموفق۔

دعا خواہ ہوں کہ مہربان مولیٰ جملہ قارئین کتاب مبارک ہذا کو بوسیلہ وطفیل برگزیدانِ خود، اپنے پیاروں کی پیروی نصیب کرے، اور توفیق متابعت کی بخشے اپنے حبیبوں کے برحق طریقہ عالیہ پر ہمیشہ قائم رکھے۔

آمین۔

۲۸ ذیقعد ۱۳۵۲ھ

احمد زمان

Marfat.com

پیش لفظ

الحمد اللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

موجودہ دور میں ہم مادیت میں اتنے مستغرق ہو گئے ہیں کہ ہماری توجہ روحانیت سے بلکل ہٹ کر رہ گئی ہے۔ اس لئے ہر طرف "بے اطمینانی اور قلبی سکون کی کمی" کی شکایت عام ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم جسم کے ساتھ روح کی طرف بھی متوجہ ہوں۔ کیونکہ جسم فانی ہے اور روح باقی ہے جسم مٹی کی پیدائش ہے۔ اسے ایک دن مٹی میں مل جانا ہے لیکن روح امر ربی ہے، اس کو ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ بزرگانِ دین اور خدا کے دوستوں نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ یہ انسان اپنے اصل کو پہچانے محنت اور کوشش کر کے اپنے اصلی مقام "اعلیٰ علیین" کو حاصل کرے۔ اس مقام پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان پہنچے ہوئے اور داصل بالحق، بزرگوں کے حالات، سوانح عمریاں، ارشادات اور ہدایات کا مطالعہ کریں۔ اور ان کی سانس کی طرح حفاظت کریں۔ تاکہ ہمارے 'روح' کو تقویت ملے۔

اس ارادہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت، درگاہ لواری شریف کی طرف سے ایک اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس کا مقصد ہے کہ "حضرات اقطاب عظام لواری کے حالات، سوانح عمریاں، ارشادات اور ہدایات کو

Marfat.com

کی تمام کتابیں جو عربی اور فارسی میں ہیں ان کو ترجمہ کر کے شائع کیا جائے۔ اردو میں اس سلسلہ کی یہ پہلی پیشکش ہے اس سے پہلے سندھی زبان میں مقولات تصوف رسوال وجواب خواجہ ابراہیمؒ) قصائد شریف۔ لواری جلال۔ اور آئینہ اولیاء شائع ہو کر تصوف کے قدر دانوں سے داد حاصل کر چکی ہیں۔

" اولیائے لواری شریف" میں اس درگاہ شریف کے اوائلی چار بزرگوں، حضرت سلطان الاولیا، حضرت محبوب الصمد، حضرت غوث عالم اور حضرت شاہ مدنی قدس سرہم کی حیات مبارکہ کے حالات دیئے گئے ہیں، جن کو سب سے پہلے فاضل مؤلف ڈاکٹر ھوتچند مولچند گربخشانی نے مندرجہ ذیل کتابوں کی مدد سے تالیف کر کے پہلی بار ۱۹۳۴ء میں سندھی زبان میں شائع کروایا۔

(۱) لطیفۃ التحقیق:۔ مصنف سید رفیق علی حسینی ننگی سنہ ۱۱۲۰ھ

(۲) فردوس العارفین:۔ مصنف میر بلوچ خان تالپور سنہ ۱۲۰۱ ہجری

(۳) الجواہر البدائع:۔ مصنف بلال سنہ ۱۲۲۱ ہجری

(۴) مرغوب الاحباب:۔ مصنف نظر علی بلوچ سنہ ۱۲۶۲ ہجری

(۵) صقال الضمائر:۔ مصنف حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ ۱۳۰۳ھ

اولیائے لواری شریف کا پورا مواد، لواری جلال، سے لیا گیا ہے اس کتاب کے پیش کرنے میں جن احباب کا حصہ ہے۔ ان کے شکریہ ادا کرنے سے رہا نہیں جا سکتا۔ جس میں خصوصاً آپ حضرت مرشدنا جناب

Marfat.com

پیر گل حسن صاحب صدیقی نے نہ صرف بندہ کے اس کام میں رہنمائی فرمائی، بلکہ اپنا قیمتی وقت صرف کر کے پورے کتاب کا مطالعہ فرمایا اور تصحیح فرمائی جس سے کتاب کی عظمت میں اضافہ ہوا۔ حضرت میاں فیض محمد صاحب سجادہ نشین درگاہ دمائی شریف قاضی احمد نے بھی تصحیح میں حصہ لیا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ محترم دوست عبدالرحمن نقاش نے سندھی اشعار کا اردو اشعار میں ترجمہ کیا۔

میں ان تمام اصحاب کا شکر گذار ہوں اگر ان کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔ امید ہے کہ درگاہ لواری شریف کے عقیدت گذار اور تصوف کے شائق ہماری اس محنت کو پہلے کی طرح قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

والسلام

احقر العباد

عبدالکریم جان محمد تالپور

لیکچرار کنٹونمنٹ سائنس کالج

حیدرآباد۔ سندھ

تاریخ ۲ر ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

مطابق ۱۴ر مئی ۱۹۷۵ء

Marfat.com

مقدمہ

تصوف کوئی علیحدہ دین یا فرقہ نہیں ہے۔ نہ ہی اسکے اُصول کسی خاص مذہب سے منسلک ہیں۔ بلکہ ہر زمان اور ہر مکان میں اُسکا بحر عمیق موجزن رہا ہے ہر ملک نے اُسکے نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ مگر ہر ملک میں اسکا رنگ اپنا رہا ہے ہر ملک کے رسم و رواج نے اس کو نت نئے رنگوں میں ظاہر کیا ہے۔ جب جب دنیا میں مادیات کے غلبے کی وجہ سے لوگوں کے دل دینی فرائض سے گریزاں ہو کر عیش و عشرت اور جہل و ظلمت میں مشغول ہوتے ہیں۔ تب کچھ اعلیٰ انسان اس جہان کی وحشتگاہ سے گوشہ نشینی اختیار کر کے خلوت کی نزہتگاہ میں رہ کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور لوگوں سے منہ موڑ کر بیابانوں میں اپنے آستانے آباد کرتے ہیں۔ ایسے اللہ والے ہر زمانے میں موجود تھے۔ اُنہوں نے ہی اس دنیوی ظلمت کدہ کو روشن کیا ہے اُنھوں نے ہی زنگ آلودہ سینوں کو صاف کیا ہے انہوں نے ہی خلق کو اندھیرے سے نکال کر روشنی سے روشناس کرایا ہے۔ انھوں نے عالم کو جسمانیات سے موڑ کر روحانیت کی طرف رجوع کیا ہے۔ انہوں نے صرف حق کے طرف رجوع ہونے کی ہدایت کی ہے۔ اور "ھویت" کے دریا میں غوطے لگا کر وحدت خالص کے نعرے بلند کئے ہیں۔ ایسے خدا کے خلیل آج بھی دنیا میں موجود ہیں، لیکن پوشیدہ ہیں۔

Marfat.com

اُنہیں تلاش کرنا مشکل ہے۔ مگر حقیقی طالبوں کے وہ خود متلاشی ہیں۔ یہ جوہری دورنگی دُنیا سے کنارہ کش ہو کر، عوام الناس میں چُھپے پھرتے ہیں۔ یہی سچے صوفی ہیں۔ اور اُنہوں نے ہی اس جہان کو رشکِ جنّت بنایا ہے۔

صوفی لفظ کے اشتقاق کی کئی تشریحات کی گئی ہیں۔ بعض کی رائے میں یہ لفظ یونانی "سوفاس" یعنی تمیز" (معرفت و شناخت) سے مشتق ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ محاورہ "اہل الصفہ" سے نکلا ہوا ہے جو ایک غریب مہاجرین اور صحابہ کا گروہ تھا۔ جو حصول علم و دین کے لئے مسجد نبوی کے صفہ (ایوان) میں بیٹھا رہتا تھا۔ محققین کی رائے ہے۔ کہ صوفی لفظ "صفا" سے نکلا ہے۔ کیونکہ صوفی وہی ہے۔ جس نے دل کو دھو کر صاف کیا ہے۔ یہ اشتقاق صوفی بزرگوں کے ہاں عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ بشیر حافی نے کہا ہے۔ کہ "صوفی وہ ہے جو خدا کے ساتھ صاف دل رہتا ہے۔" اور شیخ جنید بغدادیؒ کا قول ہے۔ کہ "تصوف اصطفا ہے، یعنی صفا کیلئے منتخب ہونا، اور جو اسطرح منتخب ہوا ہے سچا صوفی ہے۔" لیکن درحقیقت صوفی لفظ "صوف" یعنی پشم (اُون) سے نکلا ہے۔ اور فارسی زبان میں صوفی کو "پشمینہ پوش" کہتے ہیں۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ "اسلام کی ابتدا میں اُونی لباس اکثر زاہد پہنا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ سادگی کی نشانی سمجھی جاتی تھی۔ علامہ مسعودی نے اپنی کتاب "مروج الذہب" میں ذکر کیا ہے کہ "حضرت عمرؓ اُون کا جُبّہ پہنتے تھے۔

Marfat.com

جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے" سلمان فارسی رضؓ بھی اون کا لباس پہنتے تھے، اور ابو عبیدہ رضؓ بن الجراح بھی بنو امیہ خلفاء کے دنوں میں جب عیش و عشرت بڑھنے لگی۔ جو اشخاص رسول صلعم اور ان کے صحابہ کی طرح سادہ زندگی بسر کرنے لگے۔ صوفی کہلائے۔ امام قشیری کی سند کے مطابق "صوفی" لفظ ہجرت کی دوسری صدی کے آخر میں (سنہ ۸۱۵ء کے قریب) استعمال میں آیا۔ مولانا جامی نے اپنی کتاب "نفحات الانس" میں کہا ہے، کہ ابو ہاشم کوفی (ف ۷۸۰ ع) پہلا شخص تھا، جسکو "صوفی" کے نام سے پکارا گیا۔ اس صاحب نے فلسطین کے رملہ شہر میں صوفیوں کی لئے ایک خانقاہ برپا کی۔ اُس وقت سے لیکر تصوف نے گویا ایک انفرادی نوعیت اختیار کرلی۔

تصوف کے اصولوں کے متعلق ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ " یہ علم شرعی علوم میں سے ہے، جو مسلم ملّت میں شامل ہوئے۔ قرون اعلیٰ کے مسلمان اور اصحاب، صوفیوں کے طریقہ کو حق اور ہدایت کا راستہ قرار دیتے تھے۔ خدا کی عبادت میں مشغول رہنا۔ خدا کی راہ میں ہر چیز کو ترک کرنا، دنیا کی نیرنگی و نشاط سے گریز کرنا، عیش و عشرت اور مال و مرتبہ سے منہ موڑنا، خلق سے الگ ہو کر خلوت میں گذارنا۔ یہ تصوف کے خاص اصول ہیں۔ جو صحابہ کرام خواہ پہلے مسلمانوں میں مروج تھے"۔

تصوف مذہب معتزلہ کے الحادی طرح محض عقل پر موقوف نہیں ہے یہ عملی دین اور زندگی کا دستور العمل ہے۔ شیخ جنید بغدادی رحؒ

نے کہا ہے۔ کہ "ہم نے تصوف، بھوک، ریاضت کے ذریعہ اور عزیز و اقارب سے قطع تعلق کر کے حاصل کیا ہے، نہ محض قیل و قال سے"۔ پہلے صوفی نہ فقط زاہد عابد تھے۔ بلکہ انھوں نے اسلام کا روحانی اور معنوی جوہر نچوڑ لیا تھا۔ شیخ سہروردی کے قول کے مطابق نہ تصوف نہ فقر ہے۔ اور نہ زہد، بلکہ دونوں کا سنگم، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ، اس کچھ زیادہ کے بغیر کسی بھی شخص کو صوفی کہا نہیں جا سکتا۔ خواہ وہ زاہد بھی ہو، اور فقیر بھی۔ اگرچہ فقری کی بڑی فضیلت ہے لیکن فقیری کی انتہا تصوف کی ابتداء ہے۔ فقیر فقر اسلئے اپناتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ خدا مجھے یقیناً اس کا اجر دیگا۔ اسی ابدی انعام کی آس پر ہی وہ دُنیا کے ناپائیدار سکون کو تیاگ کرتا ہے۔ یعنی چھوڑ دیتا ہے۔ اور غربت اور مسکینی اختیار کرتا ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ اگر فقر کو چھوڑ دونگا، تو فضیلت خواہ انعام کے لئے ترسنا پڑے گا۔ لیکن یہ عقیدہ صوفیوں کے پاس قبول نہیں۔ سچا صوفی وہ ہے۔ جو دنیا کو ابدی انعام کے لحاظ سے ترک نہیں کرتا مگر اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو "ابن الوقت" سمجھتا ہے۔ البتہ فقر تصوف کی خاص بنیاد ہے۔ کیونکہ تصوف کی منازل کو فقر کے ذریعے ہی سر کیا جا سکتا ہے

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف اسلام ہی کی پیداوار ہے۔ پہلے صوفی پورے مسلمان تھے۔ مگر اُنھوں نے اسلام کے کچھ روحانی نکات پہ زیادہ زور دیا جسکی وجہ سے دیگر اصول کچھ بیکار بنکر رہ گئے۔ مگر انھوں نے کبھی بھی عقل کا کھیل نہ کھیلا۔ اس کے برعکس وہ فقہ پہ عمل کرتے آئے۔ جو اس کی حفاظت، نفوس (دموں) کی رعایت، نفسانی خواہشات کو

Marfat.com

ترک کرنا اپنی ہستی کو مارنا، سکوت میں رہنا، یہ ان کے مشرب کے خاص نشانات تھے۔ ان اگلے صوفیوں میں ابراہیم بن ادھم، شقیق بلخیؒ، فضیل بن عیاضؒ اور رابعہ بصریؒ مشہور ہستیاں ہیں۔ اُن سب نے ۷۷۶ء اور ۸۱۵ء کے درمیان وفات پائی۔

اسوقت تک صوفیوں کا زیادہ تر زور زہد و ریاضت پر تھا لیکن رفتہ رفتہ ان کے عقائد میں تبدیلی ہونے لگی۔ اس کی خاص وجہ یونانی فلسفے اور ہدایات کا اثر تھا جس کا ثبوت معروف کرخیؒ کے ملفوظات میں سے ملتا ہے وہ فضیل بن عیاضؒ اور شفیق بلخیؒ کا ہم عصر تھا۔ اور اسکی رگوں میں ایرانی خون تھا۔ اس کے قول کے مطابق تصوف کے معنی "الاہی حقیقت کا عرفان اور انسانی تعلقات کا ترک ہے۔ انھوں نے ایک دفعہ اپنے مرید سری سقطیؒ سے کہا کہ "جب خدا سے کوئی چیز مانگو تو میری قسم کھانا!" ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو خدا سے مناجی سمجھتے تھے۔ ابوسلیمان دارانی (ف ۸۳۰ء) ایک نامور صوفی گذرے ہیں۔ جنہوں نے صوفی مشرب میں "معرفت" کا کلیہ داخل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر معرفت جسمانی روپ دھارے تو اس کا حسن و جمال دیکھ کر اسی لمحہ سب کچھ فنا ہو جائیں۔ اور اسکے نور کے آگے سب روشنیاں ماند پڑ جائیں!" ابوسلیمان دارانی کے بعد ذوالنون مصریؒ (ف ۸۶۰ء) نے بعض نئے نظریات کی اشاعت کی اور تصوف کو سنوار کر پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ مولانا جامیؒ نفحات الانس میں لکھتے ہیں۔ کہ ذوالنون "صوفی مشرب کے معمار اول

تھے۔ اور باقی سب صوفی ان کی اولاد ہیں اور ان سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ ذوالنونؒ نے بھی معرفت کے نکتے کی تاکید کی ہے۔ درحقیقت "معرفت" ہی انکی تعلیم کی بنیاد ہے۔ علاوہ ازیں، انکی ہدایت کے مطابق حق کا پورا پورا ادراک "وجد" سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "جس نے اپنی ہستی کو گنوایا، وہی حق کو پہنچا۔

اگرچہ ان تینوں صوفیوں کے اقوال سے "ہمہ اوست" کے نظریے کی بو آتی ہے۔ تاہم بایزید بسطامیؒ (ت ۸۷۴ع) پہلے شخص تھے جنہوں نے اس اصول کو تصوف میں داخل کیا۔ یہ اصل ایرانی تھے۔ اور ان کا دادا مجوسی تھا فنا کا اصول بھی سب سے پہلے انھوں نے ہی ظاہر کیا۔ آپکے اقوال میں سے چیدہ چیدہ اقتباسات درج ذیل ہیں:-

(۱) "انسان کیلئے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ نہ زہد نہ اصول اور نہ تحصیل، جب وہ سب کے سوا ہے، تب ہی وہ سب کے ساتھ ہے۔

(۲) تحقیق میں خدا ہوں، میرے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ اسلئے میری عبادت کرو۔

(۳) سبحانی ما اعظم شانی یعنی تقدس زیبا ہے مجھے کسقدر بڑی ہے شان میری!

(۴) میں بایزیدی سے اسطرح باہر نکلا، جس طرح سانپ اپنی کھال سے نکلتا ہے۔ پس میں نے دیکھا کہ "عاشق" "معشوق" اور "عشق" تینوں

Marfat.com

ایک ہیں"۔ شیخ جنیدی بغدادیؒ کا بھی یہی حال تھا۔ انھوں نے ایک دفعہ کہا کہ تیس برس تک خدا انسانوں سے، جنید کی زبان میں کلام کرتا رہا اگرچہ جنید اسوقت موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی لوگوں میں اسکا ذکر تھا"

اسطرح تصوف، جو دراصل زہد و ریاضت سے کوئی ذرہ بھر اوپر تھا بدلکر "ہمہ اوست"، کے درجے پر پہنچا۔ بایزید کے علاوہ دیگر صوفی فناء پر زیادہ زور نہیں دیتے۔ اکثر کی رائے شیخ جنیدؒ بغدادی کی رائے اتفاق کرتی ہے۔ کہ درمیانہ راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور شریعت خواہ طریقت کا ربط یعنی تعلق قائم رکھنا چاہیئے۔ اس ضمن میں سہیل بن عبداللہ تستریؒ کا کہنا ہے کہ "ہمارے چھ اصول ہونے چاہئیں۔

(۱) کلام اللہ پر قائم رہنا۔ (۲) رسول اللہ کی سنّت کا اتباع کرنا (۳) حلال کی روزی کھانا (۴) لوگوں کو تکلیف نہ پہچانا خواہ کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ دیں (۵) ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کرنا (۶) ایفائے عہد بلا تاخیر کرنا"۔ ان باتوں پر پکے مسلمان بھی اعتراض نہیں کرسکتے۔ بلاشبہ ابتدائی تصوف زہدیت خواہ عبادت میں اسلام ہی تھا۔

بایزیدؒ نے ہمہ اوست، کا پودا لگایا منصور حلاج نے اپنے خون سے اسکی آبیاری کر کے اسے تنومند درخت بنایا۔ اب تصوف بدل کر عشق و عرفان کا مشرب بن گیا۔ عیسوی گیارھویں صدی کے قریب ابوسعید ابوالخیرؒ نے اس پر شاعرانہ رنگ چڑھایا اور امام غزالیؒ نے اسکو فلسفے کا لباس پہنایا۔ اسطرح کا تصوف صدیوں سے زیادہ

Marfat.com

ایرانیوں کی طبع سے موافقت رکھتا تھا۔ ایران کی زمین انا لحق، کا بیج بونے کے لئے زرخیز تھی، یہ نظریہ وہاں پھلا پھولا، اسمیں شاعری کے حسین پھول لگے۔ اور فارسی شعر کا گویا "تانا بانا بن گیا۔ نامور شعراء مثلاً فریدالدین عطارؒ حکیم سنائیؒ اور مولانا جلال الدین رومی نے تصوف کے فلسفہ اور الاھیات کو اپنے شعر میں تمثیلی لباس پہنایا۔

پس اب تو صوفیوں نے اسلام کے اصولوں میں اسقدر تبدیلی کردی کہ تصوف ایک خاص پنتھ بن گیا۔ وہ طریقہ جو فقط پہلے چند اشخاص دنیا سے بیزار ہو کر اختیار کرتے تھے۔ اب باقاعدہ جمہور کا مذہب ہو گیا اور اس کے ربط ضبط کے قواعد اور قوانین بھی بنائے گئے۔ جلدی تصوف کے خاص اصول وعقائد کتابوں میں لکھے جانے لگے۔ اس موضوع پر سب سے پرانی کتاب "قوت القلوب" ہے جو ابوطالب مکی نے سنہ ۹۹۴ء میں لکھی۔ بارھویں صدی عیسوی میں درویشوں کی ابتدا ہوئی عادی الھکاری، (مت ۱۱۶۳ء) اور عبدالقادر جیلی (مت ۱۱۶۶ء) نے صوفی سلسلے جاری کئے۔ جو عدویہ اور قادری، کے ناموں سے مشہور ہیں۔ اسکے بعد جلد ہی فراعی۔ شاذلی اور مولوی طریقے پیدا ہوئے۔ جن میں سے موخرالذکر طریقے کی بنیاد مولانا جلال الدین رومی نے ڈالی۔ اسکے بعد نئے نئے سلسلے نکلتے چلے گئے اور ہر ایک طریقہ اپنے اپنے بانی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ دنیا میں جو صوفی طریقے گذرے ہیں ان سب کی ابتدا حضرت علیؓ سے ہوئی۔ مگر انکا خاص تعلق حضرت علیؓ کی اولاد امام جعفر صادقؓ سے ہے۔ جنہیں ان سب سلسلوں

Marfat.com

کا پیشوا کہا جاتا ہے۔ دنیا کے جو مشہور سلسلے آج تک جاری ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) قادریہ، یا جیلانیہ، جن کے بانی شیخ عبدالقادر جیلانی تھے۔

(۲) بخاریہ، جسکے بانی سید جلال الدین حسین بخاری رضؓ تھے۔

(۳) فریدیہ، جسکے بانی شیخ فرید الدین شکر گنج رحؒ تھے۔

(۴) نظامیہ، جس کے بانی شیخ ضیاء الدین عبدالقاہر سہروردیؒ تھے۔

(۵) نقشبندیہ، جس کے بانی خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندیؒ تھے ہر ایک طریقہ اپنے بانی کی طریقے اور چال چلن کے مطابق ہے۔ اور ہر طریقہ میں ذکر و فکر کا راستہ علیحدہ رہا ہے۔ چونکہ اس کتاب کا خاص مقصد ہے کہ لواری کے لاثانی لعلوں کی سوانح بیان کرنا۔ جو نقشبندیہ طریقہ کے خاص رہبر تھے۔ اسلیئے باقی سب طریقوں کو نظر انداز کر کے، فقط اس طریقہ کا مجمل حال یہاں پر درج کیا جاتا ہے۔

خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندؒ کا تولد بخارا میں ۷۱۸ھ ہجری (۱۳۱۸ع) میں ہوا۔ حضرت محمد بابا سماسیؒ نے۔ جو اپنے وقت کے بزرگ ولی تھے۔ آپکے متعلق پہلے ہی پیشنگوئی کی تھی۔ روایت ہے کہ جب وہ بخارا کے "قصر ھندوان" نامی محلے سے گذرتے تھے۔ جہاں خواجہ بہاء الدین کے والدین رہتے تھے۔ تو کہا کرتے تھے، کہ "مجھے اس سرزمین سے ایک مرد خدا کی بو آتی ہے۔ جلد ہی انکی برکت سے قصر ھندوان، بدل کر "قصر عارفان" بن جائے گا۔" ایکدن جیسے وہاں سے گذر رہے تھے۔ تو بے اختیار ہو کر پکار کر کہنے لگے "اب وہ خوشبوء پہلے سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔" درحقیقت اس وقت خواجہ بہاء الدین

Marfat.com

کو پیدا ہوئے تین دن ہوئے تھے۔ جب اسکے دادا کو اس پیشنگوئی کا علم ہوا تو وہ انہیں لاکر حضرت بابا سماسی کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ "یہ ہمارا فرزند ہے۔ اسلئے ہم اسے قبول کرتے ہیں"۔ پھر فرمایا کہ "یہ وہی مرد خدا ہے۔ جس کی ہمیں خوشبو آئی تھی۔ یہ اپنے زمانے کا قطب ہوگا"۔ اور ہوا بھی اسی طرح۔ حضرت کے خاص خلیفہ میر گلال نے اس انمول ہیرے کی پرورش اپنے ذمہ لی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں انکی ایسی تعلیم و تربیت کی کہ وہ اپنے دور کے گوہر یگانہ بن گئے۔ انھوں نے ۱۳۸۹ء میں وفات پائی۔

خواجہ بہاؤالدین کو نقشبند اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ "اللہ" لفظ لکھ کر اپنے ان پڑھ مریدوں کی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے۔ اور جو لکھا پڑھا جانتے تھے۔ ان کو کہتے تھے۔ کہ "ہاتھ سے اللہ کا نام نقش کرو، آنکھ سے اس نقش کی طرف دیکھو، اور دل میں اللہ کی ذات پاک کا خیال کرو"۔ یہ طریقہ کافی زمانہ تک چلتا رہا۔ آخر خواجہ مجدد الف ثانی نے اسکو بند کر کے صرف ذکر قلبی کو قائم رکھا۔ خواجہ بہاؤالدین سے پہلے کچھ بزرگ ذکر جلی یا جہرہ کرتے تھے لیکن آپ نے ذکر کا اصلی صدیقی انداز یعنی قلب سے خفی ذکر کو اختیار کیا۔ اور ذکر جلی کی مخالفت فرمائی۔ ذکر کے آپ نے خاص شرائط اور طریقے مقرر کیے۔ جنمیں توجہ، مراقبہ اور مرشد کے فیض کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ خواجہ بہاؤالدین کی تصنیفات میں سے رشحات عین الحیات، ایک نامی گرامی تصنیف ہے۔ جسمیں ان کے ملفوظات جمع کیے گئے ہیں۔ جن میں سے کچھ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

"ہمارا طریقہ دیگر سب طریقوں کے مقابلے میں حق کے نزدیک تر ہے۔ ہم نے انتہا کو ابتدا میں درج کیا ہے۔ اگرچہ مبتدی کو منتہی کی منزل نہیں ملتی تاہم وہ اس سعادت سے بے بہرہ نہیں رہتا۔ تھوڑا سا نمک جو اسمیں ڈالا گیا ہے۔ اسے لذیذ بنا دیتا ہے۔ خواہ اسے طریقت کی انتہا تک پہنچنے کی فرصت نہ ملے، پھر بھی اُسے سعادت ابدی سے محروم رہنا نہیں پڑتا۔ ہمارا طریقہ ہی "عروۃ الوثقیٰ" ہے۔ جسکے سہارے پیغمبر صلعم اور صحابہ کرام کی کامل پیروی کی جاسکتی ہے۔ اور تھوڑے عمل سے زیادہ نفع حاصل ہوتا ہے۔ لیکن یہ کوئی خاص بات نہیں۔ سالک کو چاہیئے کہ اول اپنے خدا کی رضا پر راضی رہے۔ مگر یہ اعزاز تب حاصل ہوگا جب فنا اختیار کی جائے گی۔ یعنی جب سالک اپنے طبعی وجود کی نفی کر کے اللہ کا اثبات کریگا۔ اس کے لیے بھی ہمارے طریقے میں کارگر وسائل موجود ہیں۔ مگر انکے استعمال کی پہلی شرط یہ ہے کہ خود مختاری کی جڑ اکھاڑ کر پھینکنا۔ اور دوسری شرط ہے کہ غیر علم خواہ عمل کو خیرباد کہنا۔ سالک کو سوائے دینی فرائض اور شرعی اعمال کے، دنیا کے کسی بھی معاملے میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ اور لازم ہے کہ سارا وقت مراقبہ میں مشغول رہے۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے قول کے مطابق نقشبندیہ طریقے کی عمارت آٹھ اصولوں پر قائم کی گئی ہے۔

(۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یادکرد (۶) بازگشت (۷) یادداشت (۸) نگاہ داشت۔ ہر ایک کی

Marfat.com

کی مفصل تشریح اسطرح ہے۔

(۱) ھوش در دم:۔ خواجہ بہاء الدینؒ نے فرمایا ہے کہ نقشبندی طریقے کی بنیاد دموں (سانسوں) پر رکھی ہوئی ہے۔ ہر ایک سانس جو اندر سے باہر نکلتی ہے یا جو باہر سے اندر جاتی ہے۔ اسکی نہایت خبرداری کرنی چاہئے۔ نیز ان دو سانسوں کے درمیان جو وقفہ پڑتا ہے۔ اسکی بھی اسی طرح حفاظت کرنی چاہیئے۔ اس میں غفلت کرنا ایک عظیم گناہ ہے۔ دموں کی حفاظت سے دنیوی ہنگاموں سے بھی فراغت مل سکتی ہے۔

(۲) نظر بر قدم:۔ سالک کو چاہیئے کہ وہ راہ چلتے وقت نظروں کو پاؤں پر مرکوز کرے۔ ورنہ طرح طرح کی چیزیں دیکھ کر اس کا من الجھاؤ میں مبتلا ہو جائے گا۔ اگر اسکی نظریں پاؤں پر جمی رہیں گی تو نہ فقط اس کی جان کو جمعیت حاصل ہوگی۔ بلکہ اُسکے دموں میں بھی رخنا نہیں پڑے گا۔

(۳) سفر در وطن:۔ جب سالک اپنے وجود کو مٹا کر ملائکہ کی اوصاف حاصل کرتا ہے یعنی وہ عالم ناسوت سے نکلکر عالم ملکوت میں بستا ہے۔ تب اس کا دل آئینے کی مانند ہو جاتا ہے۔ پس جس طرح آئینے میں ہر چیز خود بخود جلوہ گر ہوتی ہے۔ اسی طرح اسکے دل میں بھی حق کا جلوہ خود بخود نظر آنے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں اسے سیر اور سلوک کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اس کے دموں کا دورہ بھی از خود چلتا رہتا ہے۔

(۴) خلوت در انجمن:۔ خواجہ بہاؤ الدینؒ سے پوچھا گیا۔ کہ "آپ کے طریقہ کا انحصار کس بات پر ہے۔" جواب ملا کہ "خلوت در انجمن۔" یعنی سالک

86797

Marfat.com

کو چاہیئے۔ کہ ذکر میں ایسا مشغول رہے کہ بیرونی شغور و غل کی اُسے خبر تک نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ ارسنا کے بازار میں ایک تاجر رہتا تھا۔ جو پچاس ہزار دینار کا روزانہ لین دین کرتا تھا۔ لیکن اُسکا دل، ایک لمحہ بھی حق سے غافل نہ رہا۔ سالک کو اگر "سفر در وطن" حاصل ہوا۔ تو خلوت در انجمن کا حصول خود بخود ہو جائے گا۔ ؎

از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا صفت کم مے بود اندر جہاں۔

اپنی اندر سے واقف ہو جا اور باہر پہنچنے سے بیگانہ نہ ابھی اچھی صفت دنیا میں کم ہوتی ہے۔

(۵) **یاد کرد**:۔ ذکر کرتے وقت سالک کو چاہیئے کہ زبان تالو سے لگا کر، دانت آپس میں پیوست کر کے سانس لے۔ پھر ہر سانس کے ساتھ تین مرتبہ دل میں خفی ذکر کرے۔ پہلے "لا" اوپر کی طرف کھینچے۔ پھر "الٰہ" کو دائیں جانب جنبش دے۔ اور آخر "الا اللہ" کو بائیں جانب دل پر اتنے زور سے لگائے، کہ سب اعضاء گرم ہو جائیں۔ علاوہ ازیں جب ذکر کے "نفی" والے حصے میں مشغول ہو۔ تب جملہ اشیاء کو فانی اور ناپسندیدہ سمجھے، اور جب اثبات والے حصے میں مشغول ہو تو اس وقت حق کی ہستی کو ہی پائیدار اور حاضر ناظر جانے۔ ہر وقت ایسا کرنے سے توحید کی تصویر دل کے تختہ پر نقش ہو جائیگی۔ اور خود ذکر خفی بھی قلب کی ایک ضروری صفت بن جائے گی۔

Marfat.com

از دل و جان وصل جاناں را طلب
بے لب و بے کام میگو ذکر رب

دل سے محبوب حقیقی کا وصال طلب کر، بغیر زبان اور لب کے رب کا ذکر کر۔

تا رہی از حبس ایں فانی جہاں
در جہانِ جان بمانی جاوداں!

(۶) بازگشت:۔ سالک کو ہر ایک ذکرِ خدا کو واپس کرنا چاہیئے۔ یعنی ہر ذکر کے بعد کہنا چاہیئے، کہ "اے خدا یا تو ہی میرا مقصود ہے"۔ شاید اس رمز کا اُسے ابتدا میں پتہ نہ چلے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کا ادراک ہو جائے گا۔

(۷) نگاہ داشت:۔ سالک کو ہر روز دو تین لمحے اپنے نفس کی ایسی ہی نگرانی کرنی چاہیئے۔ کہ حق کے سوا اور کوئی خیال اسمیں قطعاً داخل نہ ہو۔ اگر ایسے کرتا رہیگا۔ تو آخر ایسی منزل پر پہنچے گا۔ کہ برسہا برس بلکہ ساری عمر حق کے سوا کوئی اور وہم و گمان اُسکے من میں پیدا ہی نہ ہوگا۔

(۸) یادداشت:۔ سالک کو چاہیئے کہ حق کے طرف ذوق و شوق سے رجوع ہو اور ہمیشہ حق کی توجہ میں مصروف رہے۔

ان آٹھ اصولوں کے علاوہ اور تین اصول بھی قابل تعریف قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

(۱) وقوف زمانی اور (۲) وقوف عددی۔ خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی کے معنی ہے۔ کہ سالک کو اپنے احوال سے واقف ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

اسے ہر دم خبر ہونی چاہیئے کہ اسکا وقت کس طرح اور کس حالت میں گذرتا ہے یعنی قبض (روحانی اندھیرے) میں یا بسط (روحانی روشنی) میں۔ اگر اس کا وقت قبض کی حالت میں گذرتا ہو۔ تو خدا سے معافی چاہے۔ اور اگر بسط کی حالت میں تو خدا کا شکر ادا کرے۔ اپنے حال سے اسے پتہ چلے گا۔ کہ اس کے دم خدا کے حضور میں صرف ہو رہے ہیں۔ یا غفلت میں گذر رہے ہیں۔ وقوف عددی کے متعلق خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا ہے۔ کہ سالک کو ذکر کرتے وقت معلوم ہونا چاہیئے کہ اس نے کتنے بار ذکر کیا ہے۔ ایسا کرنے سے اسکا من کبھی بھی نہ بھٹکے گا۔

حالانکہ طریقہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ کے نام سے منسوب ہے۔ لیکن یہ طریقہ بے حد پرانا اور اصلی ہے۔ اسمیں شریعت بھی ہے۔ اور طریقت بھی۔ بلکہ یہ دونوں کا جوہر ہے۔ اسکا سلسلہ امام جعفر صادقؓ کے توسط سے ایک طرف حضرت ابو بکر صدیقؓ سے۔ اور دوسری طرف حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے۔ یہ دو طرفہ رابطہ اس طریقے کی خصوصی پہچان ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جسقدر سچی محبّت پیغمبر صلعم سے تھی۔ کسی اور اصحاب کو ہرگز نہ تھی۔ اسی محبت کے بدولت وہ فنافی الرسول ہو چکے تھے۔ اور آپکے جذبہ وسلوک کی راہ سربستہ حضرت امام جعفر صادقؓ تک آکر پہنچی۔ اور پھر امام جعفر صادقؓ کی والدہ شریفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اولاد سے تھیں۔ ان دونوں نسبتوں (روحانی خواہ جسمانی) کو مدنظر رکھتے ہوئے امام جعفر صادقؓ فرماتے تھے کہ وہ

Marfat.com

" انا ولد ابوبکرؓ مرتین " یعنی " میں دو طرح سے ابوبکرؓ کی اولاد ہوں۔
اس نسبت کے علاوہ امام جعفر صادقؒ نے اپنے آبا سے الگ نسبت
لی۔ یعنی حضرت علیؓ کی اولاد سے، اسلئے وہ گویا اپنے ددھیال اور ننھیال
کے سلوک کا سنگم تھے۔ آپکے آبائی سلوک کی خاص خوبی تھی معرفت
کیونکہ حضرت علیؓ پیغمبر صلعم کے مدینۃ العلم، کا دروازہ تھے۔ والدہ کی
وساطت سے سلوک آپکو بطور ورثہ ملا تھا۔ اسکی خاص خوبی محبت تھی۔
کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پیغمبر صلعم کی محبت کا مخزن تھے۔

خواجہ نقشبندؒ نے اس طریقہ پر سے ایام کی گرد اور زنگ اُتار کر
اسے اسکی خالصاً سنہری صورت بخشی، نیز ربط و ضبط اور ذکر و فکر کے
قوانین مقرر کر کے اُسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ نقشبندیہ طریقہ کا
بڑا مرکز وسط ایشیا ہے، لیکن اسکی پیروی کرنے والے مشرق کے
ہر ملک میں موجود ہیں۔ خصوصاً ترکی، ترکستان۔ چین اور جاوا میں۔
البتہ ہندوستان (برصغیر ہند و پاکستان) میں اس کی پیروی عام نہیں
خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقیؒ، جنہوں نے ۱۶۲۵ء میں سرہند
شریف میں وفات پائی۔ پہلے شخص تھے جنہوں نے ہندوستان میں
آکر اس طریقہ کی دعوت دی۔ آپکے بعد آپ کے فرزند خواجہ محمد سعیدؒ
اس سلسلے میں پیشوا ہوئے۔ انکی وفات کے بعد انکے فرزند خواجہ عبداللہؒ
سجادہ نشین ہوئے۔ بعد ازاں ان کے فرزند شیخ محمد حنیفؒ مسند پر بیٹھے
شیخ محمد حنیفؒ کے بعد ان کے فرزند خواجہ محمد زکیؒ طریقہ کے سربراہ

Marfat.com

ہوئے۔ آپکی وفات کے بعد اس سلسلہ کی باگ ڈور آپ کے خاص خلیفہ شیخ محمد ٹھٹھوی عرف خواجہ ابو المساکین کو سپرد کی گئی۔ صاحب موصوف نے پھر اپنی امانت لواری کے لاثانی گوہر، حضرت سلطان الاولیا خواجہ محمد زمان ثانی قدس سرہ کو سپرد کی۔ یہ امانت آج تک حضرت کے خاندان میں چلی آرہی ہے۔

تا قیامت آزمائش دائم است — قیامت تک آزمائش لازم ہے
پس بہر دور مے ولی قائم است — اسلئے ہر دور میں اولیاء قائم ہیں
پس امام حی قائم آں ولی ست — لہذا امام زندہ قائم وہ ولی ہے
خواہ از نسل عمر خواہ از علی ست — خواہ وہ عمر یا علی کی اولاد ہو

○

Marfat.com

آباؤ اجداد

لواری کے اقطاب جنکے پاکیزہ قافلے کے سردار حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان کلاں قدس سرہٗ تھے ۔ ان کا سلسلۂ عالیہ نسب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے ۔ تواریخ خواہ روایات اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں ۔ نہ فقط یہ ، بلکہ یہ بھی بتایا گیا ہے ۔ کہ جو بھی بے شمار شاخیں حضرت صدیق اکبر رضؓ کی نسل سے جاری ہوئی ہیں ۔ اُن سب میں سے اُن بزرگوں کی شاخ زیادہ معتبر اور اصل ہے ۔ انکا شجرہ حسب ذیل ہے

(۱) حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان بن (۲) شیخ حاجی عبداللطیف بن شیخ طیب بن (۴) شیخ ابراھیم بن (۵) شیخ عبدالواحد بن ـ (۶) شیخ عبداللطیف کلاں بن (۷) شیخ احمد بن (۸) شیخ بقا بن (۹) شیخ محمد بن (۱۰) شیخ فقراللہ بن (۱۱) شیخ عابد بن (۱۲) شیخ عبداللہ بن (۱۳) شیخ طاؤس بن (۱۴) شیخ علی بن (۱۵) شیخ مصطفیٰ بن (۱۶) شیخ مالک بن (۱۷) محمد بن (۱۸) ابوالحسن بن (۱۹) محمد بن (۲۰) طیار بن (۲۱) عبدالباری بن (۲۲) عزیز بن (۲۳) فضل بن (۲۴) علی بن (۲۵) اسحاق بن ـ (۲۶) ابراھیم ابی بکر بن (۲۷) قاسم بن (۲۸) عتیق بن (۲۹) محمد بن (۳۰) عبدالرحمن بن (۳۱) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ـ

Marfat.com

مذکورہ بالا شجرہ کے سولھویں نمبر پہ شخص شیخ مالک بن محمد رح

ایک مرتبہ زیارت حج کے دوران، سہروردی سلسلہ کے مشہور شیخ حضرت محمد یمانی کی تعریف سنکر مکہ جاکر اُن کے مرید بنے تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصے میں مرشد کی فیض نظر سے اس قدر فیض یاب ہوئے۔ کہ حضرت محمد یمانی رح نے انہیں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور انہیں طالبان تحقیق کو ارشاد کرنے کی اجازت دی۔ اس طرح اس خاندان میں سہروردی سلسلہ جاری ہوا۔ جو نسل در نسل چلتا آیا۔ اور آخر حضرت خواجہ محمد زمان قدس سرہٗ کے جد امجد پر ختم ہوا۔

اقطاب لواری کے اجداد سندھ میں عباسی خلفاء کے دنوں میں آئے۔ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کس سنہ میں اُنہوں نے ترک وطن کر کے پردیس بسایا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ مہدی کی رحلت کے ایک سال بعد خلیفہ ہارون الرشید کے دور حکومت میں، یعنی سنہ ۱۸۶ھ کے قریب یہ بزرگ سندھ میں تشریف لائے۔ کس وجہ سے اُنہوں نے یہ ہجرت اپنے اوپر ہموار کی۔ اس کا کبھی خاطر خواہ علم نہیں ہو سکا۔ اسوقت میں سندھ پر عربوں کی حکومت تھی۔ ان کے ہم وطن، خصوصاً اعلیٰ خاندانوں کے لئے بڑی عزت اور مراتب میسر تھے۔ اگر یہ صدیقی بزرگ چاہتے تو ان کو انکی پسند کے عہدے مل سکتے تھے لیکن قضیہ کربلا کے بعد اس خاندان کے بڑوں نے امام حسین ع کے حیران کن واقعہ سے عبرت حاصل کی اور اٹل فیصلہ کر لیا۔ کہ وہ نہ کبھی حکومت کریں گے اور نہ ہی ریاست کی نوکری

Marfat.com

کریں گے۔ اپنے آباؤ کے قول پر قائم رہتے ہوئے۔ یہ مہاجرین ننگر ٹھٹھہ کے قرب و جوار میں مسکن بنا کر قناعت کے گوشے میں زندگی گذارنے لگے۔ ان میں پیری مریدی کا سلسلہ پہلے سے جاری تھا۔ اسلئے عوام الناس میں ان کو مانا جانے لگا۔ اور جوں جوں ان بزرگوں پر یقین بڑھتا گیا ان کے مرید بڑھتے چلے گئے۔ اگرچہ اکثر سجادہ نشین کشف و کرامت کے صاحب تھے۔ اور ظاہری خواہ باطنی علوم کے بحر رہے پھر بھی انکی زندگی کا نمونہ سادہ، خموشی پسند اور عجز و انکساری والا تھا۔ اگر انہیں کوئی شیخ یا پیر کہہ کر بلاتا تھا۔ تو انھیں ناگوار گذرتا تھا۔ یہ اپنے آپ کو فقیر کہلوانے تھے، صدیوں تک ننگر ٹھٹھہ میں غربت میں گذارتے آئے۔

آخر ایک زمانہ جس کا پورا اندازہ نہیں تھے۔ غالباً سمہ خاندان کی دور حکومت کی ابتدا میں جبکہ خانہ جنگی ایک طرف شروع تھی۔ اور ننگر ٹھٹھہ نے دوسری طرف تباہ ہونا شروع ہوا تھا۔ یہ خاندان سندھ کو خیر باد کہہ کر کچھ ریاست میں جا کر آباد ہوا۔

٥

شیخ عبداللطیف کلاںؒ

معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ریاست میں رہنے کے بعد بھی یہ خاندان سندھ سے بالکل بے تعلق نہیں ہوا۔ سنہ ۹۱۰ ہجری میں (۱۵۰۴ء) کے قریب شیخ عبداللطیف کلاں نے مریدوں کی منت وسماجت پر واپس آکر سندھ میں رہنا شروع کیا۔ اپنے خاندان کے چودہ سہروردی شیخوں میں سے یہ صاحب علم وعرفان میں زیادہ مرتبے والے تھے بہت سی عمدہ اور نادر کتب تصنیف کیں، جن میں مریدوں کو خدا کی طلب کی اہمیت بتلائی گئی ہے۔ یہ بزرگ ہمیشہ خلوت میں رہتے تھے۔ دوسرے پیروں کی طرح مریدوں کے ہاں نہیں جایا کرتے تھے۔ ہروقت زہد وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ آخر تک ایک لمحہ بھی اپنے خالق سے غافل نہیں رہے۔ سو سال سے بھی زیادہ زندگی پائی۔ ضعیف اور بڑھاپے کے باوجود شریعت کے کسی بھی عمل کو نہیں چھوڑا۔ ہر روز تسبیح پڑھا کرتے تھے اور ہر رات پچیس ۲۵ ہزار بار ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ کے مرید آپکو کہتے تھے۔ کہ حدیث شریف کے مطابق کبیرسن، اور ضعیف، نفلی پابندیوں سے آزاد ہیں، لیکن یہ ہمیشہ فرماتے تھے "کہ کچھ بھی ہو۔ میں آخر دم تک اپنے اوکار واذکار کو پورا کرتا رہوں گا۔ فرض کہ وہ بیکر

Marfat.com

پاس کوئی خادم نہیں ہے۔ اور جب کوئی آدمی دروازے پر آکر دستک دیتا ہے اور یہ کہتا ہے۔ کہ میں فلاں سے یہ تحفہ لے کر آیا ہوں۔ میں علالت کے سبب بستر پر بھی ہوں۔ تب بھی جاکر وہ تحفہ لوں گا جبکہ ایک انسان کو دنیاوی نعمتوں کے حاصل کرنے کا اتنا شوق ہو۔ تو الٰہی نعمتوں کا اور زیادہ شوق رکھنا چاہیے۔ درحقیقت عبادت سے ہی الٰہی نعمتوں کا دروازہ کھولنا چاہیے"
آپکی زبان مبارک سے کبھی بھی کوئی ناشائستہ لفظ نہ نکلا۔ اور نہ ہی کبھی کسی کو بددعا کی، نہایت برکت والے تھے۔ اگر کسی سے کوئی بڑی غلطی سرزد ہو جاتی۔ تو آپ کی زبان سے صرف یہ الفاظ نکلتے۔ "اللہ پاک نے، جانوروں کو انسانی صورت میں پیدا فرمایا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی ارواح، انسانوں میں داخل فرمائے ہیں"
شیخ صاحب سے کئی کرامتیں ظہور ہوئیں۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ آپ کے مریدوں کا ایک گروہ ایک غیر آباد اور سنسان علاقہ سے گذر رہا تھا۔ کہ اچانک لٹیروں نے حملہ کر دیا۔ یہ غریب خوف زدہ ہو گئے۔ لیکن مرشد کو یاد کرکے بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا۔ کہ "اس نازک وقت میں ہماری مدد فرما" ایک دم چاروں طرف روشنی ہو گئی ایک گھوڑے سوار نمودار ہوا جس کے مبارک جسم سے سورج کی طرح روشنی نکل رہی تھی۔ یہ نظارہ دیکھ کر لٹیروں کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا اور جنگل کی طرف منہ کرکے بھاگ کھڑے ہوئے۔ گھوڑے سوار بڑھ کر مریدوں کے پاس آیا۔ مریدوں نے پہچانا کہ یہی ہمارا مرشد ہے، پھر فرمایا اب آپ لوگ بے خوف وخطر چلے جائیں۔ یہ لٹیروں کے

Marfat.com

کے پیچھے جاتا ہوں" اتنا کہنا تھا کہ آپ غائب ہو گئے۔ اور پھر پہلے کی طرح اندھیرا چھا گیا۔

(۲) ایک مرید کو جن کا اثر ہو گیا۔ کتنے ہی تعویز کروائے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جیسے دن گذرتے گئے مرض بڑھتا گیا۔ آخر تنگ آکر شیخ کے پاس آیا۔ شیخ کو ان کا یہ حال دیکھ کر بڑا رحم آیا۔ اسوقت ظہر کی نماز کی تیاری ہو رہی تھی۔ اور اسی بیمار مرید نے حضرت کو وضو کے لیے لوٹا پانی سے بھر کر دیا۔ جب شیخ نے وضو فرمایا۔ تو آپکی ریش مبارک سے دو چار موۓ مبارک گر پڑے۔ اس مرید نے وہ بال مبارک تعویذ بنا کر پہنے۔ اسی وقت جن کا اثر غائب ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد یہ سخت بیمار ہو گیا۔ اور زندہ رہنے کا گمان تک ختم ہو گیا آخر کار دوسرا ذریعہ نہ دیکھ کر موۓ مبارک کا تعویذ پھر گلے میں ڈالا۔ رات کو دیکھا۔ کہ پورے جسم سے شعاعیں نکل رہی ہیں۔ حیران ہو گیا۔ کچھ سوچنے کے بعد واضح ہوا کہ یہ سب کچھ موۓ مبارک کی وجہ سے ہے۔ تعویذ کھول کر دیکھا تو سارا گھر روشن ہو گیا۔ پھر تو گہری نیند میں سو گیا۔ صبح کو اٹھا تو بالکل تندرست تھا۔

(۳) ایک دفعہ بعض مریدوں نے عرض کیا کہ" قبلہ فلاں قبیلے کے لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ اب وہ لڑنے کو تیار ہو کر آتے ہیں۔ ویسے تو ہمیں انکی پرواہ نہیں، لیکن اس وقت ہمارے لڑنے والے کئی آدمی باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس صورتِ حال کی وجہ سے ہم دشمنوں کے مقابلے کے لئے تیار

Marfat.com

نہیں ہیں"۔ مریدوں کا کمزور حال دیکھ کر شیخ صاحب کو رحم آگیا انکو سوت کی ایک ریل دیکر فرمایا۔ کہ جب تک تمہارے ساتھی واپس نہ آئیں تب تک یہ دھاگہ گاؤں کے چاروں طرف لپیٹ لو۔ پھر تمہارے دشمنوں کو گاؤں کے اندر آنے کی ہمت ہی نہیں ہوگی"۔ مریدوں نے جاکر اسیطرح کیا۔ تو عجیب کرشمہ ظہور میں آیا۔ رات کو دشمنوں نے دیکھا کر گاؤں کے چاروں طرف لوہی کوٹ چڑھا ہوا ہے، تعجب میں پڑ گئے۔ سمجھے کہ غلطی سے کسی اور جگہ آنکلے ہیں۔ اسی لئے واپس چلے گئے۔ دوسری رات پھر تیار ہو کر آئے۔ تو دیکھا کہ گاؤں کے قریب ایک ہیبت ناک سمندر ٹھاٹیں مار رہا ہے۔ اب تو ان کو اور حیرت ہوئی، کہ یہ کیا ماجرا ہے ؟ صبح کو پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں۔ پھر تیسری رات نئے سرے سے حملہ آور ہوئے۔ دیکھا کہ گاؤں سے آگے ایک خوفناک چشمہ ٹھاٹیں مار رہا ہے۔ غصے میں اپنے آپ کو اس پانی میں ڈال دیا۔ سمجھتے تھے کہ تیر کر دوسری طرف جانکلیں گے۔ لیکن پانی اتنا گرم تھا۔ کہ اُن سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور چیختے ہوئے باہر آئے۔ اس طرح پوری پندرہ بار کوشش کی اور ہر دفعہ ناامید ہو کر واپس ہوتے اس دوران ان مریدوں کے مددگار بھی پہنچ گئے۔ پھر تو لاچار ہو کر ان کے آگے ہتھیار ڈالدیئے۔ اور شیخ صاحب کی کرامت کا حال سنکر خود بھی جاکر مرید بنے۔

گمنامی کے گوشے میں رہنے کے باوجود بھی شیخ صاحب کا دور دور تک

Marfat.com

نام جا پہنچا دھلی جو کہ ہندوستان کا دارالحکومت تھا۔ وہاں تک آپ کی شہرت ہوئی۔ اس وقت کے مغل بادشاہ نے آپ کے نسب نامہ کے متعلق پوچھا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے مجھ پر التفات کی نظر کی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ آیا۔ آپ نے حسب و نسب کی وجہ سے؟ یا میرے سہروردی طریقہ کے سبب سے تعظیم کی ہے؟" بادشاہ نے جواب دیا، "ان دونوں میں سے آپ فخر کا باعث کیا سمجھتے ہیں؟" شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ میری نظر میں میرا سلسلہ ہی میرے لئے فخر کا باعث ہے۔ اپنے خاندان پر میں نے کبھی بھی فخر نہیں کیا۔ سید نسب سے بہتر نسب کسی بنی نوع کا ہو سکتا ہے؟ مگر پھر بھی اس نسب نے انکو کیا دیا؟ الٹا اس نسب کی وجہ سے بنی امیہ نے ان کو شہادت کا شربت پلایا؟ اس حادثہ کے بعد حسب و نسب کا فخر نیچا کر اڑ گیا؟ یہ بات سنکر بادشاہ مسکرایا۔ پھر عالموں کو امر کیا کہ وہ تحقیقات کر کے شیخ صاحب کا شجرہ بنائیں۔ شاہی فرمان کے مطابق عالموں نے تحقیقات کر کے تاریخ سے ایک سند تیار کی۔ اسمیں "مروارید سفتہ" اور دوسرے نسب ناموں کی شہادت پر یہ ثابت کیا۔ کہ شیخ کے خاندان کی شاخ اصلی صدیقی ہے جس کی نسبت دوسری تمام شاخیں فروع ہیں۔ اور سند پر بادشاہ نے اپنی مہر لگا کر شیخ صاحب کے ہاتھ میں دی۔ اور بہت انعام واکرام دیکر رخصت کیا۔ وہ نسب نامہ کی سند شیخ صاحب کے پوتے شیخ ابراہیم سے گم ہو گئی، حج پر جاتے ہوئے جہاز ڈوب گیا۔ شیخ ابراہیم کے سامان کے ساتھ یہ سند بھی جا کر خواجہ خضر کی سپرد ہوئی۔ پھر خواجہ محمد زمان قدس سرہ

Marfat.com

کے والد محترم کے زمانہ میں کلہوڑہ خاندان نے تحقیق کر کے ایک نئی سند تیار کروائی۔ جو اس خاندان میں آج تک محفوظ ہے۔

شیخ عبداللطیف کلاں کے تین فرزند اور ایک بھائی تھا جس کا نام شیخ شمس الدین تھا۔ ان کا مزار قدیم لواری میں ہے۔ اور ایک معروف مکان ہے شیخ صاحب بڑے پائے کے عارف تھے۔ صبح کو اٹھتے ہی پوچھتے تھے، کہ در پر کوئی سوالی تو نہیں کھڑا ہے"؟ اگر کوئی ہوتا تھا۔ تو پہلے اُس کے دل کی خواہش پوری کرتے تھے۔ پھر کوئی کام کاج کرتے تھے۔ شیخ عبداللطیف کلاں کا مزار شریف راھوڑ گاؤں میں ہے۔ کروڑھا آدمی آپکے آستانہ پر آکر اپنی من کی مُرادیں پوری کرتے ہیں۔

○

Marfat.com

شیخ ابراہیمؒ

شیخ عبداللطیف کلاں کے تین فرزند تھے، جو ایک دوسرے کے بعد فوت ہو گئے سوائے ایک کے جسکا نام شیخ عبدالواحد تھا۔ کسی دوسرے کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی۔ جب شیخ عبدالواحد نے وصال فرمایا۔ تو آپکا ایک ہی فرزند تھا۔ ایک سال کی عمر کا تھا۔ وصال کے وقت چھوٹے بچے کو گود میں بٹھا کر اپنی امانت اپنی دستار میں منتقل کر کے وصیت فرمائی۔ کہ "جب یہ بچہ چودہ برس کا ہو جائے تو یہ دستار ان کے سر پر رکھنا تو طریقت کا سارا نور ان کے سینے میں آجائے گا" مقررہ میعاد پر وصیت کی بجا آوری کی گئی۔ اور شیخ ابراہیم نور الٰہی کے بھنڈار بن گئے۔ بچپن میں آپکی پرورش میاں مقیم کرتے تھے۔ شیخ ابراہیم کا مقبرہ کچھ ریاست میں عنریہ نامی گاؤں میں ہے۔ اور ایک مشہور زیارت گاہ ہے۔ ان صاحب نے بھی کئی کرامتیں دکھائیں جنمیں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) ایک بار آپکے ایک دوست نے آپ کا ہاتھ چوم کر عرض کیا، کہ "قبلہ! کئی بار حج کے لئے تیار ہوا ہوں۔ لیکن اپنے میں اتنی طاقت نہ پا کر آج تک اس آرزو کو پورا نہیں کر سکا ہوں"۔ شیخ ابراہیمؒ نے فرمایا۔ کہ "میری بھی یہی آرزو ہے مگر کوئی ایسا دل پسند دوست نہیں ملا۔ جسکے ساتھ حج پر جاؤں۔

Marfat.com

آج ذی الحج کی ۸ تاریخ ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ہم دونوں اس مہینے ہی میں حج کر کے آئیں گے"۔ آپ کے دوست کو بڑا تعجب ہوا کہ ایک دو دن میں کیسے مکہ شریف پہنچیں گے، اس نے سمجھے کہ بزرگ کے اس گفتہ میں کوئی راز ہے، اسی دن شیخ نے آدھی رات کو اپنے دوست کو بیدار کیا۔ دونوں نے ملکر وضو کیا۔ احرام پہنا۔ پھر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر دوڑنے لگے۔ ابھی کچھ وقت ہی گذرا تھا کہ دیکھتے ہیں کہ حرم شریف پہنچ گئے ہیں۔ فجر کے وقت حاجیوں کے ساتھ عرفات گئے۔ تین دن کے بعد فارغ ہو کر، دوسرے تین دن میں مدینہ منورہ پہنچے۔ روضہ مبارک کی زیارت کر کے واپس ہوئے۔ اور پورے سات دن بعد وطن واپس آگئے۔ لطیفۃ التحقیق کا مؤلف کہتا ہے کہ میں نے اس دوست کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، میں نے پوچھا کہ کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ کا کیا بندوبست تھا؟ جواب دیا کہ وہ شیخ صاحب نے تمام اخراجات عالم غیب سے پورا فرما رہے تھے مکہ سے عرفات اور منا تک وندے حاصل کرنے پڑے جنکا کرایہ خود شیخ صاحب نے پیدا کیا۔

(۲) ایک بار شیخ ابراہیمؒ اپنے دس مریدوں کیساتھ سفر کرتے ہوئے دریا پر جا کر نکلے، دوسری طرف جانا تھا۔ لیکن کشتی والے کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ آخر پانچ مریدوں کے دائیں طرف اور پانچ مریدوں کو بائیں طرف کر کے ہاتھ سے ہاتھ ملا کر پانی کے اوپر چلتے ہوئے دوسری طرف جا نکلے کسی کا جوتا بھی پانی سے تر نہ ہوا۔

(۳) ایک دفعہ ایک مرید کے ساتھ جا رہے تھے۔ کہ اچانک لٹیروں نے حملہ کر دیا۔ اور کوئی راستہ نہ دیکھ کر مرید کا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں اڑنے لگے۔ دونوں دس میل تک پرواز کرتے گئے۔ راستے پر کئی آدمیوں نے آپ کو اڑتے ہوئے دیکھا۔

Marfat.com

شیخ طیبؒ

یہ صاحب شیخ ابراہیمؒ کے چار فرزندوں میں سے ایک تھے۔ ایک ہی زاہد اور عابد تھے۔ ہر رات پچاس نفل پڑھتے، اکثر اوقات روزہ میں رہا کرتے آپکا رہن سہن بلکل سادہ تھا۔ دولت اور دکھاوے سے دور بھاگتے تھے۔ ایکدن کسی شخص نے کہا "کہ آپ کے پاس تو تمام نعمتیں میسر ہونگی، مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کہ "البتہ کسی کی محتاجی نہ کرنا ایک بڑی نعمت ہے" جسکی ہمارے پاس، بے شک کمی نہیں ہے۔ لطیفۃ الحقیق کے صاحب کا کہنا ہے۔ ایک دفعہ میں نے بارانی فصل بوئی لیکن بارش بلکل نہیں ہوئی۔ اور ساری فصل خشک ہوگئی۔ میں شیخ صاحب کے پاس آیا۔ ماجرا بیان کر کے کہا۔ کہ "کچھ دعا فرمائیں"۔ فرمایا کہ "تو ہے سید اور ہو بھی سلسلہ قادری سے اسلئے ہمارا مشورہ کہاں مانو گے"۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔ کہ "قبلہ میں کسی بھی ولی کا انکار نہیں کرتا ہوں۔ آپ جیسے فرمائیں گے۔ ایسے ہی کروں گا"۔ آپ نے فرمایا کہ فصل کے بیچ میں کھڑے ہو کر آسمان کی طرف منہ کر کے سات بار پکار کر کہو۔ "کہ شیخ طیب خلیب الابل"۔ یعنی شیخ طیبؒ اونٹ کا دودھ مانگتا ہے"۔ مجھے تعجب ہوا کہ اونٹ کے دودھ کا بارش سے کیا تعلق لیکن اعتبار اکر تین دن مسلسل ایسا ہی کیا خدا کا کرنا ایسی بارش پڑی کہ ہر جگہ پانی ہی پانی ہو گیا۔ یہ تجوبہ دیکھ کر شیخ صاحب کے پاس شکریہ ادا کرنے کے لئے گیا۔ میں نے پوچھا۔ "قبلہ! اونٹ کے دودھ کا بارش سے کیا

Marfat.com

سے کیا تعلق ہے؟ مسکرا کر فرمایا کہ قرآن شریف میں ہے کہ " افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت" اس آیت میں ابل لفظ کے معنی اونٹ بھی لکھے ہیں۔ اور بادل بھی اور ان کا دودھ بارش ہے۔

شیخ حاجی عبد اللطیف نقشبندی

یہ صاحب، شیخ طیب کے فرزند تھے، انکو زیادہ تر شیخ حاجی کہہ کر پکارتے تھے بے انتہا نیک بخت سخی اور رحمدل تھے۔ عابد جتھے بھی ایک تھے۔ پورا قرآن شریف حفظ تھا۔ رمضان المبارک میں روزانہ اس کا ورد فرماتے تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم میں بے نظیر، اور معرفت کے دریا تھے۔ درویشوں کے دوست اور مہمانوں کے مشتاق تھے پہلے قدیم لواری میں رہتے تھے۔ لیکن بچپن میں تعلیم کی غرض سے ٹھٹھہ ننگر چلے گئے۔ وہاں شیخ فیض اللہ بن مخدوم آدم نقشبندی کے ہاتھ پر دست بیعت ہو کر اپنا پرانا طریقہ سہروردیہ تبدیل کر کے نقشبندی طریقہ اختیار کیا۔ شیخ فیض اللہ کی وفات کے بعد مخدوم آدم کے خلیفہ شیخ ابو القاسم کی صحبت میں بھی کافی وقت گذارا۔ اور انکی صحبت سے بھی فیض پایا۔

شیخ حاجی عاجزی اور انکساری کے نمونہ تھے۔ لطیفۃ التحقیق کا مصنف لکھتا ہے کہ " ایک دفعہ میں شیخ حاجی کی مجلس میں شریک تھا۔ اسوقت ہالہ کے مخدوموں میں سے ایک آدمی آپکے پاس مہمان ہو کر آیا۔ انکی اپنی ہاتھوں سے خدمت کی۔ پورا وقت ان کے آگے کھڑے رہے۔ میں نے پوچھا

Marfat.com

نسب اور سلسلے کے لحاظ سے آپ اُن مخدوموں کے شریک ہیں۔ پھر اتنا ادب کیوں۔؟
جواباً کہا "ہمارے بڑوں کے مرشد شیخ محمد یمانی، ان مخدوموں کے بڑوں سے بیعت تھے۔ اسلیے یہ بھی ہمارے مرشد ہوئے۔ اور شاگردوں کو استاد کا ادب کرنا ہی چاہیئے۔"

شیخ حاجی کے تین حرم تھے۔ پہلے میں سے تین فرزند ہوئے۔ اور دوسرے میں سے دو لڑکیاں تیسرا حرم عبدالسلام درس کی لڑکی تھی۔ اس بی بی صاحبہ سے حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان کلاں تولد ہوئے۔ اس بے بہا ہیرے کے آمد بنسبت کئی پیشنگوئیاں کی ہوئی تھیں۔ جنکا ذکر آگے آئے گا۔

شیخ حاجی ہمیشہ صبر اور شکر میں رہتے تھے۔ لوگ بھی آپکا فیض اور فضیلت دیکھکر عاشق ہوتے گئے۔ شیخ حاجی کی تاریخ وفات صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اندازاً سنہ ۱۰۴۹ ہجری (۱۶۳۹ء) میں وصال فرمایا۔ آپکا مزار قدیم لواری میں ہے۔

شیخ حاجی سے بھی کئی کرامتیں ہوئیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

(۱) ایک بڑے خاندان کی عورت کو "جن" کا حساب ہو گیا۔ علاج کے بدلے میں فائدے کے خلاف حالت خراب ہو گئی۔ آخر ایک عامل ملانے دعویٰ کیا "میں اس عورت کا علاج کروں گا" عورت کے رشتہ دار خوش ہو کر اسے اپنے گھر لے کر آئے۔ اس نے کہا "کہ میرے اور اس عورت کے علاوہ باقی سب یہاں سے باہر چلے جائیں۔ اور دروازہ بھی باہر سے بند کردو" جب سب آدمی باہر چلے گئے تو اس عامل نے اپنے تعویذ اور گنڈے شروع کیے۔ جس پر جنوں کا ہیبتناک شور شروع

Marfat.com

ہوا۔ مچھ دیر کے بعد عورت نے پکار کر کہا" کہ دروازہ کھولو۔ دیکھو کہ عامل کے ساتھ کیا کچھ ہورہا ہے"۔ دروازہ کھلا تو لوگوں نے دیکھا کہ عامل چھت پر الٹا لٹکا ہوا ہے۔ نیچے اتارا تو معلوم ہوا کہ مر گیا ہے سب تعجب میں پڑ گئے۔ اور ناامید ہوکر بیٹھ گئے۔ ایک مسافر سے معلوم ہوا کہ اس عورت کا علاج شیخ حاجی کے علاوہ کسی اور سے ہوگا ہی نہیں۔ اسلئے عورت کو لیکر شیخ صاحب کے پاس پہنچے۔ شیخ صاحب کو عورت کے جن نے دیکھتے بلند آواز سے کہا۔ کہ اس عورت کے رشتہ دار ایک حرام خور عامل کو لیکر آئے تھے تاکہ مجھ کو باہر نکالدے۔ لیکن اسکی صورت اتنی منحوس تھی کہ مجھے غصہ آگیا۔ لیکن آپکا چہرہ مبارک دیکھ کر میں بہت خوش ہوا ہوں۔ میں آپکا غلام ہوں جیسے فرماؤ گے ویسے ہی کروں گا۔ شیخ حاجی نے فرمایا" اس سے پہلے تمہاری چلتی تھی۔ اب ہماری چلے گی۔ اب مجھ سے وعدہ کرو کہ پھر کبھی بھی اس عورت کے پاس نہیں آؤگے"۔ جن نے وعدہ کیا۔ کہ" پھر کبھی بھی عورت کو تنگ نہیں کرونگا" یہ کہہ جن چلا گیا۔ اور پھر کبھی بھی واپس نہیں آیا۔

(۲) ایک خبیث جادو کے فن میں ماہر تھا جسکے ذریعے اشراف لوگوں کو پھانس کر خراب کرتا تھا۔ ایک بار کسی درویش کی لڑکی پر عاشق ہوکر اپنا تابع بنانے کے لیے جنتر منتر پڑھنے لگا۔ جس کی کشش پر بے چاری عورت اسکی طرف دوڑنے لگی۔ اتنے میں والد کو معلوم ہوگیا جو اسکو راستے سے واپس لیکر آیا۔ درویش کے دل سے اچانک ایک آہ نکلی۔ جس سے یہ جادوگر ایک موذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ اس درویش کی بددعا کا اثر ہے تو جا کر معافی مانگی۔ لیکن درویش نے کہا" قضا کا قلم چل چکا ہے۔ اب بات میرے بس سے باہر ہے۔ جاکر کسی ولی کامل کا دامن پکڑو"۔ ناامید ہوکر واپس ہوا، کافی دنوں تک چلاتا رہا۔ آخر ہمت کرکے شیخ حاجی کے پاس آیا۔ آہ وبکا کرکے دردگی وبد احوالی کی شیخ صاحب کو رحم آگیا۔ اور ایک نظر سے تندرست کردیا۔

Marfat.com

حضرت سلطان الاولیا خواجہ محمد زمان کالا قدس سرہ

مشرقی لوگوں کا عام اعتقاد ہے کہ جب بھی کوئی عجیب واقعہ رونما ہونیوالا ہوتا ہے۔ یا کوئی بزرگ اس دنیا میں آنے والا ہوتا ہے۔ تو بعض اہل اللہ اس راز سے منکشف ہوتے ہیں جس طرح حضرت عیسیٰ ع بی بی مریم کے بطن میں تھے تو ان کی ولادت کی خبر شمعون کو دی گئی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا اطلاع کیا گیا تھا۔ بعض اولیاء اللہ کے بارے میں بھی ایسی پیشنگوئیاں کی ہوئی تھیں۔ اسطرح حضرت خواجہ محمد زمان کی بابت بھی کئی پیشنگوئیاں موجود ہیں۔ جنکا بیان حسب ذیل ہے۔

(۱) مولانا مخدوم آدم ٹھٹھوی (شیخ حاجی عبداللطیف ان کے فرزند شیخ فیض اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے نقشبندی سلسلے میں داخل ہوئے تھے)۔ نے حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم کے فرمان موجب نگر ٹھٹھے میں ایک بڑی خانگاہ بنوائی تھی۔ اس خانگاہ کی زیارت کے لئے صفا کے صاحب آج تک دور دور سے آتے رہتے ہیں۔ ایک دن مخدوم صاحب نے مریدوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ "آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جلد ہی اس خانگاہ میں ایک دیہاتی آکر تعلیم و تربیت حاصل کریگا جسمیں سلسلہ نقشبندیہ کی تمام لیاقتیں اپنی کمال پر پہنچ گئیں۔"

Marfat.com

بہ اشارہ حضرت کے وجود مسعود متعلق تھا۔

(۲) ایک دفعہ شیخ فیض اللہ نے سرہند شریف جانے کا ارادہ کیا۔ آپکے کئی مریدوں اور دوستوں نے بھی آپ کے ساتھ جانے کی تیاری شروع کردی۔ شیخ حاجی کا بھی جانے کا ارادہ ہوا۔ جب تمام ساتھی کچھ دور نکل گئے، تو شیخ فیض اللہ نے شیخ حاجی کو مخاطب ہو کر فرمایا "خانقاہ خالی ہو گئی ہے اس لئے ہماری مرضی ہے کہ آپ واپس جائیں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ جاتے ہی حضرت خواجہ سرہندی سے آپ کی ہر طرح سفارش کریں گے" فرمان کو آنکھوں پر رکھ کر شیخ حاجیؒ واپس ہوئے۔ جب تمام لوگ خیریت سے واپس آ گئے۔ تب شیخ فیض اللہؒ نے شیخ حاجیؒ کو مبارک دیکر فرمایا کہ "ہم نے جب آپ کی سفارش حضرت سے کی تو آپ نے فرمایا کہ شیخ حاجی کا سلوک صحیح ہے۔ اور جو کچھ ترقی کی ہے وہ فی الحال کافی ہے۔ ہم انکو بشارت دیتے ہیں کہ ان کے پشت سے جلد ہی ایک ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس میں ہمارے سلسلے کی تمام لیاقتیں اور نور موجود ہوگا۔

(۳) ایک دفعہ مخدوم آدم کے مشہور خلیفہ شیخ ابوالقاسمؒ بن ابراھیمؒ نے اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے نیم کے درخت کے نیچے آکر آرام فرمایا۔ خواجہ ابوالمساکینؒ شیخ حاجی اور مولانا عبدالسلامؒ بھی حاضر تھے۔ درخت بہت بلند اور کھلا ہوا تھا۔ اور اس وقت اس میں پھول لگے ہوئے تھے۔ نیچے پوری زمین پھول اور پھلوں سے کھبری

Marfat.com

بڑی تھی۔ جنس جنس کے پرندوں کی ٹولیاں چھا رہی تھیں پرندوں کی اتنی کثرت اور چہچہاہٹ دیکھ کر سب متعجب ہوئے۔ اچانک شیخ ابو القاسمؒ نے خواجہ ابو المساکینؒ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ "آپکے صحابوں میں سے جلد ہی ایک مرد ایسی کمالیت حاصل کریگا۔ کہ حق کے طالب ان کے چاروں طرف اسطرح اکٹھے ہوں گے جس طرح کہ پرندے اس درخت پر اکٹھے ہوئے ہیں" پھر شیخ حاجیؒ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ کہ وہ مرد آپکے صلب میں سویا ہوا ہے"۔ مولانا عبد السلامؒ کو یہ بات اچھی لگی۔ کیونکہ آپ کے والد مرحوم میاں ذکریا نے ایسی پیشنگوئی شیخ ابو القاسمؒ کی مبارک زبان سے پہلے ہی سنی تھی۔ اس لئے اپنے اولاد کو وصیت کر دی تھی کہ "جب وہ کامل انسان اپنے آپ کو ظاہر کرے تو آپ انکی اطاعت کر کے فیض یاب ہونا"۔ مولانا عبد السلامؒ نے اس جگہ پر اپنی بیٹی کا نکاح شیخ حاجیؒ سے کیا۔ اس مراد سے کہ شاید ایسے اعلیٰ انسان کی ولادت کا شرف انکی بیٹی کو نصیب ہو۔

۴۔ وتائے نامی ایک مجذوب فقیر ہوتا تھا۔ بعض دفعہ مستی اور جذب کے تحت، شیخ فیض اللہ کے مریدوں کو گالیاں دیتا تھا۔ اور بعض کو پیٹھ پر لاتیں مارتا تھا۔ ایک دن معمول کے خلاف شیخ حاجیؒ کی پیٹھ کو چومنے لگا۔ شیخ اوبھائے نامی ایک شخص نے پوچھا کہ "ویسے ہمیشہ گالیاں اور لاتیں مارتے رہتے ہو۔ آج عجیب دن ہوا ہے، کہ تم شیخ حاجیؒ کی پیٹھ کو چوم رہے ہو"۔ وتائے نے جواب دیا کہ "کیوں نہ انکی پیٹھ کو چوم لیں،

اس بیٹھ میں ایک فرزند دیکھ رہا ہوں۔ جو نور سے بھرا ہوا ہے
در حقیقت اس نور کو چوم رہا ہوں۔ اور دوسروں کو جو میں نے گالیاں
دی ہیں۔ ان سے گویا میں نے بھلائی کی ہے۔ کیونکہ اس طرح میں نے
انکے قلوب سے میل کچیل نکال لیا ہے، اور جن لوگوں کو میں نے لاتیں
ماری ہیں۔ ان لوگوں کو اتنے ہی صالح بیٹے پیدا ہوں گے۔ جنہیں پھر
اتنے نیک اور صالح بیٹے ہوں گے۔"

شیخ حاجیؒ کا ان پیشنگوئیوں پر پورا اعتماد تھا۔ جب ان کو کوئی
فرزند پیدا ہوتا۔ تو اُسکے چہرے کو غور سے دیکھ کر فرماتے تھے۔ کہ "یہ وہ
نہیں ہے" اسطرح تین لڑکے پیدا ہوئے۔ جو نا صالح ہو کر بڑے ہوئے۔
خود وہ نالائق لڑکے مذاق کر کے کہتے تھے: "وہ کہاں ہے وہ کامل انسان
جس کے انتظار میں ہو؟" شیخ حاجیؒ کا ایمان ہرگز نہیں ہلا۔ آخر امید پوری ہوئی۔

حضرت کی ولادت رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ ۱۱۲۵ھ سنہ ہجری (۱۷۱۳ء)
میں ہوئی۔ آپکے بچپن کے متعلق کئی دلچسپ روایتیں محفوظ ہیں۔ جن سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ ایکدن گھر سے باہر بچوں سے کھیل رہے
تھے کہ ایک درویش وہاں سے آکر گذرا۔ حضرت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔
اور آپ کے چہرے کی طرف دیکھتا ہی رہا۔ یہاں تک کہ کھانے کا وقت ہو گیا
حویلی سے ایک خادمہ نکل کر آپ کو بلانے لگی۔ لیکن آپ کھیل میں اتنے
مصروف تھے کہ اس بلانے کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اس پر ایک خادمہ نے
زور سے چلا کر آپ کو بلایا۔ درویش نے خادمہ کو متنبہ کر کے کہا "خبردار!

Marfat.com

اس بچے کے ساتھ کبھی بھی سختی سے پیش نہ آنا۔ آپ سب لوگوں کو ان کی مرضی کے مطابق چلنا چاہیے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے انکو نواز کر اپنا بنایا ہے۔

آپ ابھی صغیر تھے کہ والد صاحب کے پاس قرآن شریف ختم کیا۔ آرزو تھی کہ دوسرے علوم بھی اپنے والد شریف کے پاس حاصل کریں۔ لیکن سوتیلے بھائیوں نے دیکھا کہ آپ نہ صرف ذہن و ذکاء میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ بلکہ آپ کے والد بھی آپ کو بے حد چاہتے ہیں۔ اس لئے حسد سے جلنے لگے۔ والد سے تو پہلے ہی حسد تھا۔ اب تو دونوں کے پیچھے پڑ گئے۔ لیکن محمد زمان منھڑیہ نے جو اسوقت لواری کا رئیس تھا۔ شیخ حاجی کی حمایت کی اور نامرادوں کو آگے بڑھنے نہیں دیا۔ لیکن یہ اپنے والد بزرگوار سے برابر ناؤ کرتے۔ ایک دن شیخ حاجیؒ کسی سفر پہ روانہ ہوئے۔ آپ کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ ان پلیدوں نے حضرت محمد زمان کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن آپ کو پہلے معلوم ہو گیا۔ اسلئے اکیلے ہی اکیلے جنگل کی طرف نکل کر بھاگے جہاں سے بھرنگر ٹھٹھے آئے۔ یہاں پہنچ کر درسی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس مطلب سے مولوی محمد صادق کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ سخت محنت کر کے راتوں کی نیند خراب کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں عربی زبان اور دیگر علوم میں مہارت حاصل کرلی۔ ایسے سمجھدار اور تیز فہم تھے۔ کہ ہر مضمون کو یاد کر لیتے تھے۔ اسلئے اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ آگے رہتے تھے۔

Marfat.com

روزانہ مدرسہ کی طرف جاتے ہوئے آپ کو خواجہ ابو المساکینؒ کی خانقاہ کے پاس سے گذرنا پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ جیسے مدرسہ جا رہے تھے۔ کہ خواجہ ابو المساکینؒ نے آپ کو دیکھ لیا۔ ایک دم سمجھے کہ یہ وہی قطب زمانہ ہے۔ جس کے لئے اسکے مرشد شیخ ابو القاسمؒ نے انکو اشارہ کیا تھا۔ پھر تو حضرت کو لے کر خانقاہ میں آئے۔ اور آپ کو ہر قسم کی آسانی میسر کر کے دی۔ اس ملاقات کے بعد جب بھی خواجہ ابو المساکینؒ آپ کو دیکھتے تھے۔ اپنے ساتھ خانقاہ میں لے کر آتے تھے۔ جہاں انکو ارشاد لینے کی ہدایت کرتے تھے۔ شروع میں حضرت کو ظاہری علوم پڑھنے کا اتنا شوق تھا کہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ارشاد لینے سے کنارہ کرتے رہے۔ لیکن آخر کار شیخ ابو المساکینؒ کی محنت اور کوشش نے اپنا نتیجہ ظاہر کیا۔ اور حضرت کے قلب پر طریقت کے طلب کی تڑپ پیدا ہوئی۔ ابھی ظاہری علوم کی تکمیل میں کچھ باقی تھا۔ کہ آپ خواجہ ابو المساکینؒ کی بیعت کر کے طریقت میں داخل ہو گئے۔ اس بات کی طرف آپ اشارہ کر کے فرماتے تھے۔ کہ جس دن میرے دل میں حق کی محبت کا شعلہ سلگنے لگا۔ اس دن سے مجھے درسی کتابوں سے کوئی حظ حاصل نہیں ہوا۔ لیکن اوائل میں میری خواہش نہیں تھی کہ کسی کو اسکی خبر ہو۔ اسطرح ظاہر طور کتابیں لے کر مدرسہ چلا جایا کرتا تھا۔ جب گھر واپس آجاتا تھا۔ تو کتابیں پھینک کر مراقبہ میں مشغول ہو جاتا تھا۔ بہت کوشش کرتا تھا کہ میرے اس حال کی کسی کو خبر نہ ہو۔ جب تک خواجہ ابو المساکینؒ نے اسکی اجازت نہ دی۔ تب تک کسی کو میں نے اپنا یہ راز نہیں دیا۔ پھر تو پورا

Marfat.com

وقت خانقاہ میں صرف کرنے لگا۔ اور مدرسہ میں پھر کبھی قدم بھی نہ رکھا۔ میرے اُستاد اور ساتھیوں کو بڑا دُکھ ہوا۔ میرے "حال" پر غم کھاکر کہتے تھے، "خواجہ ابوالمساکینؒ نے کیسے ایک پُرامید نوجوان کو دھتکار لیا ہے"۔ لیکن مجھے کتاب پڑھنے سے اتنی کراہت آتی تھی۔ کہ بھول کر بھی انکی شکل نہ دیکھتا تھا۔ اور جو علم میں نے حاصل کیا تھا۔ وہ پورے کا پورا اپنے دل سے مٹا کر پھینک دیا۔"

آخر کار آپ لوگوں سے تعلقات قطع کر کے رات دن مراقبہ میں گذارنے لگے۔ خواجہ ابوالمساکینؒ نے بھی آپکی روحانی ترقی میں بہت دلچسپی لی۔ اپنے طرف خواجہ صاحب کی اتنی توجہ دیکھ کر، ایک دن حضرت کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ شاید خواجہ صاحب کو دوسرے مریدوں کی نسبت میرا زیادہ فکر ہے۔ آپکے دل میں اس خیال کا پیدا ہونا تھا۔ کہ خواجہ صاحب جو دلوں پر تصرف رکھتے تھے۔ فوراً کہا کہ "ہماری نگاہ میں تمام مرید ایک جیسے ہیں۔ ہم سب کو ایک ہی توجہ دیتے ہیں۔ مگر انہیں اور تمہارے درمیان میں یہ فرق ہے۔ کہ وہ خانقاہ سے باہر جاکر دنیوی معاملات میں پھنستے ہیں۔ جس سبب سے انکی روزانہ کمائی ختم ہوجاتی ہے۔ لیکن تم ہمیشہ ایک جگہ بیٹھ کر روز بروز نئی ترقی کرتے رہتے ہو"۔ مطلب کہ دن بدن خواجہ صاحب کا فیض آپ پر بڑھتا رہا اور حضرت سمجھتے تھے۔ کہ شاید میرے بڑوں کے صدقہ سے خواجہ صاحب میری اتنی عنایت کر رہے ہیں"۔ لیکن آپکو بھی یہ معلوم نہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب آپکو اپنا خلیفہ بنانے والے ہیں۔

ایکدن خواجہ ابوالمساکینؒ اپنے جدامجد مخدوم آدمؒ کے مزار شریف کی مرمت کرانے کیلئے مکلی کے طرف روانہ ہوئے۔ آپ محافہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ خاص مرید ہمرکاب تھے۔ راستہ کے درمیان میں محافہ ٹھہرا کے حضرت کو فرمایا۔ کہ "آگے آئے

ساتھ بیٹھو حضرت نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ لیکن خواجہ صاحب نے ہاتھ پکڑ کر آپ کو محافہ میں بٹھایا جب مکلی پہنچے تو خواجہ صاحب نیچے اُترے اپنے مریدوں کو امر کیا کہ تعاریاں نے کر مرمت شروع کرو اور حضرت کو فرمایا تم میرے پاس آکر بیٹھو۔ حضرت ادب سے ہاتھ باندھ کر دور جا کر بیٹھے بعض مریدوں نے آپ حضرت کو بھی اپنے ساتھ کام کرنے کے لئے کہا۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ "آپ ان کو کیوں بلاتے ہیں؟ حضرت مخدوم صاحب نے ہمیں الہام کیا ہے۔ یہ یہاں ہی بیٹھا رہے۔ کیونکہ ان کے لئے ایک اور کام سوچا گیا ہے" یہ راز کوئی مرید نہ سمجھ سکا۔

اس کام اکرنے کا وقت بھی آپہنچا۔ مکمل چھ ماہ کے بعد آپ کمال کو پہنچے۔ کیا آپکی جوانی!! اور کیا یہ آپکی عظیم انسانی!! آپنے معقول کو الاھی محبت میں مخمور دیکھ کر خواجہ ابو المساکینؒ نے اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ ایک دم رحم کی نگاہ سے آنکھیں اوپر کر کے حضرت کو فرمایا کہ "آج سے بیکر میں آپکو استاد کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اور آپ کو اپنی مسند پر بھی بٹھاتا ہوں" یہ فرمان سنکر آپ بڑے حیران ہوئے۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ "اتنا بڑا اور نازک کام اس عاجز کی رسد سے باہر ہے۔ میں تو اب بھی آپ کی توجہ کا محتاج ہوں نہ مریدوں کو کسطرح توجہ دے سکوں گا"۔ خواجہ ابو المساکینؒ نے فرمایا کہ "یہ امر الاھی ہے۔ میرے اور آپ کی طاقت سے باہر ہے۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ آپ کا قلب، اب اس مقام پر پہنچا ہوا ہے۔ کہ اگر آپ پتھر پر توجہ فرمائیں، تو وہ بھی پانی ہو جائے۔ دیکھنا، ہمت نہ ہارنا۔ لیکن کاہلی کبھی بھی نہ کرنا۔ ہم ہر حال میں آپ کے ہمراہ ہیں"۔

خواجہ ابو المساکینؒ نے نہ صرف خبر آپکو دی۔ بلکہ علی الاعلان

Marfat.com

اس کو عام کیا۔ ایک دن بھری کچہری میں آپ کو اپنے سامنے مسند پر بٹھا کر۔ اپنی دستار آپ کے سر پر رکھی۔ اور آپکے نعلین کو سید معاکر کے تمام حاضرین کو امر کیا۔ کہ "فلاں کے قدموں پر جھک کر بیعت کرو۔ کیونکہ آج کے بعد وہی تمہارا مرشد ہے۔ جو کوئی ہمارا ہے۔ وہ ان کے پاس رہے۔ جو ان کا انحراف کرے وہ ہمارا نہیں ہے۔ واللہ، یہ جوان وقت اور ارشاد کا قطب ہے۔ موجودہ اولیاء اللہ میں سے کوئی ان جیسا روئے زمین پر نہیں ملے گا۔" پھر خواجہ صاحب نے حضرت سلطان الاولیا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر آپ سے دعا کروائی۔ حضرت کا اتنا مرتبہ دیکھ کر سب لوگ آپ کے قدموں پر گر پڑے۔ اس دن سے لیکر خواجہ ابوالمساکینؒ نے اپنی پیری مرشدی ترک کر دی۔ اور خانقاہ میں بھی کبھی کبھی آنے لگے۔ پورا دن حجرہ میں گذارتے تھے۔ جمعہ کے مبارک دن کے علاوہ باہر نہیں نکلتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت کو ساتھ لے کر مکلی کی زیارت پر جاتے تھے۔ ایک دفعہ زیارت کر کے واپس آرہے تھے۔ کہ ایک پتھر کے ٹکڑے پر نظر پڑی خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ "یہ پتھر کا ٹکڑا اٹھا لو۔" حضرت نے ایسے ہی کیا۔ خواجہ صاحب نے اسکو رکاب سے رگڑا وہ رکاب سونا بن گیا۔ پھر حضرت کو فرمایا کہ "یہ پتھر پارس کا ٹکڑا ہے۔ اسکو سنبھال کر اپنے پاس رکھو شاید کبھی کام دیجائے۔" حضرت نے باادب عرض کیا کہ "قبلہ! یہ آپ کے پاس ہی رہے تو بہتر ہے۔" خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں اسکی ضرورت نہیں ہے" حضرت نے جواب دیا۔ کہ جو چیز آپ جیسے بزرگوں کو نامنظور ہو۔ اسکی ہمیں بھی ضرورت نہیں ہے۔" پھر اس پارس پتھر کو ایک بہتی ہوئی نہر میں

Marfat.com

پھینک دیا۔ کہتے ہیں میر فتح علی خان تالپر کے دور حکومت میں ایک دھوبی اس نہر پر کپڑے دھو رہا تھا۔ کہ اسکی کپڑے دھونے کی لکڑی کا دوسرا سرا جاکر نہر میں گرا۔ باہر نکالا تو دیکھا کہ پورا سونا ہوگیا ہے۔ دھوبی کو بڑا تعجب ہوا غوطہ لگا کر پارس کو نکال لایا اور اسکو کپڑوں پر رکھدیا۔ وہاں اچانک ایک ایسا طوفان آیا کہ سارے کپڑے اڑ گئے۔ جن کے ساتھ پارس بھی معلوم نہیں کہاں غائب ہوگیا۔

حضرت کے سجادہ نشین ہونے کی خبر ہر جگہ پر مشہور ہوگئی۔ بعض لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ مخدوم محمد ہاشم اور دوسرے ظاہر پرست لوگوں کو بڑی جلن ہوئی۔ خواجہ ابو المساکینؒ کے پاس جاکر عرض کی کہ "یہ نوجوان ابھی عبادت اور ریاضت سے فارغ بھی نہیں ہوا ہے کہ آپ نے اسکو کس حساب سے زمانے کا قطب بنایا ہے؟" خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ "یہ معاملہ خدا کے فضل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں کسب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری آبائی امانت ہم تک جاری رہی۔ اب ہماری مرضی جسے چاہیں۔ اُسے دیں۔ یہ ظاہر پرست ناامید ہو کر واپس چلے گئے۔ خواجہ ابو المساکینؒ کے رشتہ داروں کو بھی یہ بات پسند نہیں آئی۔ کئی طریقے اختیار کئے لیکن کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ تنگ آکر عرض کی کہ "اپنی مسند تو اپنے خاندان میں قائم رکھو۔ ورنہ خانقاہ خالی ہوجائیگی۔ یہ بالکل مناسب نہیں ہے۔ کہ ایک دہقان آپکا قائم مقام ہے۔" خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ "خدا کی مرضی یہی ہے۔ کہ آپکا اور میرا اختیار نہیں چل سکتا۔" پھر حضرت کو بلا کر فرمایا۔ کہ "ہمارا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ آپ صرف اس خانقاہ سے وابستہ

Marfat.com

رہیں۔ جہاں طبیعت چاہے۔ وہاں بلا شک جا کر رہیں۔"

یہ معاملہ چل ہی رہا تھا کہ سرہندی مشائخ کے ایک بڑے خلیفہ میاں عبدالرشید، حج کے ارادے سے ٹھٹھہ سے آ کر نکلے، جب حضرت خواجہؒ کو معلوم ہوا تو حضرت سلطان الاولیاء کی معرفت انہیں اپنے ہاں بلایا۔ میاں عبدالرشید نے آپ کو دیکھا۔ تو آپ کو توجہ دینا چاہا۔ حضرت نے خیال کیا کہ مرشد کی اجازت کے بغیر توجہ لینا مناسب نہیں ہے۔ اسلئے کہا کہ قبلہ! اس بندہ کو صرف دُعا کی ضرورت ہے" میاں صاحب نے اس راز کو سمجھ کر کہا کہ "در تحقیق آپکو ہماری توجہ کی ضرورت نہیں، کیونکہ آپ خود شیخ ہیں" پھر میاں صاحب آ کر خواجہ ابو المساکینؒ کے مہمان بنے آپ کی خاطر خواہ خدمت کی گئی۔ خواجہ صاحبؒ کے عزیز و خویش نے میاں صاحب کو عرض کی "آپ مہربانی فرما کر خواجہ صاحب کو سمجھائیں کہ اپنی مسند اپنے کسی رشتہ دار کے سپرد کریں۔ میاں صاحب نے موقع دیکھ کر خواجہ صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ خواجہ صاحب نے الٰہی امر کے مطابق اس بات کا پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر بھی اپنے معزز مہمان کا لحاظ کر کے فرمایا کہ "بہتر آپ بھی استخارہ کریں اور میں بھی کرتا ہوں۔ شاید اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح فیصلہ کی قوت عطا فرمائے۔ میاں صاحب نے استخارہ کر کے خواجہ صاحب کو کہا "کہ بیشک آپکا الہام صحیح ہے میاں محمد زمان ہی آپ کا خلیفہ ہے"۔

کچھ دنوں کے بعد خواجہ ابو المساکینؒ اور میاں عبدالرشید ملکر حج کے لئے شکر ٹھٹھہ روانہ ہوئے۔ جب لاہوری بندر پہ پہنچے تو خواجہ صاحب نے

Marfat.com

ایک قاصد کے ذریعہ، حضرت کو بلانے کے لیے بھیجا" کہ ہمیں بعض ضروری ہدایات دینی ہیں۔ اس لیے فوراً چلے آؤ۔" حضرت خط ملتے ہی آپ کی طرف روانہ ہوئے۔ خواجہ صاحب کو جو ہدایتیں اور نصیحتیں کرنی تھیں۔ وہ دے کر حضرت کو میاں عبدالرشید کے پاس لاکر عرض کی کہ" اس جوان کو دعا کرو۔ اور کوئی لائق لقب بھی رکھو" میاں صاحب نے کہا کہ ہم ان پر خلیل الرحمان کا لقب رکھتے ہیں۔ جب میاں صاحب سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہماری نظر میں محمد زمان نام تمام ناموں سے بہتر ہے، اور آپ کا لقب بھی بھلا ہے۔" پھر خواجہ صاحب نے حضرت سے رخصت ہو کر، حج کے سفر پر روانہ ہوئے۔

دو سال کے بعد خواجہ صاحب واپس اپنے وطن آئے تو ایک دن جامع مسجد میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے گئے۔ یار دوست ملنے کے لئے آئے۔ یہ عام خیال تھا کہ نماز کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آکر بیٹھیں گے۔ اور پھر ہم تعظیم کریں گے۔ لیکن خواجہ صاحب نماز پڑھکر سیدھے گھر روانہ ہوئے۔ جانے کے وقت حضرت سلطان الاولیاء نے حضرت کی جوتی پہن کر عرض کیا کہ قبلہ! اصحاب انتظار میں ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اس کام کے لئے ہم نے آپکو مقرر کیا ہے۔ اگر آپکو حجاب ہوتا ہے۔ تو ہم یہاں رہیں گے ہی نہیں" اسوقت بعض عزیزوں نے حضرت کو عرض کی کہ آپ خواجہ صاحب سے سفارش کریں کہ ہمیں توجہ دیں۔ حضرت نے عرض کیا لیکن خواجہ صاحب نے فرمایا

Marfat.com

کہ آپ کی توجہ ان کے لئے کافی ہے۔"

کچھ دنوں کے بعد خواجہ صاحب نے حضرت صاحب کو فرمایا کہ کہ "لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم حرمین شریفین سے اپنے خاندان والوں کی خاطر واپس آئے ہیں۔ لیکن اس طرح ہرگز نہیں ہے۔ ہم تو صرف آپکی تعلیم و تربیت کے لئے آئے ہیں۔ ایک دن جیسے کہ کعبتہ اللہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آپکی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ آپ کو طریقت میں سخت مشکلاتیں درپیش ہیں۔ اسلئے ڈر گئے کہ "شاید پریشان نہ ہو جائیں۔ اگرچہ ہم ہردم آپکی طرف متوجہ تھے۔ لیکن الہام ہوا کہ واپس وطن جاؤ اور روبرو تلقین کر کے واپس یہاں آکر رہنا شروع کردو۔" پھر کچھ دن خواجہ صاحب ننگر ٹھٹھے میں رہے۔ اور حضرت کو خاص توجہ دیکے تھوڑے ہی عرصہ میں اوج پر پہنچا دیا۔ وقت بوقت حضرت کو بشارتیں دیتے رہے۔ ایکدفعہ فرمایا "تمہیں مبارک ہو! اس لمحہ تم پر وہ حالت وارد ہو رہی ہے جو اس سے پہلے صرف دو اولیاء اللہ پر وارد ہوئی ہے اُن میں ایک شیخ جنید بغدادیؒ دوسرے شیخ بایزید بسطامیؒ تھے لیکن یہ دونوں بزرگ اس حال کو کمال تک پہنچانے سے پہلے وصال فرما گئے۔ ہمیں خاطری ہے کہ آپ اس حال کو کمالیت پر پہنچائیں گے۔" دوسرے بار فرمایا کہ "فقر" نبی مسافر کی طرح ہے۔ جس طرح مسافر ایک جگہ پر زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرتا۔ اسی طرح 'فقر' بھی ایک جگہ زیادہ وقت تک نہیں رہتا۔ فقر نے پہلی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نوازا پھر

Marfat.com

بایزید کو پھر بخارا شریف میں خواجہ نقشبند کو نوازا۔ وہاں سے منتقل ہو کر سرہند شریف میں آیا۔ اور ظاہر ہو گیا۔ اب آپ میں آ کر رہنے لگا ہے اور آپ کے پاس پوری رات رہے گا؛ یعنی ہمیشہ کے لئے۔"

ایک دن خواجہ ابوالمساکین نے حضرت کو یہ وصیت کی کہ "حق تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کے سروں کو آپ کے قدموں کی مٹی بنائی ہے اور تمہارے پاس حق کے طالب بڑی تعداد میں آئیں گے۔ جو کوئی بھی آپ کے پاس آئے۔ اس کو حق کی راہ دکھانا۔ اللہ آپ کے پاس صرف ان لوگوں کو بھیجیں گے جن کے لئے نجات لکھی گئی ہو گی۔ اپنے دل کو ہمیشہ شاد اور آباد رکھنا۔ تدبیر اور اسباب ترک کر کے اپنے تمام کام کریم کے حوالے کرنا۔ رزق کمانے کے لئے کبھی بھی کوئی کام نہ کرنا۔ ہم نے آپ کا رزق رب تعالیٰ سے مانگ لیا ہے جس چیز کی طلب ہو گی۔ وہ خود بخود ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ کی مجلس ہمیشہ قائم رہے گی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند مسند پر بیٹھیں گے۔ اور فقر کے فیض سے آپکا مکان ہمیشہ معمور رہے گا۔ کسی وقت بھی کوئی ظاہری یا باطنی مشکل درپیش آ جائے۔۔۔۔ تو ہم سے طلب کرنا۔ ہر حال میں ہم آپ کے مددگار ہوں گے۔" یہ وصیت کر کے خواجہ صاحب اپنے اہل و عیال کے ساتھ جا کر مکہ شریف رہنے لگے۔ وہاں سے حضرت کی طرف کبھی کبھی کتابیں بھیجتے رہتے تھے۔ جنکو آپ بوسہ دے کر سر اور آنکھوں سے لگا کر مطالعہ کرتے تھے۔ آپ بھی وقت بوقت خواجہ صاحب کی طرف اپنا حال احوال بھیجتے رہتے تھے۔

Marfat.com

"روانگی یعنی جانے کے وقت خواجہ ابو المساکین نے اپنے صادق مریدوں کو وصیت کی تھی کہ خواجہ محمد زمان کو دل و جان سے راضی رکھنا۔ کیونکہ جب تک آپ یہاں رہتے رہینگے۔ تب تک اس شہر کو کوئی خطرہ نہیں۔ خبردار! انکی مرضی کے برخلاف نہ چلنا! خدانخواستہ اگر یہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ تو ٹھٹھہ کا شہر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اسیطرح طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہونگی۔ مگر جب تک آپ یہاں رہیں گے ہر طرح کا امن و سکون رہیگا۔

ہوا بھی اسیطرح۔ آپکے دنوں میں ٹھٹھہ شاد اور آباد تھا۔

خواجہ ابوالمساکین کے جانے کے بعد آپ کئی سال تک ٹھٹھہ میں رہے دن و رات، طالبوں کو حق کی تلقین کرتے رہے۔ صدق والوں کو آپ کی صحبت سے بے انتہا فیض پہنچتا رہا۔ ان پر طرح طرح کی عجیب حالتیں گذرتی رہیں بے انداز آدمی آپ کے مرید بنے۔ مخدوم ضیاء الدین جو ٹھٹھہ کا ایک بڑا عالم و فاضل شخص تھا۔ اس نے بھی آپ کی بیعت کی۔ مولوی محمد ہاشم کا دل حسد اور کینہ سے بھر گیا۔ آپ کو تکلیفیں دینا شروع کیں۔ آپ کے مریدوں اور خانقاہ کے خادموں کو دبا کر اپنے سے ارشاد لینے کی دعوت دینے لگا۔ لوگوں کو کہتا تھا۔ کہ میں طریقت کے چوبیس شغل جانتا ہوں۔ لیکن میاں محمد زمان ایک مشکل سے جانتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ پھر بھی آدمی ان پر عاشق ہیں۔ میرے پاس کوئی نہیں آتا۔"

مولوی محمد ہاشم کی مخالفت کا حقیقی سبب یہ تھا۔ کہ انکی خواجہ ابوالمساکین کے ساتھ دشمنی تھی۔ ایک دن ٹھٹھہ کے ایک محلے میں آپ حضرت

Marfat.com

کو اکیلے ملے۔ اور آپکے سامنے خواجہ صاحب کی غیبت کرنے لگے۔ آپ حضرت اسوقت نوجوان تھے۔ جوش آگیا مرشد کی ملامت اور غیبت کو برداشت نہ کر سکے۔ زمین سے ایک ہڈی جو اونٹ کی تھی۔ اٹھا کر اس کے منہ پر مار ڈالی۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ اور آپ نے کہا کہ یہ اپنے الفاظ واپس لو۔ پھر چھوڑ دیا کہ کہیں شور نہ کرنے لگے۔ مولوی اس واقعہ کو اپنے سینے میں رکھتا آیا۔ پھر جب دیکھا کہ آپ کا اثر رسوخ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ تو اور حسد میں جلنے لگا۔ اور ہر طریقے سے آپ کو ستانے لگا۔ آپ حضرت کا دل بھی ٹھٹھہ سے تنگ ہو چکا تھا۔ اسلئے وہاں سے منتقل ہو کر لواری شریف میں آکر رہنے لگے۔ پھر جلد ہی نادر شاہ نے سندھ پر حملہ کیا۔ فتنے اور فساد نے ملک کو گھیر لیا۔ ہر طرف لوٹ مار ہونے لگی ٹھٹھہ کا شہر نابود ہو گیا۔ اور مولوی محمد ہاشم بھی جذام کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ حق ہے! خواجہ ابوالمساکین کی پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی

جس دن سے آپ حضرت نے آکر لواری شریف میں قیام فرمایا۔ اُس دن سے لیکر آپ کے والد بزرگوار نے پیری مرشدی چھوڑ دی۔ اگر کوئی آدمی آپ کے پاس توجہ لینے کیلئے آتا۔ تو آپ اس کو حضرت محمد زمان کے پاس بھیج دیتے۔ اور خود نے بھی آپ سے توجہ لیا۔ اسوقت لواری شریف میں ایک اللہ دوالا رہتا تھا۔ جو آپ حضرت پر ہر وقت فدا رہتا تھا۔ اگر آپ کہیں جاتے تو یہ بھی وہاں از علیٰ آکر حاضر ہوتا ایک دفعہ آپ حضرت اپنے والد بزرگوار کے ساتھ کچھ کے علاقہ میں شیخ ابراھیمؒ کے

Marfat.com

مزار کی زیارت پر گئے۔ وہاں یہ درویش بھی آکر نکلے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ آپ حضرت اس طرف آئے ہیں۔ جواب دیا کہ جناب آپ حضرت کے اوپر ایک نورانی بادل چلتا رہتا ہے جس کو میں اپنی اندر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہوں۔ جس سے مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ حضرت اس وقت کہاں ہیں"۔ اس درویش کی دل کی روشنی بے انتہا قوی تھی۔ اسکا ایک اور مثال موجود ہے۔ ایک دفعہ آپ مکلی کی زیارت کر رہے تھے کہ یہ درویش بھی دستور کے مطابق وہاں آکر حاضر ہوا اسوقت ایک مسافر نے آکر بتایا کہ وہ میں راستے میں منزلیں کرتا ہوا لواری شریف کی ایک مسجد میں آکر آرام کیا۔ وہاں ایک پیر مرد نے وفات پائی" یہ سنکر آپ حضرت فکرمند ہونے لگے۔ خیال تھا۔ کہ آپکے والد شریف نے وفات کی ہے۔ آپ حضرت ابھی تک اس مسافر سے کچھ زیادہ دریافت فرما رہے تھے کہ اس درویش نے بلند آواز سے کہا۔ کہ میں بالکل ابھی ساری لواری شریف دیکھ کر آیا ہوں شہر میں کل اٹھارہ مسجدیں ہیں۔ ان سب کو میں نے دیکھا، جس شخص نے وفات کی ہے وہ فلاں مسجد کا امام تھا۔ آپ کے والد بزرگوار صحیح وسلامت ہیں"۔

لواری شریف میں آنے کے بعد آپ حضرت لوگوں سے بے تعلق ہو کر مسافروں کی طرح رات دن مسجد میں گذار کر مراقبہ میں مشغول رہنے لگے۔ شرعی اعمال کے علاوہ اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔ شام کو گھر آتے اگر کچھ طعام تیار ہوتا تو تھوڑا سا کھا کر پھر مسجد کی طرف چلے آتے تھے۔ اتفاق سے اگر

Marfat.com

کوئی طالب آتا۔ تو آپ اسکو تلقین کرتے اور فرماتے "کہ کیا کروں مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ورنہ حق کے علاوہ کسی اور کی طرف نظر بھی نہ اٹھائی لوگوں کی کثرت اور اپنے نام کی مشہوری سے دور رہتے تھے۔

۱۱۴۹ھ (۱۷۳۶ء) میں آپ کے والد شریف نے وفات کی۔ پھلواری کا شہر سیم کی وجہ سے تباہ ہو گیا تھا۔ لوگ بڑی تعداد میں چلے جا رہے تھے۔ لیکن جب تک آپ کے والد حیات تھے۔ آپ وہیں رہتے آئے۔ والد کی وفات کے ایک سال بعد ۱۱۵۰ھ (۱۷۳۷ء) آپ نے قدیم پھلواری کے قریب ایک نئی بستی آباد کی۔ اس کا نام بھی پھلواری رکھا۔ اس سال آپ کا جلوس بھی ہوا۔ اب آپ گوشہ نشینی سے نکلکر خلق کو ہدایت کرنے لگے۔ لوگوں کی بڑی تعداد آتی، چار پانچ سو تو ہر وقت موجود رہتے۔ بعض دفعہ تو تین چار ہزار آدمی بھی آ کر جمع ہو جاتے۔ آپکا لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا۔ جس سے ہر ایک کو کھانا ملتا رہتا تھا۔ کئے طالبوں کو صرف آپ حضرت کا مبارک چہرہ دیکھنے سے ہی فیض حاصل ہو جاتا تھا۔ اور بڑے پائے کے صاحب بن جاتے تھے۔

کبھی کبھی خیال آتا تھا۔ کہ تو کئی دن دروازہ بند کر کے تنہائی میں حجرے کے اندر بیٹھے رہتے تھے۔ اس حال میں بھی اگر کوئی طالب آتا تو اُسے نا امید نہ کرتے۔

ایک دفعہ الھداد نامی ایک درویش دُور سے سفر کر کے آپ کے پاس آیا۔ شام کا وقت تھا۔ آپکے حجرے کے پاس بے انداز لوگ کھڑے تھے۔ الھداد کو کہا گیا کہ آپ حضرت، طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے کئی دن سے باہر نہیں آئے ہیں بیچارہ الھداد نا امید ہونے لگا۔ اتنے میں کسی نے پکار کر کہا "الھداد کہاں ہو"

Marfat.com

لوگوں کے مجموعے کی طرف دیکھ کر بیچارے الھداد نے سمجھا کہ شاید کسی اور الھداد کو بلایا جا رہا ہے۔ کیونکہ وہاں انکو جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ دوسری دفعہ آواز آئی۔ پھر بھی اس نے خاموشی اختیار کی۔ تیسرے دفعہ پکارا گیا "الھداد بلوچ کہاں ہے؟" اس پر یہ تھوڑا سا حیران ہوا۔ اور آگے چل کر کہا کہ "ایک الھداد تو میں ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ میاں اسطرف تو دیکھو، آپ حضرت دروازے پر کھڑے ہو کر تمہیں بلا رہے ہیں" الھداد محبت سے دوڑ کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا "ہم تجھے اپنا مرید کرتے ہیں، مگر ضعف کے سبب آج تلقین نہیں کرتے۔ اس کیلئے پھر کبھی آنا۔ اب جا کر پوری رات ہمارے والد بزرگوار کی قبر شریف پر جاگو"

الھداد اسی وقت مقبرے کی طرف روانہ ہوا۔ آگے چلکر راستہ بھول گیا۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ مقبرہ کسطرف ہے۔ واپس جا کر پوچھا بے ادبی تصور کی اسلئے ایکطرف روانہ ہوا۔ دور سے ایک روشنی دیکھنے میں آئی۔ اس طرف گیا۔ اور آخر کار جا کر مقبرے کو تلاش کر لیا۔ پوری رات جاگ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا۔ صبح کو دیکھا اپنے آپ کو کہ حیوان سے انسان بن گیا ہوں! الحمد للہ کہکر آپ حضرت کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو تلقین کر کے رخصت کیا۔ جانے کے وقت عرض کیا کہ "قبلہ اس غلام کا ایک بھائی ہے۔ جو دشمن بن گیا ہے۔ مجھے ہر وقت خطرہ ہے کہ وہ مجھے کسی وقت مار نہ ڈالے" آپ حضرت نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سب خیر کریں گے"۔ اتفاق سے راستے میں وہی بھائی اسے ملا۔ یہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس نے سمجھا کہ اب آخری وقت

Marfat.com

ہے۔ اچانک ایک طوفان برپا ہوا۔ جب وہ طوفان کم ہوا۔ تو دیکھا کہ اس کا بھائی معلوم نہیں کہاں گم ہو گیا تھا۔ پھر آپ حضرت کو یاد کرتا ہوا اسلامی سے جا کر گھر پہنچا۔

آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے سندھ اور ہند کے پیر و مشائخ ترستے رہتے تھے۔ دور دور سے سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے آپکی زیارت کے لئے آتے۔ ایک دفعہ سندھ کا مشہور ولی اور شاعر حضرت سید شاہ عبداللطیف بھٹائی بھٹ سے تیار ہو کر آپ سے ملاقات کے لئے نواری شریف آئے، جب حجرے کے دروازے کے پاس پہنچے۔ تب ایک نوکر کو بھیج کر کہا۔ کہ وہ جاکر اندر آنے کی اجازت طلب کرو۔ نوکر نے جاکر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ "سید صاحب کو جا کر کہو، کہ آپ ٹھہریں ہم خود آپ کے استقبال کے لئے آتے ہیں۔ نوکر نے جاکر پیغام پہنچایا تو سید صاحب نے پوچھا۔ کہ "خواجہ صاحب کس کام میں مصروف تھے" جواب دیا خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔" سید صاحب نے فرمایا" اس مشغولی سے کب فارغ ہوں گے۔ جو ہماری طرف متوجہ ہوں گے۔ اٹھو تو اندر چلتے ہیں"۔ جب سید صاحب آپ حضرت کے سامنے ہوئے تو یہ شعر کہا۔

راہی سفر کو چل دیئے منزل کہاں، کسی کو پتا
گردن ہے جنکی خم، جبوں میں کسطرح انکے سوا

آپ نے فوراً جواب دیا۔

کچھ نہیں ہو" کچھ نہیں" کچھ نہیں کا ورد کر
خنجر لا اسے تعلقات جہاں کو قطع کر

Marfat.com

پھر تجھے سمجھائیں گے وہ راز دلبر سربسر

اس پر سید صاحب نے فرمایا۔

زہے نصیب قلم نے جو لوح پر لکھا
سکھی! یہ میرے مقدر میں ہو گیا اچھا
نوشتہ ہے وہ میرے اختیار سے بالا
کروں میں یہ کس سے فریاد کس پہ ہو دعویٰ
کہ جو ہوا میرے محبوب ہی نے مجھ سے کیا

آپ نے جواب دیا۔

بیٹھے انکی بزم میں جو کاتب تقدیر ہیں
چاہیں تو پہلا لکھا، بدلا کے دیگر لکھ سکیں
ہو سکے دلدار جاناں کسطرح تجھ کو نصیب
عین ممکن ہے کہ کوئی ایسی ہی تعلیم دیں

اس مشاعرہ کے بعد شاہ صاحب نے سوال کیا کہ "فنا کے بعد کیا ہے، اسکے متعلق کچھ معلوم ہے؟ آپ حضرت نے فرمایا کہ "فنا سے پہلے کیا ہے؟ یہ نقطہ سنکر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ارادہ ہے کہ آپکا مرید بنوں"۔ آپ حضرت نے جواب دیا۔ کہ "سماع اور گانا ہمارے طریقے میں منع بلکہ حرام قرار دیا گیا ہے علاوہ بعض شرعی اوقات کے۔ شاہ صاحب نے کہا پوری زندگی سماع میں گذار دی ہے اب اسکو چھوڑنا میرے لئے مشکل ہے پھر تو کافی وقت تک آپس میں راز دارانہ مجلس فرماتے رہے۔ جب

Marfat.com

شاہ صاحب نے اجازت مانگی تو آپ نے خلافت کی چادر شاہ صاحب کو پہنائی، کہتے ہیں کہ وفات کے وقت شاہ صاحب نے وصیت کی کہ "میرا کفن اس چادر سے کرنا"۔ اسی طرح کیا گیا۔ پھر وہی چادر آپ کے جنازہ پر ڈالی گئی اور دفن کے بعد آپ کے مقبرے کے اوپر بچھادی گئی۔ زیارت کرنے کے بعد شاہ صاحب ہمیشہ آپ حضرت کی شان میں یہ شعر پڑھتے رہتے تھے۔

ان کو دیکھا ہے میں نے اے مادر!
ہے میسر جنہیں وصال حبیب!
نہیں میری زباں میں تاب سخن،
کرسکوں جو بیانِ ذکرِ عجیب!!

جب شاہ صاحب اجازت لیکر روانہ ہوگئے تو آپ حضرت نے فرمایا کہ ہماری صحبت تو اختیار کی، لیکن اتنی ہمت نہ کرسکا کہ ہمارے طریقت میں داخل ہوتا۔ اگر داخل ہوتا تو ایسے عمیق میں سے غوطے لگواتے کہ اپنے نام ونشان سے بھی بے خبر ہو جاتا۔ اس پر ایک مرید آپ حضرت سے شاہ صاحب کی منزلت کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ اسکی منزلت بھی آپ لوگوں کی طرح ہے مطلب کہ وہ بھی آپ کی طرح صاحب دل ہے، لیکن صاحب دل ہونا کوئی آسان نہیں ہے۔ یہ ایک بڑی دولت ہے جو صرف خوش قسمت لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اور فنا ہونے کے سوا بلکل نہیں ملتی، پھر فنا کی منزل تشریح کرکے یہ شعر فرمایا۔

ہے دبار یار رہبرے واسطے کچھ اسطرح
جسطرح خزاں ہے طوطی کیلئے دار الفنا
اس نے اپنی جان دے دی خم باقی رہ گیا
مٹ گیا ایسا کہ بلکل بے نشان میں ہو گیا

Marfat.com

آپ حضرت فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس صرف ایسے شخص آتے ہیں جنکی قسمت میں اچھائی لکھی گئی ہو۔ ایک حاضرین مجلس نے پوچھا کہ "قبلہ اگر کوئی بدبخت آجائے تو" جواب دیا اللہ تعالیٰ ایسے انسانوں کو ہمارے پاس بالکل نہیں بھیجتے۔ حاضرین مجلس نے پھر سوال کیا۔ کہ "قبلہ اگر ایسا آدمی آجائے، تو آپ نے فرمایا وہ بھی ایمان کی سلامتی حاصل کرے گا۔ اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کریگا۔ مگر حق کی اجازت کے علاوہ ہم کسی کو توجہ نہیں دیتے۔ ہزاروں انسان اس مقام پر آکر جمع ہوتے ہیں۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ خود بھیجتے ہیں۔ ہم اپنی مرضی سے کسی کو نہیں بلاتے لیکن اگر کوئی اسطرف آجاتا ہے، تو پھر ہم اپنا ہاتھ اُس سے کبھی دور نہیں کرتے۔

روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے کبھی آپ سے توجہ لیا ہوتا۔ اور پھر وہ بیسوں کے بعد آتا۔ آپ ایکدم اسکو پہچان لیتے پھر وہ چاہے بڑے مجمعے میں کیوں نہ ہو۔ آپ فرماتے تھے کہ ہمارے اصحابوں میں سے کئی ایک حق سے وصال کر چکے ہیں، مگر انہیں اپنی منزل کی پوری شناخت نہیں۔ ایسے پہنچے ہوئے اشخاص میں چالیس کمالیت کے صاحب تھے۔ اُن چالیس بزرگوں میں آپ حضرت نے چار آدمیوں کو اپنا خاص خلیفہ مقرر کیا تھا۔ ان کا مختصر احوال نیچے دیا جاتا ہے۔

شیخ عبدالرحیم گرھوڑی: یہ صاحب گرھوڑ کا رہنے والا تھا۔ جو میرپور خاص ضلع میں ایک گاؤں ہے۔ ظاہری علم فقہ اور حدیث میں بے نظیر عالم تھا

شاعر بھی تھا۔ سندھی زبان میں بہت سارے اشعار کہے۔ فقہ اور تصوف کی کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ جو بھی مدد خان کے حملوں کے وقت گم ہو گئے آپ کی کچھ تصانیف ابھی تک موجود ہیں۔ جیسے فتح الفضل جس میں آپ حضرت سلطان الاولیاء کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں اور آپ حضرت کی سندھی زبان میں کہے ہوئے اشعار کی عربی شرح اور ابیات مثنوی جنکا مضمون آپ حضرت کی تعریف ہے۔ وغیرہ۔

شیخ عبدالرحیم بچپن سے لیکر مناظرے اور مباحثے کا شوقین تھا۔ جس میں یہ سب سے آگے تھے۔ ہمیشہ یہ آرزو تھی کہ کافروں سے جہاد کر کے شہید ہوں۔ شروع میں آپ حضرت کے متعلق اچھا خیال نہیں رکھتا تھا۔ آپ کے مریدوں پر ہنستا تھا۔ ایک دفعہ راستے میں ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو آپ حضرت کی زیارت کے لواری شریف جا رہا تھا۔ درویش کو منہ ان سے کہا اپنے پیر سے میری طرف سے پوچھنا کہ "معراج خاص پیغمبر صلعم کے لئے تھا" یا دوسروں کے لئے بھی ہے؟" درویش رخصت ہو کر روانہ ہوا۔ جب لواری شریف پہنچا تب آپ حضرت کی صحبت میں اتنا تو مستغرق ہو گیا۔ کہ شیخ عبدالرحیم کا پیغام دینا ہی بھول گیا۔ جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ حضرت نے از خود فرمایا۔ کہ فلاں نے تجھے کوئی پیغام دیا تھا۔ درویش حیران ہو گیا۔ اور پورا پیغام آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ حضرت نے جواب دیا کہ شیخ عبدالرحیم کو کہنا کہ بغداد کے ایک خلیفہ نے ایک پل بنائی تھی جو ابھی تک قائم ہے۔

Marfat.com

اگرچہ وہ خاص اس کے لئے بنائی گئی تھی۔ پھر بھی جبکا جی چاہے وہ وہاں سے گذر سکتا ہے۔ بلکل اسطرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی معراج کے ذریعے اس جہان سے اُس جہان تک گویا ایک پل بنائی وہ کوئی مٹنے کی ہے البتہ وہاں سے گذرنے کا حق اور شان صرف پیغمبر صلعم کو تھا۔ لیکن بادشاہ کے پیچھے انکا لشکر بھی گذر سکتا ہے۔ اس میں خود بادشاہ کے لئے فخر ہے"۔ درویش نے جاکر پیغام پہنچایا۔ شیخ عبدالرحیم کی آنکھیں کھل گئیں بغیر دیکھے ہوئے آپکی محبت اُنکے دل میں داخل ہوگئی پھر تو بحث و تکرار چھوڑ چھاڑ کر کے حضرت کے سامنے آیا۔ آپکی عنایت سے جاکر عرش پر پہنچا۔ بار بار کہتا تھا "مجھے بہت بڑا فخر تھا۔ کہ مجھ جیسا عالم تلاش کرنے سے مشکل ملیگا۔ لیکن جب میں آپ کے سامنے ہوا، تو سب کچھ بھول گیا۔ آپکے سامنے میں اپنے آپ کو اتنا کم سمجھتا تھا جیسے ایک جاہل عالم کے سامنے، اور یہ بھی کہتا تھا کہ میں نے ایک دفعہ آپ حضرت سے توجہ حاصل کیا، وہ پورے سندھ کے مشائخ سے بلند تر ہوگیا۔

آپکے وصال کے بعد شیخ عبدالرحیم کچھ وقت حضرت خواجہ گل محمد کی خدمت میں رہا۔ پھر اپنے گاؤں گرہوڑیں رہنے لگا۔ وہاں کئی دن خلوت میں گذارے، بلکل تھوڑا کھاتا تھا۔ اور ہر تیسرے دن مسہل لیکر معدہ کو خالی کرتا تھا۔ رات کو ایک چٹائی کے ٹکڑے پہ اون کی چادر اوڑھکر سوجاتا تھا۔ بے انتہا ضعیف ہوگیا تھا ایک دن خلوت سے نکل کر غسل کیا۔ نیا لباس پہن کر منادی والے کو بلا کر کہا، جاکر منادی کرو۔ کہ آج جو میری بیعت کریگا کل قیامت

کے دن اسکی نجات کا میں ذمہ دار ہوں۔ اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنے طور پر شیخی و مشائخی کی کوئی تمنا نہیں۔ صرف الہی امر کی متابعت میں لوگوں کو آپ حضرت کے طریقے میں داخل کرتا ہوں۔"

روایت ہے کہ جب میر بجار خان تالپور کلہوڑوں کے ظلم کے سبب ان سے مقابلے کا منصوبہ بنا رکھے کے شیخ عبد الرحیم سے جا کر دعا مانگی تو شیخ صاحب نے فرمایا "آپکی فتح اس شرط پہ منحصر ہے کہ دین دار لوگوں کی نگاہ داشت اور بے دین لوگوں کی پائمالی۔ اگر یہ شرائط آپ نے پورے کیئے تو آپ کی حکومت پشت ہا پشت چلتی رہیگی، میر بجار خان نے یہ شرائط منظور کیں اور تالپوروں کی فتح ہوئی۔

گرھوڑ سے تیس کوس دور ریگستان میں ایک بت خانہ تھا۔ جہاں پر ہر قسم کی برائیاں ہوتی تھیں۔ شیخ عبد الرحیم کی آرزو تھی۔ کہ اس بت خانے کو نابود کر دوں۔" ایک دفعہ لواری شریف کی طرف جا رہا تھا۔ تو راستے میں بعض دوستوں سے معلوم ہوا۔ کہ بت خانہ پہلے سے کہیں زیادہ طاقتور بن گیا ہے۔ آپ اپنے آپ کو روک نہ سکے۔ دوستوں کو کہا کہ چلو چل کر بت خانے کو ہٹائیں۔ ایک درویش کو لواری شریف روانہ کر کے یہ پیغام حضرت خواجہ گل محمد کو بھجوایا۔

ہوا جو بصدق شوق حلقہ بگوش
پس و پیش سے اسکو نسبت نہیں
سوا اسکی ماں کا ہے قائم سہاگ
اُسے نام والد کی حاجت نہیں

Marfat.com

آپ حضرت نے یہ پیام سنکر اظہار افسوس کیا اور کہا کہ شیخ نے اپنے آخری ایام دیکھے ہیں۔

شیخ عبدالرحیم مجاہدوں کا لشکر تیار کر کے بت خانے کے اوپر جا پہنچے۔ پہلے بت پرستوں کو اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے قبول نہیں کی پھر مجاہدوں نے حملہ کر دیا۔ اور لمحہ بھر میں بت خانے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ خود شیخ عبدالرحیم نے بلکل اسلحہ استعمال نہیں کیا۔ صرف اِیَّاکَ نَعبُدُ وَ اِیَّاکَ نَستَعِینُ کا ورد کرتا رہا پھر بت پرستوں نے تلواروں سے آپ پر حملہ کر دیا۔ مگر تعجب ہے کہ آپکے زخموں سے خون کا ایک قطرہ بھی نکلا ہو۔ آپ نے وہیں وصال فرمایا۔ آپکی نعش مبارک کو لا کر گرھوڑ میں دفن کیا گیا۔ یہ حادثہ ۱۱۹۲ھ (سنہ ۱۷۷۸ء) میں ہوا۔ اسوقت شیخ صاحب کی عمر چالیس برس تھی۔

(۲) **شیخ ابوطالب الگھمی:**— آپ حضرت کے تمام اصحابوں میں سے حاجی ابوطالب مروت اور محبت۔ ادب وحیا میں بڑھے ہوئے تھے۔ حالانکہ انکو ارشاد دینے کی اجازت تھی لیکن یہ اتنے حضور شرم تھے کہ شاید کسی کو تلقین کی ہو۔ کہتے ہیں کہ صرف دو آدمیوں کو ارشاد دیا۔ جن میں سے ایک میر محمد مدنی تھا۔ یہ درویش ہمیشہ لوگوں سے چھپ کر رہتا تھا۔ بھیڑیں چرا کر یا مچھلی کا شکار کر کے اپنی خوراک حاصل کرتا تھا۔ آپکی زبان سے جو بے نظر اقوال نکلتے تھے۔ ان کو سنکر ہر ایک حیران ہو جاتا تھا۔ انکی بیوی شوخ مزاج تھی۔ اکثر لڑتی رہتی

Marfat.com

بھی آخری ایام حیدرآباد کے شمال میں سعیدپور کے گاؤں میں گذارے آپکا مزار بھی وہیں ہے۔ حاجی ابوطالب بتاتے تھے کہ "جب آپ حضرت نے مجھ پر عروج کا توجہ کیا تو میرا روح جسم کے ساتھ عرش پر پرواز کرنے لگا، مجھے بڑا خوف ہوا کہ کہیں گر نہ جاؤں۔ پھر تھوڑی دیر میں میرا جسم زمین پر اُتر آیا۔ اور صرف روح اوپر چڑھنے لگا اسقدر کہ آسمان سے بھی اوپر چلا گیا۔ اس دوران مجھ پر کشف ہوا، دیکھتا ہوں، کہ پورا جہان آنکھوں کے سامنے ہے۔ چند مہینوں کے بعد آپ حضرت کے پاس آیا تو پورا واقعہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جہان کیا؟ اگر چاہو تو تم پر ایسا توجہ کریں کہ جہان میں جتنا نمک کھانے میں خرچ ہوتا ہے۔ وہ بھی وہ معلوم ہو جائے۔ لیکن اس سے کیا حاصل ہوگا۔ میں نے جواب دیا قبلہ کچھ بھی نہیں پھر آپ نے فرمایا جاکر حق کی طرف متوجہ ہو۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے دیکھا کہ جنت میں جا پہنچا ہوں۔ وہاں کی تمام نعمتیں جیسے حوریں، محلاتیں وغیرہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہی ہیں۔ میں نے سمجھا کہ اب میرا سلوک آکر ختم ہوا۔ پھر جب آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے ایک طرف بٹھا کر فرمایا۔ کہ اگر سالک کو جنت ملی تو کیا ہوا۔ صرف ایک لقمہ آسانی سے ہاتھ آگیا۔ مگر خدا تو جنت میں بیٹھا ہوا نہیں ہے۔ اگر تم دل وجان سے حق کے طالب ہو تو جاکر فنا کا راستہ اختیار کرو پھر آپ نے مجھے فنا حاصل کرنے کا توجہ دیا۔"

(۴۳) شیخ صاحب جی محمد صالح کھڈاہی:۔ اس صاحب نے زندگی کا اکثر

Marfat.com

حصہ سیر و سیاحت میں صرف کیا تھا۔ دور دور جاکر مشہور مشائخوں سے صحبت کر کے معرفت حاصل کرنے کی بہت کوششیں کیں۔ مگر کہیں سے بھی انکی امید پوری نہیں ہوئی۔ آخر مدینہ شریف جا پہنچا روضہ مبارک کی زیارت کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو الہام ہوا۔ کہ لواری میں ہی تمہارے دل کی مراد کی برآری ہوگی۔ اسطرف جاکر تجھے علم لدنی کا بے انداز خزانہ حاصل ہوگا اس ہدایت کے مطابق چلتا ہوا وطن پہنچا، اور لواری شریف میں پہنچ کر آپ حضرت سے ارشاد لیا۔ لمحہ بھر میں لعل بن گئے۔ قطرہ بدل کر دریا بن گیا۔ ہمت والا دانا انسان تھا۔ آپ حضرت کے اصحابوں میں سے اُن جیسا کرامت کا صاحب مشکل سے ملیگا، کہتے ہیں کہ لواری شریف کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے۔ ہمیشہ گھٹنوں پر چل کر آتے تھے۔ ایکدفعہ آپ کے بڑے فرزند نے پوچھا کہ "اسوقت گھٹنوں پر چل کر لواری شریف کی زیارت کرسکتے ہو۔ لیکن مرنے کے بعد کیا کرو گے۔ جواب دیا "خود دیکھو گے" کہ تعجب کی بات ہے۔ کہ جسوقت آپکا وصال ہوا، اسوقت گھٹنوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

(۴) **حافظ ہدایت اللہ:۔** یہ صاحب آپ حضرت کے خاص خدمت گار تھے۔ پوری عمر آپ حضرت کی خدمت میں صرف کی۔ آپ حضرت آخری عمر میں انکو حقیقت احمدی کی بشارت سے نوازا اس بشارت کے لئے حافظ صاحب ہمیشہ منتظر رہتے تھے۔ وفات کے وقت دوستوں کو کہا۔ کہ آپ حضرت نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اسکو آخر کار پورا فرمایا۔ پوچھا

Marfat.com

گیا کس طرح ؟ جواب دیا کہ "مفصل اور مجمل دونوں طرح ۔"

روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت نے حافظ ہدایت اللہؒ کو گالیاں دیں ۔ بہت افسوس ہوا ۔ جاکر آپ حضرت سے شکایت کی ۔ آپ نے اس عورت کے خاوند کو اپنے پاس بلایا ۔ اس کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کر کے کہا کہ آپ کے اوپر ہمارے بڑوں کے آپس میں بہت اچھے تعلقات تھے ۔ آج خیریت تو ہے ۔ جو آپکی گھروالی نے ہمارے معزز دوست کو گالیاں دیں ہیں ۔ آئندہ سے اس کا خیال کر کے ایسے ناجائز طریقوں سے دور رہیں ۔ ورنہ کسی بڑے فساد کا اندیشہ ہے "۔ بلوچ خان تابیور جس نے فردوس العارفین تصنیف کیا ہے کہتا ہے کہ میں نے جو بھی حقیقتیں کتاب میں پیش کی ہیں ۔ ان سب کے حوالہ جات حافظ ہدایت اللہ سے لئے ہیں ۔

اوپر بتائے ہوئے چار خلفاء کے علاوہ اور بھی کئی اصحاب تھے ۔ جو کشف اور کرامت کے صاحب تھے ۔ جیسا کہ شیخ حافظ طاہرؒ ۔ علی محمد مجذوبؒ شیخ شعیب کشتیؒ شیخ الیاسؒ اور شیخ سدھا تونہؒ ۔ جگہ کی تنگی کے سبب ان سب کا احوال اس کتاب میں نہیں دیا جا سکتا ۔

آپ حضرت روزانہ اصحابوں کے درمیان میں آکر بیٹھتے تھے ۔ بڑی حویلی سے نکل کر حجرے میں آتے تھے ۔ اسوقت دو چار خاص خیل ساتھ ہوتے تھے ۔ جو کچھ دور جاکر بیٹھتے تھے ۔ اور خود اکیلے بیٹھے رہتے تھے ۔ جب تک فجر کا وقت ہو جاتا تھا ۔ پھر نیچے اور اپنے مریدوں کو بلا کر توجہ دیتے تھے ۔ فجر کی نماز بھی وہیں ادا کرتے ۔ رفتہ رفتہ اصحاب آکر حلقے میں بیٹھتے تھے ، سورج

Marfat.com

نکلنے کے بعد کھانا تیار ہو جاتا تھا۔ جس کو کھانے کے لئے کبھی حویلی کی طرف چلے جاتے اور کبھی وہیں منگوا لیتے۔ بلکل تھوڑا کھاتے تھے اصحابی بھی اس وقت ناشتہ کر لیتے تھے۔ ناشتے کے بعد دوپہر تک ایک ہی جگہ پہ بیٹھے رہتے اگر اصحاب زیادہ ہوتے۔ تو آپ حویلی میں جا کر آرام کرتے تھے۔ دوپہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے۔ پھر عصر تک وہیں بیٹھے رہتے تھے۔ اصحاب عصر اور مغرب کی نماز پڑھ کر کھانا کھانے بیٹھتے تھے۔ اتنے میں آپ بھی کچھ کھانا کھا کر واپس آجاتے، تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس حویلی کی طرف جاتے تھے۔ سردی کے موسم میں آپ حضرت رات کو حجرے میں قیام فرماتے تھے، اس حجرے میں اب آپ کا مشہد مقدس ہے۔ شمال والی دیوار کے ساتھ ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ جس پہ آپ بیٹھتے تھے۔ سامنے آگ جلتی رہتی تھی۔ آگ پر بعض دفعہ کھانا بھی بنایا جاتا تھا۔ صبح کو پھر جا کر خانقاہ میں بیٹھتے تھے جب خانقاہ کا برآمدہ بن کر تیار ہو گیا۔ تب دن کا اکثر حصہ اسی میں بیٹھے رہتے تھے۔ گرمی کے موسم میں خاص طور پر چاندنی میں عموماً باہر برآمدے میں بیٹھتے تھے، بعض دفعہ تو توجہ بھی وہیں فرماتے تھے۔ اتفاق سے اگر اصحاب کسی عمارت کے بنانے میں مشغول ہوتے تھے۔ تو آپ بھی انکے پاس چلے جاتے۔ ایک مرتبہ پوری جماعت کو جگہ بنانے کے کام پر لگا دیا۔ سارے لوگ پورا سال محنت کرتے رہے۔ دینی فرائض کے علاوہ اور کوئی کام کرنے کی فرصت نہیں تھی۔ کئی تو اتنی سختی کو برداشت نہ کر سکے۔ اور بھاگ گئے۔ آخر کار جب عمارت بن کر تیار ہو گئی تب آپ آکر برآمدے

Marfat.com

بیں بیٹھے۔ اور فرمایا کہ "آج پوری جماعت کے لوگ۔ ایک ایک کر کے ہمارے سامنے آئیں"۔ سب نے اس طرح کیا۔ سبکو اپنی نظر کیمیا سے سونا بنا دیا۔ اور سب کے سب ولی اللہ بن گئے۔

آپ حضرت اپنے مریدوں بیں کوئی طمع نہیں رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ "مرشد کے مرید پر بہت سارے حقوق ہیں۔ جنکی بجا آوری کے بعد مرید کو پوری ہدایت ملتی ہے۔ ہم نے اپنے پورے حقوق اور واسطے مریدوں کے بخش کر دیئے ہیں۔ ہمیں ان کے ایمان کی علاوہ اور کچھ نہیں چاہیئے۔

مریدوں کو لایعنی باتوں سے سختی سے منع کرتے تھے۔ بار بار فرماتے تھے کہ "یہ جگہہ پاک ہے۔ حق کے ذکر کے علاوہ کچھہ کہنا عظیم گناہ ہے"۔ کاہلی اور سستی سے بھی سخت منع کرتے تھے۔ ایک چوکیدار رکھا ہوا تھا جو رات کے وقت اصحابوں کو نیند سے بیدار کر کے عبادت کی طرف رجوع کیا کرتا تھا۔ خواجہ محمد عیسیٰ دشتلی رح فرماتے تھے "کہ" ایک دن مجھے نیند نے اتنا پریشان کیا۔ کہ میں کچھ چٹایاں ملا کر اُن کے اوپر سو گیا۔ اور عصر کے وقت جب آپ اصحابوں کے ساتھ مسجد بیں آئے۔ تو مجھے سوتا ہوا دیکھ کر چٹایوں کو اپنے دست مبارک سے دور کر کے مجھے بیدار کیا۔ پھر جب ہم سب جا کر خانقاہ میں بیٹھے تو مجھے متنبہ کر کے فرمایا" کہ بابا، ہم یہاں نیند کرنے کیلئے نہیں آئے ہیں"۔

سب سے پہلا سبق جو ہر نئے طالب کو سیکھنا پڑتا تھا۔ وہ تھا۔ ظاہری علم کو دل سے صاف کرنا۔ آپ حضرت فرماتے تھے۔ کہ علم اور کلام

Marfat.com

دونوں صفتیں ہیں۔ صفت ایک چیز ہے اور ذات دوسری چیز مختصر کے طریقے میں ایک ہی قدم چلنے سے تمام ظاہری علوم قلب سے نکل جاتے ہیں، یہاں تک الف۔ ب بھی بھول جاتی ہے۔ محمد صدیق ادیبی نامی ایک مرید بتاتا تھا کہ "میں ایک بڑا عالم تھا۔ لیکن جب میں نے آپ حضرت کا چہرہ دیکھا۔ تو سارا علم بھول گیا۔"

ابتداء میں مریدوں کو تلقین اور توجہ عموماً فجر کے وقت کرتے تھے۔ سب لوگ اپنے چہرے گھٹنوں میں کرکے مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ آپ حضرت کی توجہ سے بعضوں پر فنا اور بے خودی کی عجیب حالتیں نازل ہوتی تھیں۔ آپ کا توجہ اتنا قوت بخش ہوتا تھا۔ کہ تھوڑے ہی عرصے میں سالک بڑی منزلوں کو پہنچ جاتے تھے۔ بعض دفعہ زیادہ خاموشی کے بعد آپ حضرت مریدوں پر معرفت کے موتیوں کی بارش کرتے تھے۔ اکثر کسی عارف کے قول پر یا قرآن شریف کی کسی آیت پر یا حدیث کے کسی نازک نقطے پر یا مولانا رومی کے کسی پیچیدہ شعر پر یا خواجہ حافظ کے کسی مصرعے پر نئی روشنی ڈالتے تھے۔ آپ کے ملفوظات کے بے نظیر باغ سے کچھ پھول پیش کیے جاتے ہیں:۔

(۱) سیکھنے والے کو دینی اور شرعی کاموں کے علاوہ باقی تمام کاموں سے اپنے آپ کو دور کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ اسم ذاتی میں مشغول رہنا چاہیئے۔

(۲) ہمارے طریقے کے مطابق ہاتھ کام میں اور دل دوست کے ساتھ مشغول ہو۔

Marfat.com

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش۔ اندر سے واقف ہو جا باہر بیگانہ
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں۔ ایسے اچھی صفت والے تھوڑے ہیں دنیا میں
(۳) طالب کے دل میں اسم ذاتی کے بیخ اتنے مضبوط ہونے چاہیئے۔ کہ
اگر وہ خود بھی چاہے کہ اسکو نکالوں لیکن پھر بھی نہ نکال سکے۔
(۴) حق تعالےٰ نے قلبی ذکر کی ہدایت کی ہے پیغمبر صلعم نے حرا غار میں قلبی
ذکر کیا کرتے تھے۔ اس سبب سے آپکے قلب نے اتنی صفائی حاصل کی کہ
وحی کا نزول ہوا۔ ذکر قلبی کی خبر صرف اللہ تعالےٰ ہی کو ہوتی ہے۔
خود کراماً کاتبین اور شیطان کو بھی پتہ نہیں چلتا۔ قیامت کے دن جب
خدا قلبی ذکر کرنے والوں کو اپنی خاص عنایت سے نوازے گا۔ تو
کراماً کاتبین حیران ہو جائیں گے۔ اور خدا سے کہیں گے کہ ان لوگوں
کے اعمال نامے میں ہم نے کوئی ایسی چیز نہیں لکھی ہے جنکا انکو ثواب ملا ہے
خدا فرمائے گا۔ انکے اعمال نامے میرے پاس ہیں جنکی خبر آپ کو نہیں۔
میان عاشق و معشوق رمزیست۔ عاشق اور معشوق کے بیچ ایسی رمز ہے
کراماً کاتبین را زاں خبر نیست۔ جسکی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہے
(۵) اگر قلب کو نفس کے پنجے سے دور رکھا جائے گا۔ تو طلب کی ضرورت
نہیں ہوگی۔ خدا از خود اپنے تجربے یعنی انسان کے دل میں آکر وارد ہونگے۔
(۶) جب اسم ذاتی انسان کے دل میں آجاتا ہے۔ تو نفس کے بتوں سے
از خود باہر نکل جاتے ہیں جس طرح جب کوئی بادشاہ کسی مکان میں آکر رہنے
لگتا ہے تو اجنبی لوگ از خود نکال دیئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

(۷) نفس اور دنیا سے مراد ہے حق سے غافل رہنا۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ دنیا سے مراد خدا پاک سے غفلت ہے
نی قماش و نقرہ و فرزند و زن ۔ ریشم چاندی فرزند عورت مراد نہیں ۔

سالک کی نظر میں خدا سے ایک لمحہ کیلئے غافل رہنا بھی کفر ہے۔ وہ طالب جو خدا سے ایک سانس بھی علیحدہ رہتا ہے وہ ملعون اور مردود ہے۔ پھر جب توبہ کر کے خدا کے طرف رجوع ہوگا۔ تب ہی اُسے نیک بخت کہا جائے گا

(۸) اولیاء حق کی طرف اسی طرح دوڑتے ہیں جس طرح نہر نالے دریا کی طرف۔ ہر ایک مرید اُن سے اپنی ہمت اور ارادت کے مطابق پانی کی نہر نکالتا ہے۔ اور اس سے اپنی آبادی کو سرسبز کرتا ہے۔ اگرچہ ایسے اولیاء ظاہر میں زہر کی طرح قاتل ہیں۔ پھر بھی باطن میں آب حیات کی طرح میٹھے ہیں۔ ہر وہ انسان جو ان کی ظاہری حالت کو دیکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ موت کے پنجے میں گرفتار رہتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو انکی باطنی حالت پر نظر رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتا ہے ۔

طبع ناف آہو است این قوم را ۔ اولیا اللہ ہرن کے ناف کی مانند ہیں
از برون خون از درون شان مشکہا ۔ جو باہر خون معلوم ہوتا ہے اور اندر مشک

(۹) مرشد حق کا نائب ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے چن کر اپنا خلیفہ بنایا ہے وہی سچا شیخ یا پیر ہے۔ کروڑوں میں شاید کوئی ایک اس مرتبہ پر پہنچتا ہے، اس کے علاوہ باقی دوسرے پیری مرشدی کا نعرہ لگاتے ہیں۔ وہ ایسے ہی خواہش کرتے ہیں ۔

Marfat.com

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔ ہر وہ شخص جو سر منڈائے قلندر نہیں ہو سکتا۔ حقیقی پیر وہ ہے جو فنا میں غرق رہتا ہے۔ اس کا کلام دوا ہے، اسکی نظر شفا ہے ایک نگاہ سے مردہ دل کو بقا بخشتا ہے۔ باقی وہ جو دل کے جوش اور خود روش سے یا مجازی عشق کی موج سے اپنے کو پیر کہلاتے ہیں۔ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ وہ صرف اپنے نفس کا شکار بنتے ہیں۔

(۱۰) جسطرح دو خربوزے ہاتھ میں نہیں آتے۔ اسطرح دنیا اور آخرت دونوں ایک ساتھ نہیں ملتیں۔

(۱۱) دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد بھی کوئی نہ کوئی اپنا بدل چھوڑ جاتی ہے۔ مگر اسکی عارضی عمر کا نہ کوئی بدل ہے۔ نہ کوئی عوض۔ البتہ ان کا ایک عوض ہو سکتا ہے۔ تو وہ ہے اللہ کا اسم۔ اگر کسی نے اللہ کا اسم حاصل کر لیا تو گویا اس نے ضائع کی ہوئی عمر بھی واپس لے لی۔

(۱۲) سچی صحت اور فرحت، فقیری ہی میں سمٹی ہوئی ہے۔ فقیری کے سوا انسان بیماری اور مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن فقیری کا مطلب غربت نہیں ہے۔ نفسانی خواہشوں کو فنا کرنے کے بعد ہی سچی فقیری ملتی ہے۔

(۱۳) خدا تعالیٰ نے انسانوں کے قلوب چار اقسام کے پیدا کئے ہیں۔ ایک ریتلی مٹی کی طرح ہیں جو تھوڑے ہی پانی میں حل ہو جاتی ہے۔ دوسرے ظاہری علم میں تحصیل کے سبب چکنی مٹی کی طرح ہیں۔ جن پر جتنا پانی ڈالا جائے گا۔ وہ سارے کا سارا جذب ہو جائے گا۔ یعنی ان قلوب پر جتنا فیض ہوگا، اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ تیسرے پتھر کی طرح سخت ہیں۔ جن پر

Marfat.com

پر کوئی نقش بنانا مشکل ہے۔ لیکن اُن قلوب پہ اگر کوئی نقش بن گیا۔ تو وہ کبھی نہیں مٹے گا۔ چوتھے ربڑ کی طرح جن پہ اگر سوئی لگائی جائے۔ تو البتہ سوراخ تو ہوگا۔ لیکن جیسے ہی وہ سوئی نکلے گی۔ وہ پھر ویسا ہی ہو جائے گا۔

(۱۴) انسان کے دل میں ۳۶۰ سوراخ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ دن رات میں ۳۶۰ بار جھانکتے ہیں۔ اگر انسان کا دل خدا کے ذکر میں مشغول ہو تو وہ سوراخ کھلے رہتے ہیں۔ اگر وہ خدا سے غافل رہے تو وہ سوراخ بھی بند رہتے ہیں۔ اسی حالت میں وہ الٰہی فیض سے محروم رہتا ہے۔

(۱۵) طریقہ نقشبندیہ کے مطابق دو وقت بے انتہا مقبول ہیں۔ انکو حاصل کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ اُن میں سے ایک وقت ہے فجر سے لیکر سورج نکلنے تک۔ دوسرا وقت عصر سے مغرب تک ہے۔ اُن اوقات میں اگر ماں باپ کا جنازہ بھی پڑا ہوا ہو۔ تو اسکو بھی چھوڑ کر طالب کو حق طالب کو حق کی طرف رجوع ہونا چاہیئے۔

(۱۶) کتابوں کے مطالعہ سے، اور قیل وقال سے انسان حق سے واصل نہیں ہوتا۔ اپنے دل کو درست بنانا ہے۔ اور اس سے ہی حق کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

(۱۷) نقشبندی طریقہ دوسرے سب طریقوں سے جلد سالک کو اپنے منزل پر پہنچاتا ہے۔ لیکن اسمیں نیاز، عاجزی، ادب اور ارادت کی سخت ضرورت ہے۔ خواہشات کے غلام کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ سندھ کے کچھ لوگ ہر دیگچی کے پیچھے ہوتے ہیں۔ جن کے لئے نئے مرشدوں کی ضرورت ہے۔

والیوں کو اس مقرب راستے پر چلانا عبث ہے) ایسے بیکار آدمیوں کو اس عزیز راہ پر چلانا بے سود ہے۔ بلکہ ان سے فقر کی بات کرنا ہی نامناسب ہے

بردمی خانہ رفتن کار یکرنگاں بود
خود فروشاں را بکوی می فروشاں راہ نیست

مے خانہ کے در پہ جانا ایک رنگ والے آدمیوں کا کام ہے
ہر در پہ بکنے والوں کی اس گلی میں کوئی جگہ نہیں۔

(۱۸) آجکل سینکڑوں ہزاروں سالکوں میں سے کوئی ایک خاص حق کی ذات کا متلاشی ہوتا ہے اکثر طور پر ہر ایک دنیا کا طالب اور نفس کا شکار ہے۔

(۱۹) سالک کو حق کے راستے میں اسطرح فنا ہو جانا چاہیئے۔ کہ اپنے وجود کا بھی پتہ نہ ہو، مٹی اور پتھر کی طرح ہو جانا چاہیئے۔ اگر اس طرح ہو گیا۔ تو حق اسکے اندر آکر اپنا گھر بنائے گا۔ اور پھر اسکے قول اور فعل خود خدا کے قول و فعل بن جائیں گے۔

تو مباش اصلا وصال این ست و بس۔ تو کچھ نہ ہو یہی وصال ہے بس
تو درو گم شو وصال این ست و بس۔ تو اس کے اندر گم ہو جا یہی وصال ہے
معرفت فانی شدن دروی بود۔ معرفت فنا فی اللہ ہے
ہر کہ فانی نیست عارف کے بود۔ جو فانی نہیں عارف کیسے ہو سکتا ہے

(۲۰) وہ شخص جس نے اپنے آپ کو فنا نہیں کیا ہے، مگر وظائف اور عبادات کے ذریعے وصل کی طمع رکھتا ہے وہ بڑا نادان ہے۔ خدا کو اسکے وظائف اور نمازوں کی پرواہ نہیں ہے۔

Marfat.com

(۲۲) دنیوی لوگ جو خدا سے غافل رہتے ہیں۔ اُن میں سے کئی بھوک کے سبب مرجاتے ہیں۔ لیکن خدا کے طالبوں میں سے آج تک کوئی بھی بھوک کے سبب نہیں مرا ہے۔

(۲۳) سندھ کے اکثر لوگ، خدا سے غافل اور بے خبر ہیں۔ کئی تو ایسے بھی ہیں، کہ روٹیوں کا ٹوکرا سر پر رکھ کر بھی ہر دروازے سے اور روٹیاں مانگتے رہتے ہیں۔

(۲۴) جب کبھی بھی طالب کو کوئی تکلیف درپیش ہو تو اسے چاہیئے۔ کہ جاکر مراقبہ میں مشغول ہو۔ تاکہ وہ مشکل فوراً حل ہو جائے۔

(۲۵) تمام اذکار اور اشغال سے فنا زیادہ پسندیدہ اور فرحت بخشنے والی ہے۔

بعض دفعہ آپکی زبانِ مبارک سے فی البدیہہ سندھی زبان میں اشعار نکلتے تھے۔ ہر ایک شعر معرفت کا موتی ہے۔ بے انتہا سنجیدہ دلچسپ اور مفید ہے۔ توحید اور سلوک کی خوشبو سے معطر ہے۔ پچاسی (۸۵) اشعار فرمائے۔ جن میں سے کچھ بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں

یہ جہاں اُن کی جگہ ہے، جو رہیں اس سے پرے
سب شناسا تیرے، تو نا آشنائی گر کرے

(۲) جاھلوں کو خواہش انعام ہے
عارفِ حق ہیں کو دُکھ سے کام ہے

Marfat.com

دور کسی لذت سے ان کے روح کو
ہر طرح سے راحت و آرام ہے،

(۳) طالب دیدار دلبر عارف و عشاق ہیں
دور ہیں منزل سے وہ جنت کے جو مشتاق ہیں

(۴) نہ تو آنکھ کے وہ قریب ہے، نہ نظر سے اتنا وہ دور ہے
نہ جو ماورا میں کبھی ہو عیاں، پریشان میرا شعور ہے

(۵) یہ جہاں بھی ترک کر دوں، وہ جہاں بھی چھوڑ دوں
جلوہ جاناں اگر میں اک نظر میں دیکھ لوں

(۶) خودی کے ساتھ نہ محبوب پا سکا کوئی
گذر نہ غیر کا اس راہ میں گوارا ہے
دیار عشق میں ہاں بہار وحدت سے
دوئی عدم ہوئی حسن ازل رُخ آرا ہے

(۷) الفت ہے روحانی جنکو، رہبر وہ کہلائیں
جسم کی الفت جنکو ہے، وہ جاہل جان گنوائیں
راز کی، اور اسرار کی باتیں لفظوں میں الجھائیں
بگلے طالب مچھلی کے ہیں، پارس دیکھ نہ پائیں

(۸) اگر بلوچ کو پہچاننے کی خواہش ہو
دیار عشق میں پرہیز نار آتش ہو

Marfat.com

کہ جن کو صورت ہنسوں نے جمال دکھلایا
انھوں نے دین ، سبھی چھوڑ کر اسے پایا

(۹) جنھوں نے پالیا اپنے وجود کا ادراک
انھیں عطا ہوا حق سے وہ دیدۂ بےباک
کہ جس سے دلبر یکتا کی دید ہو ممکن
غلط گمان ہے کہ عارف کو آئینے کی ہو تاک
میں حقیقت احمدی میں ہوں تعجب کا شکار
کیا انھیں مخلوق سمجھوں ، یا کہوں پروردگار
میرے دل سے یہ صدا آتی ہے یار و بار بار
وہ ہیں مانند شفق اور جامع لیل و نہار

(۱۰) نہیں ہے کوئی فرق ، صورت و معانی میں
ہے معنی موجب عرفان مگر بغیر وجود
کہیں ہے جوہر مقصود اور کہیں تفصیل
حقیقت ایک ، کئی نام ہیں اسکے موجود

(۱۱) کہیں نظر کو سر نقل کرتے ہیں مرکوز
کہیں تو رند سراپا کلام ہوتے ہیں
کہیں تو فکر کی موجوں سے کرتے ہیں یلغار
کہیں سکوت کے قائم مقام ہوتے ہیں

Marfat.com

کہیں اشارۂ رازونیاز کرتے ہیں
کہیں نقیب سرِ راہ عام ہوتے ہیں

(۱۳) قطرۂ باراں جو بحرِ بے کراں میں کھو گیا
ترک دنیا کو کیا تو خود ہی دریا ہو گیا

(۱۴) آستاں انکا عدم ہے نامرادی ہے ثمر
کفر اور اسلام سے آگے وہ رکھتے ہیں نظر
ہے شہنشاہی رضا محبوب کی اُن کے لئے
کچھ نہیں وہ مانگتے اسکے علاوہ اے پسر

(۱۵) خودی لیکر چلے جو بھی یہاں سے
وہ لہروں کی طرح گذرے جہاں سے
اگر یہ خود ہی پانی پانی ہوتے
لباس ان کا ہوتا موج رواں سے

بعض موقعوں پر اصحاب آپ حضرت سے روحانی اسرار ورموز کے متعلق سوالات پوچھتے تھے۔ آپ بڑی خوشی سے انکے جامع جواب دیتے تھے۔ ایک دفعہ سوال ہوا کہ" عارف کسکو کہا جائے ؟" آپ حضرت نے فرمایا کہ" عارف اسکو کہنا چاہیئے جسکے بارے میں ٹڈی دل کی طرح ہزاراہا مدعیون گواہی دیں، کہ یہ زندیق ہے"۔ ایک دفعہ لال شہباز قلندر کا ذکر نکلا تو ایک درویش نے کہا کہ" لال شہباز مجذوب تھا۔ نماز پڑھنے کے وقت تکبیر کہنے سے ہی ہر بال کی جڑ سے خون رسنے لگتا تھا۔ آپ حضرت نے

Marfat.com

کہ اسوقت ایسا کوئی خدا کا بندہ نہیں تھا کہ اسکو اس منزل سے نکال کر آگے لے جاتا۔ اگر خواجہ عبدالخالق کا ایک ہی فرزند اس وقت زندہ

ہوتا۔ تو منصور کو سولی پر سر دینا نہ پڑتا۔ کیونکہ وہ انکو انا الحق والی حالت سے نکال کر آگے کر لیتا آخری ایام دوران آپکی تلقین کا نمونہ کچھ مختلف تھا۔ زیادہ تر خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ آپکی صحبت سے ہی مریدوں کو از خود ایسا ہی فیض ملتا رہتا تھا۔ جیسا پیغمبر صلعم کی صحبت سے اصحابوں کو۔ آپ بار بار فرماتے تھے۔ کہ "ہمارے فقر کا اثر اور ہماری صحبت کا وہی فیض ہے۔ جو ابتدا سے پیغمبر صلعم سے جاری ہوا تھا۔ لطیفے نقطے اور نظروں کے ذریعے سلوک سکھانے کا راستہ موجودہ وقت کے مشائخوں کی بناوٹ ہے۔ انکا زیادہ تر سبب طالبوں کے ذہنوں کی کمی ہے۔ آپ حضرت کی صورت اور سیرت کی بے انداز خوبیاں ہیں رجنکا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ درمیانے قد کے تھے گندمی رنگ تھا جسم میں البتہ پتلے تھے۔ سر گول پیشانی کشادہ تھی۔ آپ کے ابرو ڈولیدہ اور سیدہ تھے۔ آپکی ریش مبارک کچھ لمبی اور سفید تھی۔ آپکا چہرہ نورانی تھا جس سے نورانی جمال نکلتا رہتا تھا۔ آپ میں تمام کی تمام کمائیتیں ظاہری اور باطنی اپنے انتہا تک تھیں۔ شریعت اور طریقت کے تمام فضائل سے سجے ہوئے تھے۔ آپ کی زبان مبارک سے کبھی کوئی ناشائستہ حرف نہیں نکلا۔ نہ کبھی کوئی شکوہ و شکایت کی۔

Marfat.com

آپ نے کبھی بھی کوئی ایسا کام نہ کیا۔ جو عقل اور شریعت کے خلاف ہو آپکی بات چیت بالکل سنجیدہ مختصر لیکن پائیدار ہوتی تھی۔ آپ کا ہر ایک سخن سننے والے کے جی کو لگتا تھا۔ آپکی خاص صفتیں سورج سے زیادہ روشن و ظاہر تھیں۔ جو یہ ہیں۔

(۱) رضا (۲) توکل (۳) صبر (۴) سخاوت (۵) بے اسبابی (۶) خدا کے مدد کی طلب (۷) گوشہ نشینی۔ آپنے اپنے تمام کام خدا کے حوالے کر دیئے تھے۔ اپنی کسی بھی ضرورت کے پورے ہونے کیلئے کبھی اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کیا۔ نہ کبھی کسی بھی انسان کی بدی کے لئے دعا مانگی۔ اگر کوئی آدمی دعا کے لئے آکر ستاتا۔ تو صرف اتنا فرماتے "سب کچھ خیر ہوگا" بار بار کہتے تھے کہ وہ سالک جو خواہشات کا طالب ہے۔ وہ ابھی تک ناکمل ہے اور فنا کی منزل سے دور ہے خود حق کے ساتھ واصل ہونے کی خواہش بھی نفسانی خواہش ہے۔ جب طالب حق کے ہر عمل پر رضا مند ہو جاتا ہے۔ تب ہی وہ پورے سلوک پر چلتا ہے۔ بندے کو بھی اللہ تعالیٰ کے مراد کے بغیر دل میں اور کوئی مراد رکھنی نہیں چاہیئے۔

یا مراد دوست باید یا مراد خویشتن۔ یا دوست کی مرضی پر چلنا چاہیئے یا اپنی مرضی پر۔ آپ حضرت کا اللہ تعالیٰ پر اتنا کامل بھروسہ تھا۔ کہ دنیا کے لوگوں کی کبھی بھی غرض نہ نکالی۔ رہتے سہتے ہیں بادشاہوں کی طرح بے پرواہ رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ "ہم ان پیروں اور مرشدوں میں سے نہیں ہیں۔ جو مریدوں کے دروازوں سے خیرات مانگتے رہتے ہیں۔ ہمارا

فرض ہے کہ مریدوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف راستہ بتائیں۔ اور ان کو کھانے وغیرہ کا بندوبست کر کے دیں۔ آپ کے پاس دوسرے مشائخوں کی طرح نہ تھیں جاگیریں اور نہ وظیفے میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے آپ کو منت وسماجت کر کے جاگیروں کی پیش کش کی۔ جسکو آپ نے بلکل قبول نہ کیا۔ فرماتے تھے۔ جو آدمی زمانے کے حاکم سے دوستی رکھتا ہے۔ اسکو رزق کی کمی نہیں ہوتی۔ تو وہ آدمی جو حاکموں کے حاکم سے محبت کرتا ہو وہ کس طرح محتاجی میں مبتلا ہوگا۔ لیکن ایسا آدمی تو خود شہنشاہ ہے۔ اور میاں غلام شاہ جیسے سینکڑوں حاکم اسکے غلام ہیں"۔

آپ حضرت ایسے بے پرواہ بادشاہ ہوتے تھے۔ کہ پوری عمر کسی بات کے لئے بھی کسی کو کوئی سوال نہیں کیا۔ فرماتے تھے کہ" وضو کے لئے پانی نہ ہو۔ تو اس کے لئے بھی کسی سے سوال نہ کرنا چاہیئے۔ مجبوراً تیمم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیئے"۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر

گفت پیغمبر کہ جنت از الہ	جنت کا خواہاں ہو تو کسی سے کوئی چیز نہ
گر ہمیں خواہی زکس چیزی مخواہ	مانگو۔ اگر ایسا کیا تو میں کافی ہوں اس
چون نخواہی من کفیلم مر ترا	کے لئے اور بہشت اور خدا کا
جنت الماویٰ و دیدار خدا۔	دیدار واجب ہوگا۔

آپ اس طرح بھی فرماتے تھے۔ کہ" ہم دونوں جہانوں سے فارغ ہیں۔ ہمیں کسی چیز کا احتیاج نہیں۔ یہ روٹی کا ٹکڑا جو ہم کھاتے ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہمیں گھر بیٹھے ہی پہنچاتا ہے۔ اس کے لئے بھی ہم کسی کے سامنے ہاتھ

Marfat.com

نہیں پھیلاتے۔ اگر اللہ تعالٰے دے تو بھی اسکی مرضی اگر نہ دے تب بھی اسکی مرضی۔ جو کچھ مالک کو پسند آتا ہے۔ وہی کرتا ہے۔ وہ اپنے فضل سے نہ صرف ہمیں بلکہ ہمارے سب مریدوں کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالٰے نے آسمانوں کے خزانوں کی چابیاں ہمارے ہاتھ میں دے دیں ہیں۔ اس لئے اگر چاہیں تو ہزاروں لاکھوں روپے روزانہ خرچ کریں۔ اور دونوں وقت مریدوں کو پلاؤ کھلائیں۔ لیکن اگر اس طرح کریں گے تو مفت میں ملک میں دکھاوا ہوگا۔ اسلئے لنگر خانے پر ایک وقت زب دوسرے وقت روکھی روٹی تیار کرواتے ہیں۔" روزانہ جتنے بھی سامان کی ضرورت پڑتی تھی وہ نقد پیسوں سے دوکان سے منگواتے تھے۔ گرانی خواہ ارزانی میں کبھی بھی اکٹھا اناج خرید کرکے نہیں رکھا۔

آپ کے تحمل بردباری اور رحمدلی کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ایک حجام جو آپ کے بال بناتا تھا۔ بلکل انجان تھا۔ آپ کے ناخن اتارتے وقت آپکی انگلیوں سے خون نکالدیتا تھا۔ یا کبھی بال کاٹتے وقت آپ کے سر مبارک کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ مرید بہت کہتے تھے۔ کہ" اس انجان کو نکال دیں" لیکن آپ فرماتے تھے کہ" یہ بیچارہ ہماری خدمت میں برس ہا برس رہا ہے۔ ابھی اسکو نکال کر کسی دوسرے حجام کو رکھنا بے مروتی ہو ہوگی" والسابقون السابقون اولائک المقربون، یعنی پہلے پہلے ہیں اور وہی مقرب ہے" ایک دفعہ محرم کی دسویں تاریخ کو شیعوں کا ایک بڑا جلوس تعزیہ لیکر آپ کے مسجد کے دروازے کے پاس آکر

Marfat.com

ماتم کرنے لگا جس سے بہت شور وغل ہونے لگا۔ آپ حضرت اس وقت اصحابوں کو توجہ دے رہے تھے۔ ماتم کرنے والوں کا شور جب حد سے تجاوز کر گیا۔ تو بعض اصحاب نے عرض کیا کہ قبلہ اگر حکم ہو تو ان ماتم والوں کو مار کر نکال دیں۔ حضرت نے فرمایا وہ اپنے آپ کو خود پیٹ رہے ہیں۔ ہمیں کیا نقصان پہنچا یا ہے"۔

آپ حضرت کی فراخدلی کا ایک اور بہت عمدہ مثال پیش کیا جاتا ہے ایک ہندو نے آپکے پاس پوشیدہ طور پر آکر عرض کیا کہ اس غلام کو اسم اعظم کی ہدایت کریں"آپ نے اسکو ایک دم ہدایت دی۔ جب وہ ہدایت لے رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ "ظاہر میں تم اپنے ہندو مذہب کے مطابق پوجا پاٹ کرتے رہا کرنا۔ لیکن ہم نے جو باطن میں تجھے امانت عطا کی ہے۔ اسکی حفاظت کرتے رہنا"۔ یہ سنکر حافظ بنھورہ نامی ایک شخص نے اعتراض کرکے کہا کہ "قبلہ یہ کس قسم کی مسلمانی ہے؟ آپ نے اپنی آنکھیں اوپر اُٹھا کر فرمایا" میاں مسلمانی کا تجھے کیا پتہ؟

آپکا قلب آئینہ کی طرح تھا۔ دوسروں کے قلب سے لہریں ازخود آکر اسمیں منعکس ہوتی تھیں۔ نہ فقط اتنا بلکہ دُور سے دور ممالک کی وارداتیں بھی آپ کے قلب میں آتی تھیں بے انداز مثالیں موجود ہیں۔ جن میں سے دو چار پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) مرغوب احباب کے مؤلف کا دادا حاجی شہیر بتاتا تھا کہ "جب میں اپنے تین عزیزوں کیساتھ زیارت کی غرض سے آپ کے پاس پہنچا۔

Marfat.com

تو آپ اس وقت خانگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم سے خیر و عافیت کر کے حویلی کی طرف گئے۔ ہم وہیں بیٹھے رہے۔ کچھ دیر کے بعد ہمارے لئے عمدہ طعام بھجوایا۔ میں نے دل میں کہا کہ حضرت کی گذران کا کوئی ظاہری ذریعہ معلوم نہیں ہو رہا پھر یہ روزی کون پہنچاتا ہے؟ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی سنا تھا۔ کہ مریدوں کو مقررہ فرائض کے علاوہ کسی نفل کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ ان کو قرآن کی تلاوت اور درود پڑھنے سے بھی روکتے ہیں" پھر بیٹھ کر کھانا کھایا اتنے میں آپ حضرت واپس آئے۔ اور میری طرف دیکھ کر فرمایا" کہ بچوں کو زیادہ تر لذیذ اور عمدہ طعام کھلایا جاتا ہے۔ جب انکا خیال دوسری طرف ہوتا ہے۔ تب حرف نصیب ہاتھ میں لقمہ لیکر ان کے منہ میں ڈالا جاتا ہے۔ اس طرح اولیاء بھی اللہ کے پروردہ ہیں جن کو وہ خود آکر کھلاتے ہیں۔

اولیاء اطفال حق اند اے پسر ۔ اولیاء خدا کے بچے ہیں
در حضور و غیب آگہ باخبر ۔ وہ حضور میں اور غائبانہ باخبر رہتے ہیں

قرآن پڑھنا فرض ہے ندوو تو ہم بھی ہر جمعرات کو پڑھتے ہیں۔ تو پھر جو شخص صرف تین دفعہ "قل" پڑھتا ہے اسکو پورے قرآن کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ مگر جو تعلیم ہم اصحابوں کو دیتے ہیں۔ وہ قرآن سے بالاتر ہے"

(۲) ایک دن آپ حضرت کا ایک درویش مرید ایک گاؤں سے (جسکا نام تھا مندے تھا) لواری شریف کی طرف پیدل آرہا تھا۔ راستے

Marfat.com

راستے میں ایک جاننے والی کی دیوار سے ناریل کو چھپا کر دیا۔ جب آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا "دیواروں کے اندر سے ناریل چھپا کر دیتے رہتے ہیں" تو فقیر گھبرا گیا۔ اور کہا کہ "قبلہ آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے جواب دیا "حق تعالیٰ ہمیں ہر ایک انسان کے مخفی رازوں سے مطلع کرتے ہیں"۔

۳۔ ایک دفعہ نبگلہ فقیر ٹنڈو باگو (دربیلہ) کے گاؤں سے آپ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں "ہنگورجہ" گاؤں سے گذرا جب اس گاؤں کے پیش امام کو معلوم ہوا کہ یہ فقیر لواری شریف جا رہا ہے۔ تو اسکو کہا کہ میرا یہ پیغام جاکر اپنے مرشد کو دینا۔ کہ آپ کس طریقہ کے مطابق نماز باجماعت ادا نہیں کرتے؟" فقیر نے جواب دیا کہ "مجھے کیا مجال ہے کہ میں آپ سے ایسا سوال پوچھوں؟" مغرب کو اس پیش امام نے نماز پڑھانا شروع کی۔ حالانکہ اُسے قرآن شریف یاد تھا۔ پھر بھی اُسے ایک بھی یاد نہ آئی۔ بڑی دیر کے بعد بہت مشکل سے نماز ختم کروائی۔ آخر فقیر سے کہا کہ "میں یہ جو نماز میں سب کچھ بھول گیا تھا۔ وہ سب میری بے ادبی کا ہے۔ یہ تھا۔ پھر جب توبہ تائب ہوا اور حضرت کو پکارا۔ تب کچھ حافظہ میں آیا۔ اور جیسے تیسے نماز ختم کی، پھر نبگلہ فقیر روانہ ہوا جب آپکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے انہیں فرمایا کہ "تم دربیلہ کے گاؤں سے آرہے ہو" فقیر کو بہت تعجب ہوا۔ کہ آپ کو اس گاؤں کا کیسے معلوم ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا "کہ جماعت سے نماز پڑھنا بہت اچھا کام ہے۔ لیکن ضعف اور بڑھاپے کے سبب ہم

Marfat.com

اس طرح کر نہیں سکتے"۔

۴۔ مرغوب احباب کے مؤلف کے دادے کا بھائی بتاتا تھا۔ کہ جب میں پہلی دفعہ آپکی زیارت کیلئے گیا۔ گونی نہر کے کنارے سے گزرا تو دیکھا چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ ہے دل میں کہا کہ اس سرزمین کے لوگ بہت خوش اور آسودہ حال ہیں۔ جب آپکی خدمت میں پہنچا تو آپ نے خیر و عافیت پوچھ کر فرمایا کہ "غیر آباد علاقے کا رہنے والا اگر اسطرف آجائے تو وہ سمجھے گا کہ یہاں کے رہنے والے آسودہ ہیں۔ لیکن اگر وہ شخص اپنے دل کی طرف دیکھے تو اسمیں بے انتہا نعمتیں سموئی ہوئی ہیں جن کو دیکھ کر حیران ہو جائے"۔

آپ کو یہ بات بلکل پسند نہ تھی، کہ کوئی ولی اللہ، اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف خلق کو خوش کرنے کے لئے کرامتیں دکھائے ایک دن ایک شخص نے آپ سے ذکر کیا۔ کہ شاہ عبد الکریم بلڑی والا ایک دفعہ درویشوں کو لے کر دریا کے اوپر سے چلتا ہوا دوسری طرف جا پہنچا۔ اور کسی کا بھی کوئی کپڑا پانی سے تر نہیں ہوا۔ یہ بات آپ کو پسند نہیں آئی۔ فرمایا کہ "کرامت کا دن ابھی آگے ہے۔ مردوں کی مردانگی کا پتہ کل قیامت کے دن معلوم ہوگا۔ دیکھیں کہ کون اپنی جماعت کو سلامتی کے ساتھ دار السلامت تک پہنچاتا ہے"۔ اسکے باوجود آپکے فیض اور کرامت کے بے انداز مثالیں موجود ہیں۔ جنیں سے کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

۱ جبدن آپ کی والدہ محترمہ نے وفات پائی ۔ اُس دن وصیمہ کیا گیا آپ نے فرمایا کہ پوری جماعت اور گاؤں کے سب لوگوں کو سیر ہو کر کھانا کھلایا جائے" مریدوں نے عرض کیا کہ قبلہ اتنے سارے لوگوں کو کھلانا محال ہے۔ ہم نے جو طعام تیار کیا ہے۔ اسمیں سے صرف وہ لوگ مشکل سے کھاسکیں گے ۔ جو قبرستان تک گئے تھے یہ سنکر باورچی خانے میں آئے ۔ وہاں دو دیگیں بھری رکھی ہوئی تھی ۔ ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ پہلے اسی دیگ سے کھانا اسی طرح کیا گیا تو عجب اسرار ہو گیا کہ سارے لوگ ایک ہی دیگ سے سیر ہو کر کھا گئے ۔ دوسری دیگ ویسے کی ویسی رہی ۔"

۲ جب آپکی شادی ہو رہی تھی ۔ تب ہزار ہا آدمی آکر جمع ہوئے ۔ اُسوقت اناج کا صرف ایک خرار موجود تھا ۔ کام کرنے والوں کو فکر لاحق ہوئی کہ اتنے سارے مجمع کو کہاں سے کھلایا جائے گا ۔ اس لئے جاکر آپ سے عرض کی ۔ آپ اسی وقت اناج کے پاس آئے جہاں دو ڈھیر اناج کے پڑے ہوئے تھے ۔ آپنے فرمایا کہ پہلے اس ایک ڈھیر سے تھوڑا اناج ناپ کر باورچیوں کو دو ، جب یہ ختم ہو جائے ۔ تو دوسرے کو ہاتھ لگانا ۔ عجب ہو گیا ! ایک ڈھیر سے سب لوگوں کو پورا ایک ہفتہ خوب کھانا ملتا رہا ۔ اجازت کے دن ہر ایک شخص کو ایک ایک پرا تھا دیا گیا ۔ جملہ چھ ہزار پراٹھے تقسیم کئے گئے ۔

۳ آپ کا ایک مرید حافظ ایوب بتایا کرتا تھا کہ " ایک سال میری زمین سے ڈھائی من جو آئے ۔ اہل وعیال والا تھا ، دوسرا فصل آنے تک مجھے کم سے کم بیس من اناج کی ضرورت تھی ۔ مٹھی بھر جو لے کر آپکی خدمت میں آیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ قبلہ اس مٹھی بھر جو پر

Marfat.com

اپنا مبارک دم پھونکیں۔ تاکہ اس میں برکت ہو۔ آپ نے وہ جو مجھ سے لیکر اپنے ہاتھ میں رکھے تھوڑی دیر بعد مجھے واپس دے کر فرمایا۔ کہ اس کو دوسرے جو کے ساتھ ملا کر رکھ دو۔ برتن کا منہ حفاظت سے بند کر لینا جسے کبھی بھی نہ کھولنا۔ جب کبھی اناج کی ضرورت ہو۔ تو برتن کو نیچے سے سوراخ کر کے وہاں سے نکالتے رہنا۔ خدا کی قدرت! پورا ایک سال اس ڈھائی من کو کھاتے رہے۔ ایک دن میری غیر موجودگی میں میرے سالے آئے جنہوں نے اپنی بہن کو کہا کہ اب تو آپ تونگر بن گئے ہو۔ ہم تو بھوکے مر رہے ہیں۔ اس پر میری بیوی نے آپ حضرت کی پوری بات سنا دی۔ اور برتن سے ڈھکن اتار کر دکھایا۔ جب میں گھر پر آیا۔ تو بیوی سے یہ بات سنی مجھے بڑا دکھ ہوا۔ میں نے بھی دیکھا۔ کہ اتنا ہی اناج موجود ہے۔ اگر ڈھکنا نہ اتارتے تو ساری زندگی اسی کو کھاتے رہتے۔ آپ کے زمانے میں کلہوڑے سندھ کے حاکم تھے۔ یہ بیعت بھی تھے۔ وقت کا حاکم میاں غلام شاہ بڑے اوج پر تھا اگرچہ کسی کو نہیں مانتا تھا۔ پھر بھی آپ حضرت کی بڑی عزت کرتا تھا۔ ہمیشہ یہ آرزو رکھتا تھا۔ کہ آپ پر کوئی نوازش کرے۔ ایک دفعہ آپکو لکھا۔ کہ "قبلہ ہم حاکم لوگ دنیا کے کاروبار میں ایسے گرفتار ہیں۔ کہ وہ فرصت نہیں مل رہی کہ آپ کا آکر دیدار کریں۔ اور آپ سے دعا کروائیں۔ ایسی صورت میں آپ قدم رنجہ فرما کر ایک دفعہ آکر اپنا چہرہ مبارک دکھائیں۔ تو بقیہ عمر آپ کا احسان مند رہوں گا۔" آپ نے جواب دیا کہ "ہم فقیروں کے لئے سفر کی تکلیفیں برداشت کرنا بہت مشکل ہیں۔ ہم آپ

Marfat.com

غیر موجودگی میں آپ کے لئے دعا گو ہیں"۔

دوسری دفعہ پھر میاں غلام شاہ نے آپ حضرت کو استدعا کی۔ کہ اگر آپ خود نہیں آسکتے ہو تو مہربانی فرما کر اپنا کوئی درویش ہی ہماری طرف روانہ کریں۔ تاکہ ہم اُن سے روحانی کچہری کریں۔ آپ حضرت نے حاجی محمد کلہوڑے کو روانہ کیا۔ جانے کے وقت آپ نے ہدایت کی کہ "ہر حال میں ہماری صورت کا دھیان رکھ کر کے میاں غلام شاہ سے گفتگو کرنا۔ وہ تم سے کچھ سوال پوچھے گا جنکے ہم جوابوں کے ساتھ تجھے بتا دیتے ہیں"۔

۱۔ اسکی آرزو ہے کہ کچھ ریاست سے جاڑیجا قوم سے شادی کرے۔ اس ارادے سے وہاں جانے والا ہے۔ تم سے پوچھے گا کہ "اس مراد میں کامیاب ہوں گا یا نہیں ہے" تم کہنا کہ "ہم نہ تو برہمن ہیں۔ اور نہ کاہن۔ جو حساب کتاب کر کے آپکے مسئلوں کا جواب دیں"۔

۲۔ وہ تمہیں کہے گا۔ کہ ہماری خواہش ہے کہ آپ حضرت کو کچھ جاگیریں عطا کریں۔ تم جواب دینا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فقیروں کے پاس کھانے پینے کا سامان بہت پڑا ہوا ہے۔ لیکن اگر کسی وقت ضرورت پڑی تو سرکاری نوکری کرنے یا جاگیریں لینے سے پرہیز نہیں کریں گے۔

۳۔ واپس آنے کے وقت وہ تجھے کپڑے اور پیسے دیگا جنکو قبول کر لینا۔ ورنہ سمجھے گا کہ یہ درویش بھی تونگروں کی طرح انعام و اکرام رد کرتے ہیں۔ اس لئے مفت ہم میں شک کرے گا۔

میاں غلام شاہ نے درویش کی بہت تعظیم کی۔ اور کہا کہ ہماری

Marfat.com

کہ حضرت کی زیارت کریں۔ مہربانی کر کے کوئی تجویز بتاؤ۔ کہ ہم آپ کے مبارک چہرے کا مشاہدہ کر سکیں، درویش نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آج رات ہی آپ کی آرزو پوری ہو جائے گی۔ تعجب! اس رات میاں غلام شاہ کو آپ حضرت نے خواب میں دیدار کروایا۔ اس مشاہدے سے اس کو بے حد خوشی اور راحت حاصل ہوئی۔ اور آپ کا مرید بن گیا۔ پھر میاں غلام شاہ اور درویش کے درمیان ہو بہو وہ گفتگو چلی جو آپ نے پہلے ہی درویش کو بتادی تھی۔

اس واقعے کے کچھ دن بعد میاں غلام شاہ نے اپنے مشہور وزیر گل محمد کے بھائی دیوان خانچند کو آپ کے پاس روانہ کیا جس کے ذریعے لواری کی جاگیر کا پروانہ بھی بھجوایا۔ آپ نے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ اتنی ساری زمین کی آبادی کے لئے جو بیج اور ہل وغیرہ کا خرچ ہوگا۔ اس کو کون برداشت کرے گا"۔ دیوان خانچند نے عرض کیا۔ کہ "قبلہ یہ تمام اخراجات اس غلام کے ذمہ ہیں ۔ آپ صرف امداد قبول کریں"۔ آپ نے جواب دیا کہ "ہم فقیر آدمی اس معاملات میں بلکل نہیں پھنسیں گے آخر کار دیوان خانچند مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔

جب میاں غلام شاہ اپنا ولی عہد مقرر کرنے کی کوشش میں تھا۔ تو بعض نے مشورہ دیا کہ اپنے بڑے لڑکے میاں سرفراز کو نظر انداز کر کے اپنے چھوٹے بیٹے کو ولی عہد مقرر کرے۔ میاں سرفراز کی نیند اڑ گئی۔ ایک رات مخفی طور پہ آپ کے پاس آیا عرض کیا آپ نے دلداری دیکر فرمایا کہ

تم ہی تخت کے والی بنو گے" اور اسی طرح ہی ہوا۔ اور پھر جب میاں سرافراز سندھ کا حاکم بنا تو اپنے کو آپ حضرت کا مرید کہلوانے لگا۔ اور نئے سرے سے لواری کی جاگیر نذرانہ کے طور پر پیش کی۔ مگر آپ نے قبول نہ کی، تین چار سال کے بعد اپنے عزیز واقارب کو لے کر آپکی زیارت کے لیے لواری شریف کے پاس پہنچا۔ یہاں کن نا اہل لوگوں نے میاں سرافراز کو مشورہ دیا کہ آپ سندھ کے حاکم ہیں۔ آپ کے یہ شایان شان نہیں ہے۔ کہ آپ چلکر ایک فقیر کی زیارت کریں۔ بلکہ اسکو اپنے پاس بلالیں۔ میاں سرفراز دوسروں کی رائے پر چلتا تھا۔ اسلیے خوشامد پسند لوگوں کے کہنے میں آکر دیوان گدومل اور مرزا مبیٹی بیگ کو کہا کہ جاکر آپ حضرت کو یہاں لے کر آو۔ انھوں نے جاکر حضرت سے عرض کیا کہ قبلہ وقت کا حاکم آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ دور دراز جگہ سے سفر کر کے آیا ہے اگر آپ قدم رنجہ فرما کر ملاقات کریں گے۔ تو ہماری عزت افزائی ہوگی"۔ آپ نے فرمایا کہ فقیروں کا در ہمیشہ کھلا ہوا ہے۔ جو چاہے وہ آئے۔ جو نہ چاہے۔ وہ نہ آئے۔ اگر میاں سرافراز کو ہماری ملاقات کی ضرورت ہے۔ تو ہمارے پاس آجائے۔ لیکن ہمیں اسکی ضرورت نہیں"! دیوان اور مرزا دونوں نے بہت ہی منتیں کیں، حرفتیں چلائیں۔ لیکن کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ آخر نا امید ہو کر واپس چلے گئے۔ حافظ ہدایت اللہ اس وقت وہاں حاضر تھا۔ اس نے عرض کیا، کہ قبلہ زمانے کے حاکم کو نا امید کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ مبادا وہ وہ ناراض ہو جائے۔ ہم مفت میں پریشان

Marfat.com

آپ نے غصے میں فرمایا! اگر وہ ناراض ہو گیا تو ہم بھی "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" کی آیت پر عمل کریں گے۔ کچھ وقت کے بعد اپنی رضا خوشی سے اپنے چھوٹے فرزند کو درویشوں کیساتھ روانہ کیا جو تھوڑی دیر میاں سرفراز کے پاس بیٹھ کر واپس آ گئے۔

آپ کو پہلے حرم سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ جو بچپن میں وفات کر گیا۔ جلد ہی آپکی گھر والی نے بھی وفات کی۔ شیخ احمد قاضی جو آپ کا مرید تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اس حادثہ کے بعد ایک دن جیسے کہ میں حجرے کے دروازے کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک درویش روتا ہوا میرے قریب آ کر بیٹھا اس حالت میں کہنے لگا کہ راستے کے کرجارہا تھا کہ آپکا دشمن ہوتی ملاجس نے کہا ہمسائے ہیبر کا ایک لڑکا تھا۔ جو وفات کر گیا۔ خود بھی آگر بڑی عمر کا ہوا ہے اور زیادہ وقت زندہ نہیں رہے گا۔ آثار ایسے دیکھنے میں آرہے ہیں کہ یہ خاندان ویران ہو جائے گا۔ اور یہ جھونپڑے اور مٹی کے برتن ٹوٹ کر ختم ہو جائیں گے"۔ جب آپ حضرت کو یہ ماجرا معلوم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حق تعالٰے سے ہمیں الہام آیا ہے کہ یہ مسند قیامت تک قائم رہے گی۔ اور جھونپڑوں کے عیوض میں محلات بنیں گے۔ اور مٹی کے برتن بدل کر تانبے کی دیگیں ہوں گی"!

ہیبر ایوب کی اولاد سے ایک شریف اور صالح شخص تھا۔ جسکی ایک پاکدامن بیٹی تھی۔ آپ نے اُس لڑکی کا رشتہ اپنے لئے مانگا۔ لیکن اس کے والد نے انکار کیا۔ ایک اصحاب نے دل میں کہا۔ کہ آپ اس عورت کیلئے معلوم نہیں کیوں اتنی غرض نکال رہے ہیں۔ آپ دلوں کے مالک تھے اصحاب

Marfat.com

کی رمز جان کر فرمایا۔ کہ "وہ موتی جسکی آمد کا اطلاع ہمیں دیا گیا ہے۔ وہ اس صدف سے پیدا ہونا ہے۔ پھر آپ نے اس لڑکی اور اسکے والد کی طرف توجہ کی۔ اور دونوں کے دلوں کو اپنی طرف موڑ لیا۔ آخر شادی ہوئی اور جلد ہی آپ کو ایک فرزند ارجمند پیدا ہوا۔ جو آپکی مسند پر بیٹھا۔ آنکا نام خواجہ گل محمدؒ رکھا گیا۔ انکی ولادت کے بعد ایک عورت نے آپ سے آکر عرض کیا۔ قبلہ دعا کریں کہ اس معصوم کو ایک بھائی پیدا ہو ا۔ آپ نے فرمایا کہ اس دانے سے کروڑ دانے بنیں گے۔"

آپ نے کچھ برس بیماری میں گذارے زیادہ تر بخار اور کھانسی رہتی تھی لیکن کبھی کبھی جوڑوں کا درد بھی پریشان کرتا تھا۔ سردی میں تو بیماری اور زیادہ ہو جاتی تھی۔ اگر ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے تھے۔ یا باہر نکلتے تھے۔ تو بخار اور کھانسی زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ اسلئے تیمم کر کے حجرے ہی میں نماز پڑھتے تھے۔ جب بیماری کچھ کم ہوتی تھی۔ تو اس طرح معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ بالکل تندرست ہیں۔ ۱۱۸۰ھ (۱۷۶۶ء) میں اپنے ایک مخلص دوست کو فرمایا کہ اب ہمارے آخری دن آ گئے ہیں۔ اس لئے جس شخص کو ہماری صحبت سے فائدہ لینا ہو۔ وہ سوائے کسی وجہ کے آجائے۔ دوسری دفعہ مجلس میں فرمایا کہ "اے دوستو یہ وقت قیمتی ہے۔ دیکھنا شاید غفلت میں گذار دو۔ پھر افسوس کرنا پڑے۔ اس دنیا میں کبھی دینے والوں کی کمی ہے، تو کبھی لینے والوں کی۔ اٹھو کوشش کر کے اپنا مقصد حاصل کرو۔" وفات سے کچھ وقت پہلے ایک دن تنہائی میں ایک، ٹوٹی ہوئی

Marfat.com

دیوار کے اوپر سے آنے جانے لگے۔ اور یہ عربی شعر بار بار پڑھ رہے تھے۔

الا انما الدنیا کمنزل راکب۔ یہ دنیا مسافر کی منزل کی طرح ہے
انزلہ العشی و اصبح راحل۔ جو رات کو منزل کرتا ہے صبح کو چلا جاتا ہے

اس وقت حجرے کا دروازہ بنوا رہے تھے۔ اور اسکو پایہ تکمیل پہ پہنچانے کے لیے جلدی کر رہے تھے۔ ایک اصحابی نے دل میں کہا۔ کہ آپ نے کبھی کسی بھی کام کیلئے اتنی جلدی نہیں کی۔ جتنی اب کر رہے ہیں۔ معلوم نہیں اسکا کیا مقصد ہے؟ آپ نے اسکا خیال معلوم کر کے اسکو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ "ہم اس مکان کے بنوانے میں اتنی جانفشانی کر رہے ہیں۔ اسمیں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہوگا" جب دیواریں اور چھتیں بنکر تیار ہو گئیں۔ تو اندر گنج کیا گیا۔ پھر آپ اس میں تنہا رہنے لگے۔ اور امر کیا۔ بغیر وضو کے اندر کوئی نہ آئے۔ اور مراقبے کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہ ہو"۔ اب آپ پورا وقت پیغمبر صلعم سے روحانی مجلس میں گذارنے لگے۔ اور اصحابیوں کو فرمایا۔ ہر جمعرات پیغمبر صلعم پر ایک سو دفعہ درود پڑھا کرو۔ اب آپ کی زندگی بھی مہینوں پر آکر رکی ہے۔ کمزوری بڑھتی جا رہی ہے اور بستر داخل ہیں۔ مراد وال مریدان رات دن خدمت میں کمربستہ ہیں۔ سردی بڑھتی جا رہی ہے آگ بھی جل رہی ہے۔ اصحابیوں میں سے کچھ آپ کے کمزور بدن کو دبا رہے ہیں۔ ایک درویش آپکی پیٹھ مبارک کو دبا رہا تھا۔ تو اچانک اسکے ہاتھ تر ہو جاتے ہیں۔ آگ کے پاس جا کر دیکھتا ہے تو ہاتھ خون سے بھرے پڑے ہیں۔ سب کو حیرت ہوتی ہے۔ آپ سے

Marfat.com

پوچھتے ہیں "قبلہ یہ خون کہاں سے آ رہا ہے؟" آپ فرماتے ہیں۔ بلکل ابھی نبی کریم صلعم سے حضوری میں دوسرے صحابیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک آہ و پکار سننے میں آئی۔ کہ یا رسول اللہ! ہمارا جہاز غرق ہونے پر ہے۔ اسوقت آکر ہماری مدد کرو۔" ہمیں دربار نبوی صلعم سے حکم ہوا کہ "جا کر ان کی مدد کرو۔" ہم فوراً وہاں پہنچے۔ جہاز کو پیٹھ سے دھکیل کر کنارے پر پہنچایا۔" البتہ جہاز کی پیٹھ میں جو میخیں لگی ہوئی تھیں۔ اُن میں سے کچھ ہماری پیٹھ میں چلی گئیں۔ جسکی وجہ سے خون بہنے لگا۔ اصحابوں نے بڑی کوششیں کی کہ کسی طبیب حکیم کو بلا کر آپکا علاج کیا جائے۔ آپ نے یہ بات بلکل پسند نہ کی۔ اتنی تکلیف کے باوجود کبھی بھی چہرہ مبارک پر علالت کے آثار معلوم نہیں ہوئے۔ اسکے خلاف آپکا چہرہ ہمیشہ ہشاش بشاش رہتا تھا۔ اگر کوئی آپکے ضعف پر ارمان کا اظہار کرتا۔ تو آپ فرماتے تھے۔ اس بات کا بلکل فکر نہ کرو۔ بعض دفعہ یہ شعر پڑھتے تھے۔

آقریب، اور قریب آ، کہ زن گل بردار!
تیری قربت، تیرے سردار کو منظور ہوئی!
کر دیا جائے گا آزاد مشقت سے تجھے
خاکباز ہی تیری ہستی سے بہت دور ہوئی!

۱۱۸۶ھ میں (۱۷۷۲ء) کے ماہ شوال میں بیماری زیادہ بڑھ گئی۔ کمزوری نے جا کر کمال کیا۔ اصحابوں نے پھر عرض کیا کہ "قبلہ اجازت ہو تو کسی حاذق حکیم کو حاضر کریں۔ اس وقت وہاں دیوان حافظ پڑا ہوا تھا۔

Marfat.com

آپ نے انکی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ دیوان حافظ سے ہی فال لے لو۔ کہ حکیم کو بلائیں یا نہ۔ فال لی گئی تو یہ شعر نکلا۔

خوشش خبر دار اے نسیم شمال ما | اچھی خبر لے آئی ہے باد شمال
کہ بماہی رسد زمان وصال ، | کہ ہمارے لئے وصال کا وقت آرہا ہے۔

آپ نے مسکرا کر فرمایا دیکھا کہ حافظ بھی اس طرح فرما رہا ہے۔ پھر تو اصحابوں نے حکیم کو بلانے کا خیال بلکل ترک کر دیا۔ اب آپ دن بدن ضعیف ہوتے گئے۔ ذی القعدہ کی تیسری تاریخ، ہفتے کی رات کو اچانک اصحابوں سے پوچھا۔ کہ "ہمارے فرزند ارجمند ابھی جاگ رہے ہیں۔ یا سو گئے ہیں؟ اصحابوں نے عرض کیا کہ قبلہ! صاحبزادہ نیند میں ہیں۔ اسی پر آپ بیٹھ گئے۔ پاؤں میں نعلین پہن کر اصحابوں کے سہارے پر آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ دو چار قدموں کے بعد آپ بیٹھ گئے۔ پھر اصحاب ایک چار پائی لیکر آئے جس پر آپ کو بٹھا کر خواجہ گل محمد کے پاس لایا گیا۔ صاحبزادہ سویا ہوا تھا۔ آپ نے نیند سے بیدار نہیں کیا۔ لمحہ بھر متوجہ رہے۔ اپنی امانت انکی جان میں داخل کی۔ پھر اپنے کو اٹھوا کر حجرے میں لے آئے۔

آج ذیقعد کی چوتھی تاریخ ہے۔ ناشتے کا وقت ہو گیا ہے۔ دستور کے مطابق آپکے پاس نہ کوئی سامان ہے۔ اور نہ کوئی پیسہ وغیرہ۔ اس حال کی خبر سن کر آپ فرماتے ہیں کہ جب شیخ بہاؤالحق ذکریاؒ نے وفات کی۔ تو اس وقت انکے پاس ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں تھیں۔ ہمارے پاس دو کپڑوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اب باورچی خانے کے چاقو بیچ کر ناشتے کے لیے سامان لے کر آؤ۔ اصحابوں نے حکم کی بجاآوری کی۔ جب طعام پک کر

Marfat.com

بیا رہوا۔ تو آپ نے اصحابوں سے پوری جماعت کو جلدی کھانا کھلانے کی تاکید کی۔ جتنے میں سب کھانا کھا نہ لیں اتنے میں آپ بار بار پوچھتے رہے کہ سب نے ناشتہ کر لیا ہے یا نہیں ؟۔ جب سب کھا کر فارغ ہوئے۔ تو آپ نے چادر اوڑھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ لمحہ بھر کے بعد اصحابوں نے دیکھا کہ جیسے موجود ہی نہ تھی۔ آپ کا پاک روح اس مجازی محلات سے پرواز کر کے عرش پر ابد کے لئے جا کر آرامی ہوا۔ اور آپ کا خاکی خزانہ حجرے شریف میں دفن کر دیا گیا۔

ㅇ

Marfat.com

حضرت محبوب الصمد خواجہ گل محمد قدس سرہ

حضرت محبوب الصمد کی ولادت باسعادت بروز جمعرات گیارہ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ (۱۸۶۳ء) کو ہوئی۔ حضرت سلطان الاولیاء آپ کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ بڑی محبت سے آپکی پرورش کی۔ بچپن ہی جب بھی آپ حضرت سلطان الاولیاء کے پاس سے گذرتے تھے۔ تو آپ محبت سے اپنی گود میں انھیں بٹھاتے تھے۔ ایکدن جیسے آپ صاحبزادے کو پیار فرمارہے تھے۔ ایک اصحاب کے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ معلوم نہیں آپ کیوں صاحبزادے اتنا پیار فرماتے ہیں؟ آپ حضرت نے فوراً معلوم کرلیا کہ اس اصحاب کے دل میں کیا خیال پیدا ہوا ہے۔ درویش کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ "صاحبزادہ پر ہمارا یہ قرب حقیقی ہے نہ کہ مجازی ہمیں معلوم ہے کہ حق تعالٰی کا ان پر بے انتہا پیار ہے۔ اسلیئے ہم بھی ان سے اتنا پیار کرتے ہیں۔ ورنہ یہ تمام مرید بھی ہمارے ہی فرزند ہیں!"

سید پیر محمد کہا کرتے تھے کہ حضرت محبوب الصمد ابھی تین برس کے مشکل ہوئے تھے۔ کہ ایکدن خانقاہ شریف میں چلے آئے۔ آپ حضرت نے انکو آتے دیکھ کر اپنے پاس بلایا جیسے دوڑ کر آرہے تھے۔ ویسے ہی پاؤں جاکر ایک پتھر سے ٹکرایا وہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک برتن کو جاکر لگا۔ جس سے ایک آواز پیدا ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ "یہ برتن کیا کہہ رہا ہے؟" آپ حضرت نے فرمایا "تم ہی بتاؤ؟" جواب میں کہا "کہ برتن کہہ رہا ہے: حسبی ربی جل اللہ

ما فی قلبی غیر اللہ " معنی میرے صاحبزادے کا فرمانا ہے میرے قلب میں اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں۔
یہ حرف سنکر سارے حاضرین حیران رہ گئے۔

پانچ برس کی عمر میں ایک دن مسجد کے صحن میں ایک درخت پر جا کر بیٹھے۔ بڑے حضرت جی اسوقت نماز میں مشغول تھے۔ فراغت کے بعد جب صاحبزادے کو دیکھا تو ان سے فرمایا کہ" بیٹے کیا کر رہے ہو؟" صاحبزادے نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ حضرت نے پوچھا کہ " خدا کیا چیز ہے؟" تو صاحبزادے نے فوراً جواب دیا کہ " خدا نور ہے" یہ جواب سنکر آپ حضرت نے اصحابوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ " دیکھو بچہ ہو کر کتنا عمدہ سخن بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ " اللہ نور السموٰت والارض"۔

بعض دفعہ آپ حضرت، اپنی دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر صاحبزادے کے سر پر رکھ کر مریدوں کو توجہ دینے کے لئے امر کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ بڑے حضرت کی غیر حاضری میں آپ کی مسند پر جا کر بیٹھتے تھے۔ جب آپ حضرت واپس آتے تھے تو صاحبزادے کو مسند پر بیٹھا ہوا دیکھ کر فرماتے تھے " کہ دیکھو کیسے نہ اپنی جگہ پہچان کر بیٹھے ہیں"۔ یا پھر یہ بیت فرماتے تھے۔

" بہر خانہ دل لے جان آں کیست ایستادہ۔ دل کے گھر پر وہ کون کھڑا ہے
بر تخت شہ کہ باشد جز شاہ و شاہزادہ۔ بادشاہ کے تخت پر بادشاہ اور شہزادہ کے بغیر کون بیٹھے گا۔

Marfat.com

روایت ہے کہ جب حضرت محبوب الصمد کو مدرسہ میں بٹھایا گیا تو آپ پڑھنے کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے۔ اکثر اوقات میں بچوں سے کھیل میں مصروف رہتے تھے۔ آپ حضرت کے ایک اصحاب فرماتے تھے کہ" ایک دن صاحبزادے کو کھیل میں مصروف دیکھ کر میرے دل میں خدشہ پیدا ہوا کہ ایسے حال میں کیسے وہ دوسروں کو فیض پہنچا سکیں گے؟ ایک دم میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ" آنانکہ می دھند بہر حال می دھند" وہ جو دیتے ہیں ہر حال میں دیتے ہیں۔

عیسیٰ اندر مہد بر دارد نفیر۔ عیسیٰ علیہ السلام مہد میں بولتا ہے

کہ جوان ناگشتہ ماشیخیم وپیر۔ کہ ہم باوجود جوانی کے شیخ و پیر ہیں۔

ایک دن آپ حضرت نے صاحبزادے کو علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی دوپہر کے وقت جیسے آپ حافظ نظام کے حجرہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ کہ آنحضرت صلعم کی زیارت مبارک ہوئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیکر فرمایا" کہ صاحبزادے کو تکلیف دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم خود ان کے معلم ہیں"۔ اس واقعہ کے بعد آپ حضرت نے صاحبزادے کو تعلیم کے سلسلے میں ایک لفظ بھی نہیں فرمایا۔ ایک درویش ہمیشہ صاحبزادے کے پیچھے پھرا کرتے تھے۔ اور قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے۔ بار بار سننے سے بہت سی آئتیں خود بخود حضرت محبوب الصمد کے حافظہ میں محفوظ ہو گئیں۔ اسطرح کچھ عرصہ کے بعد آخری پارہ کا چوتھائی حصہ آپکو یاد ہو گیا اسکے بعد اس درویش نے آپکو حرف تہجی۔ یعنی الف۔ ب۔ سکھانے کا ارادہ

Marfat.com

تفریح طبع کے لئے حضرت محبوب الصمد کو ساتھ لے کر حصار کی دیوار کے جنوب میں تالاب کے پاس چلے جاتے تھے وہاں پہنچ کر آپ سے شرط رکھتے تھے کہ میں پانی میں غوطہ لگاتا ہوں۔ جتنے میں میں باہر نکلوں اتنے میں آپ پوری الف۔ ب پڑھ لیں۔ اگر اس طرح کر لیا تو آپ نے جیتا۔ جیتنے کی خواہش سے حضرت محبوب الصمد جلدی جلدی ساری تختی پڑھ جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ لکھنے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ پھر تو پانی کی طرح تمام علوم اور ہنر پیتے گئے۔ اور آخر کار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہر علم اور فن میں فائق ہو گئے۔

شرف الدین شہداد پوری فرماتے تھے۔ کہ کچھ عرصہ میں نے حضرت محبوب الصمد کو صرف و نحو اور علم عروض وغیرہ سکھایا۔ پس ادب سے کتابیں پڑھتا جاتا تھا۔ اور آپ خاموشی سے سنتے رہتے تھے ایک دفعہ "قافیہ" کا ایک مشکل مسئلہ جو بے انتہا گہری عبارت میں لکھا ہوا تھا شرح کر کے سمجھا رہا تھا۔ کہ میں نے جب آپکی طرف دیکھا تو آپ اپنے ہی خیال میں مستغرق تھے۔ اور میری گفتار پر کوئی توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہوا اسیلئے میں نے یہ کہدیا کہ آج میری محنت رائیگاں گئی۔ یہ سن کر جو کچھ میں نے بتایا تھا۔ وہ سارے کا سارا لفظ بلفظ کہہ کر سنا دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ کی ظاہری بے خیالی، باطنی مشغولی کے سبب ہے نہ کند ذہنی کی وجہ سے۔

حضرت سلطان الاولیاء کے وصال کے وقت اس بے بہا گوہر کی

Marfat.com

عمر صرف گیارہ برس تھی۔ بعض پرانے اصحابوں نے آپکی خلافت پر اعتراض کیا کہ "آپ ابھی بچے ہیں۔ مریدوں کی تربیت کس طرح کریں گے؟ خلافت کے عہدہ کے لئے کم سے کم چالیس برس کا ہونا ضروری ہے"۔ اس پر شیخ عبدالرحیم گرھوڑی، شیخ حاجی ابوطالب اور دوسرے بزرگ اصحابوں نے فرمایا کہ "یہ معاملہ باطنی ہے اور نہ کہ ظاہری۔ ہمارا آپ پر مکمل اور پختہ یقین ہے۔ پھر اصحابوں کی تسلی کے لئے بعض نئے مریدوں کو آپ حضرت کی حضور بیعت کے لئے روانہ کی آپ انکی طرف دیکھ کر متوجہ ہوئے۔ لحظہ بھر میں ان کے دلوں میں عجیب روحانی حالت طاری ہوئی۔ جو عین بین ویسی ہی تھی۔ جو آپ حضرت سلطان الاولیاء کی توجہ سے پیدا ہوتی تھی واپس آکر اصحابوں کو خوشخبری سنائی، سارے خوش ہوئے۔ اور سب کے شک و شبہات ختم ہو گئے۔

آپ حضرت قدس سرہ کے وصال کے تیسرے دن آنحضرت مجیب الصمد کو باقاعدہ مسند پر بٹھایا گیا۔ سب سے پہلے شیخ عبدالرحیم گرھوڑی نے بیعت کی۔ پھر دوسرے جلیل القدر اصحابوں نے جیسے شیخ ابوطالب، حاجی ملا ھرا، حافظ ہدایت اللہ اور آخر میں باقی درویشوں نے بیعت کی۔ فقط دو ظاہر پرست عالموں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ ان میں سے ایک کو شیخ عبدالرحیم نے قطعی دلیلوں سے ثابت کر کے بتایا کہ پیری مرشدی کا عہدہ عمر کی کثرت اور قلت پر منحصر نہیں ہوتا۔ خدا اپنے خاص خلیلوں کو خود تربیت کرتے ہیں۔ اور انکو مریدوں کی طرح منزلوں سے گذر کر مقصد حاصل کرنا نہیں ہے۔ اسلئے کامل انسان پیدائشی ولی اللہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

جسطرح مولانا رومیؒ نے کہا ہے۔ | میں نے بخت کا نام پیری کہا ہے
کردہ ام بخت جوان را نام پیر۔ | کیونکہ انکو خدا نے پیر بنا دیا ہے۔
کو ز حق پیر است نز ایام پیر۔ | وہ ایک جہاں والوں نے ہے جسکا آغاز نیک نہیں
او چناں پیر یست کش آغاز نیست۔
باچناں در یتیم انباز نیست۔ | ایسے دُرّ یتیم کا کوئی ثانی نہیں۔

آخر کار وہ عالم باز آیا۔ اور خوشی سے محبوب الصمد کی بیعت کر کے سرفراز ہوا۔ لیکن دوسرا عالم قائل نہیں ہوا۔ اور اس طرح جماعت سے خارج ہوا۔ حضرت محبوب الصمد ابھی مشکل سے تیرہ برس کے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آسمانی آفت نازل ہوئی۔ یہ حادثہ اس طرح ہوا کہ میاں عبدالنبی کلہوڑہ کے دور حکومت میں شورہ قوم کے بعض آدمیوں نے لومڑیہ قوم کے دو۔ چار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پھر خونیوں کا سارا قبیلہ خوف سے اسی رات بھاگ کھڑا ہوا۔ لومڑیہ قوم کی ایک بڑی فوج ان کے پیچھے روانہ ہوئی لواری شریف کے پاس آکر ان کو پکڑا۔ ایک دوسرے کے مقابل ہو کر لڑائی شروع کی۔ شورہ قوم پر ایک طرح مصیبت نازل ہو گئی۔ بہت ساروں کے سر جسم سے علیحدہ ہو گئے۔ باقی جو کچھ بچے انہوں نے لواری شریف میں آکر پناہ لی۔ مخالف بھی ان کے پیچھے لواری شریف میں آ گئے۔ اور شریف لوگوں کے مکانوں پر حملہ کرنے لگے۔ مجبور ہو کر لواری شریف کے شرفاء کو مقابلہ کرنا پڑا۔ اس مقابلہ میں درگاہ شریف کے دو درویش بھی شہید ہو گئے دونوں بھائی تھے۔ ایک کا نام تھا راجہ دوسرے کا بلند تھا۔ ان دونوں کی قبریں

Marfat.com

روضہ شریف کے جنوب میں مشرق کی طرف پہلی صف میں آج تک قائم ہیں۔ پورے شہر میں مار دھاڑ اور لوٹ شروع ہوگئی۔ بعض اصحابوں نے مشورہ کہا کہ آپ حضرت کے مکان کا سارا سامان زمین میں دفن کر لینا چاہیے۔ لیکن آپ نے منع کر کے فرمایا کہ "اگر ایک دفعہ لٹیروں کو کسی چیز کا علم ہو گیا تو وہ سارے مکان کو کھود ڈالیں گے۔ اس سے کیا فائدہ؟ ازار سواء ہمیں کسی بھی چیز کی کوئی ضرورت نہیں۔ خواتین کی ستر کے علاوہ اور جو کچھ بھی ہو۔ نکال کر باہر کر دو تاکہ لٹیرے لے جائیں۔ آپ کی فرمائش کے مطابق سارا مکان صاف کر کے لٹیروں کے حوالے کر دیا گیا۔ بے چارے فقیروں کی قیمتی اشیاء بھی چلی گئیں۔ آپ حضرت نے صرف ازار بند میں نکل کر باہر ہوئے۔ لوٹ مڑہ سردار نے جب آپکو اس حال میں دیکھا تو بڑا افسردہ ہوا۔ آپ کے پاس آکر ادب سے عرض کرنے لگا۔ کہ مہربانی کر کے فرمائیں کہ آپ کی کون سی چیزیں لوٹ لی گئیں ہیں۔ تاکہ میں وہ آپ کو واپس کرادوں"! آپ حضرت نے جواب دیا۔ "ہماری کوئی چیز بھی نہیں گئی ہے"! اس طرح کہہ کر بعض درویشوں کو ساتھ لیکر جنگل کی طرف چلے گئے۔

عبدالرحمٰن قاسم نامی ایک مرید جو آپ کے ساتھ تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے آپ حضرت کو اس دن جیسا خوش پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ سامان وغیرہ ضائع ہو جانے پر ایسا معلوم ہو رہا تھا۔ کہ ایک بڑا بوجھ سر پر تھا۔ جو اتر گیا ہے میں ہمیشہ آپکی آواز سننے کا منتظر رہتا تھا۔ آج تو فارسی اشعار بلند آواز سے

Marfat.com

فرما رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا کہ اس سے پہلے اگر لواری رہتا نہ لٹتی رہتی تو میں آپ کا میٹھا آواز اور کلام تو سنتا رہتا۔ کچھ عرصے کے بعد فساد اور لوٹ مار ختم ہو گئی۔ تو آپ حضرت اپنے اصلی مقام پر واپس آ گئے۔

فردوس العارفین کا مؤلف کہتا ہے۔" کہ بارھویں صدی ہجری کے ختم ہونے کے بعد تیرھویں صدی کی شروعات سے اللہ پاک کی عنایت اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آپ حضرت کی ہدایت کا نور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔ اس ہدایت کی روشنی۔ عالم کے کونے کونے میں دیکھنے میں آنے لگی۔ دنیا کے پیاسوں کو آپ حضرت کے ایک ہی پیالے کے پینے سے ابد کے لئے آرام مل جاتا تھا۔ سندھ جو خانہ جنگیوں کے سبب سے ویران ہو گیا تھا۔ وہ آپکی برکت سے دوبارہ شاد اور آباد ہو گیا۔

آپ حضرت پورا دن فجر سے لے کر شام کے اندھیرے تک اصحابوں کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے۔ درمیان میں نماز کی خاطر اٹھ کر مسجد میں جاتے تھے۔ کھانا بھی گھر جا کر کھاتے تھے۔ اتفاق سے اگر کوئی خواتین آپکی زیارت کے لئے آتیں۔ تو کچھ دیر جا کر واپس آ جاتے۔ ان سے ایک حرف بھی نہ بولتے پوری عمر سوائے اپنے گھر کے مطہرات کے کسی اور عورت سے بالکل بات نہیں کی۔ جب مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے تو کسی کو بھی اندر آنے کی منع نہ ہوتی تھی۔ دوستوں اور اصحابوں کا کتنا بھی بڑا مجموعہ اکٹھا ہو جاتا۔ تو بھی آپ تنگ دل نہیں ہوتے تھے۔ لیکن اگر کوئی بیگانا آدمی اندر آ جاتا تھا۔ تو وہاں سے اٹھ کر کسی اور جگہ پر جا کر بیٹھتے تھے۔ بعض دفعہ خیال آجاتا تھا تو زبان سے نصیحت آمیز

Marfat.com

نقطے نکالتے جن میں سے کچھ عرض کئے جاتے ہیں۔

(۱) اونٹ جیسے حیوان پر جب مجازی عشق کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تو چار مہینے کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اب تصور کرو کہ جس انسان پر حقیقی عشق کا غلبہ ہوتا ہوگا۔ اس کا کیا حال بنتا ہوگا۔

(۲) زندگی اور دنیا دونوں فانی ہیں۔ ان سے دل نہیں لگانا چاہیئے۔ (۳) مردانگی، طریقت کا بنیادی شرط ہے۔ (۴) حق کو بھلا دینا بڑے سے بڑا فعل ہے (۵) دولتمندوں سے کوئی طمع نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور نہ ان کی خوشامد کرنی چاہیئے۔ ان سے ہمیشہ پرہیز کرنی چاہیئے۔ (۶) اخلاص سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ (۷) حقیقی دانشمند وہ ہے جو دنیا سے قطع تعلقات کرتا ہے (۸) فقیروں کا الہام آسمانی وحی کے مثل ہے (۹) رزق وہ ہے جو بغیر تکلیف کے حاصل ہو۔ (۱۰) حقیقی مرید وہ ہے جو اپنے مرشد کا قول اور فعل کو سند کر کے سمجھے (۱۱) عارفوں کی حقیقت کعبہ کی حقیقت سے زیادہ ہے۔ کیونکہ خود کعبہ۔ اولیاء اللہ کی زیارت کیلئے آتا ہے (۱۲) فرشتے بھی اولیاء اللہ کے مرید ہوتے ہیں۔ (۱۳) پیر اپنے مرید کو ہر حال میں یہاں تک کہ سکرات کے وقت بھی آکر مدد کرتا ہے۔ (۱۴) ابتداء میں ذکر پیمبر دل کے مثل ہے۔ اور پھر سر کے حکم کی طرح بلکہ اس عارضی ہستی سے نجات ہے۔ ذکر کے غلبہ کی وجہ سے ذاکر اور مذکور دونوں ایک ہو جاتے ہیں البتہ فکر، ذکر سے افضل ہے (۱۵) فقیروں کی گفتگو سب کچھ صدق اور صواب ہے (۱۶) لوگوں میں حق کے طالب بہت تھوڑے ہیں (۱۷) طریقت

Marfat.com

کی راہ میں اندر کی آنکھ کی ضرورت ہے۔ اندر باہر کی آنکھ کی۔ فقیروں کی نظر ہمیشہ دل کی طرف ہے۔ اور نہ زیب و زینت کی طرف (۱۸) ہر قسم کا کام، بے ہنری سے بہتر ہے (۱۹) کوئی بھی علم، جہالت سے بہتر ہے۔ (۲۰) بہترین مرد اسکو کہا جاتا ہے جسنے اپنے مرشد کو پہچانا ہے۔

بعض اوقات کوئی مرید آپ سے روحانی رموز کے متعلق پوچھتا تھا۔ تو آپ خوشی سے اسکا جواب عنایت کرتے تھے۔ ایک دن ایک درویش نے پوچھا کہ "قبلہ پہلے میں ذکر کرتا تھا۔ تو سر سے نکل کر باہر چلا جاتا تھا۔ لیکن اب وہ وہیں کا وہیں رہ جاتا ہے" آپ نے جواب میں فرمایا کہ باہر کیا ہے؟ جو کچھ ہے وہ دل کے اندر ہے۔ سائیں کانئیگر جو آپکی مسجد اور لنگر خانے کا پانی بھرتا تھا انہوں نے ایک دن آکر بتایا کہ "قبلہ میں قبرستان سے گذرتا ہوں۔ تو مردے نکل کر میرے سامنے آجاتے ہیں اور باتیں کرنے لگتے ہیں۔ آپ حضرت نے فرمایا کہ "تم انکی طرف توجہ نہ کرو اپنا کام کرتے رہو۔ ایک دن دنیاوی کام کاج کے متعلق سوال ہوا، آپ نے فرمایا کہ بہت سارے آدمی یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں کام کرنے کے بعد فارغ ہو کر خدا کی یاد میں مشغول ہو جائیں گے۔ لیکن یہ خام خیال ہے کیونکہ جب تک دنیوی خواہش دل سے نکال کر پھینکی نہ جائے گی تب تک خدا کی طرف رجوع نہیں ہو جا سکتا۔

بیک دست نتواں نمودن دو کار،	ایک ہاتھ سے دو کام نہیں ہوتے
بیک دل نشاید گرفتن دو یار،	ایک دل میں دو یار نہیں رہ سکتے۔

Marfat.com

تمنائی دنیا و سودائی دین ،، ،، دنیا کی ہوس اور دین کا سودہ بیک سینہ باہم نگر دو وقت رین ۔ ایک دل میں نہیں ٹھہر سکتے ۔

اگر کوئی شخص آپ کے پاس آکر دعا کے لئے عرض کرتا ۔ تو آپ فرماتے ” خدا خیر کریگا “ یا فقط کہتے ” ہاں “ ۔ اگر اس طرح فوراً کہتے تو وہ مراد بھی جلد ہی پوری ہو جاتی ۔ اگر کچھ دیر کے بعد فرماتے تو کام ہونے میں دیر لگ جاتی ۔ اگر بالکل خاموش رہتے ۔ تو کام کے بننے کا کوئی امکان نہ ہوتا ۔ آپ حضرت رحمدل بھی ایک ہی تھے ۔ کوئی بھی کتنا ہی دعا کیلئے آ کے کہتا تو تنگ نہ ہوتے ۔ اور عام طور پر ہر ایک پر رحم کی نظر فرماتے ۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت نے آپکا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ ” دعا کرو کہ مجھے پوتا پیدا ہو ۔ جب تک مجھے بلند آواز سے خاطری نہیں دلاؤ گے تب تک دامن نہیں چھوڑوں گی ۔ “ اس کے ساتھ ایک اور عورت بھی آئی تھی ۔ اس نے ۔۔ دوسرا دامن پکڑ کر اپنی سہیلی کی سفارش کی ۔ آپ حضرت نے نرم اور پیاری آواز میں فرمایا کہ ” خیر ہو گا ۔ عورتوں کو تسلی نہیں ہوئی ۔ اسلئے پھر عرض کرنے لگیں ۔ کہ قبلہ یقین دلاؤ ۔ کہ ہمارے دل کی آرزو پوری ہو گی “ ۔ آخر کار آپ حضرت نے بلند آواز میں انکو دعا کی ۔ خدا کی قدرت کچھ عرصے کے بعد اس بوڑھی عورت کو پانچ پوتے ہوئے ۔

حضرت سلطان الاولیا فرماتے تھے ۔ کہ ” حضرت محبوب الصمد قطب ارشاد اور قطب مدار بنیں گے ۔ اور آپ کا دل قلندروں جیسا ہو گا ۔ تحقیق ایسے ہی ہوا ۔ آپ میں اوّل سے لیکر آخر تک یہ دونوں صفات موجود تھیں نہ فقط اتنا بلکہ قلندری کی وصف کی موجودگی

میں بھی شریعت کے صاحب تھے۔ ایسا مرتبہ دنیا میں کسی اور قلندر کو نصیب نہیں ہوا شیخ عبد الرحیم فرماتے تھے "آپ جیسا حافظ الفرائض قلندر نہ کوئی ہوا اور نہ کوئی بنے گا" آپ خود نے فرمایا ہے۔ کہ "قلندری دو قسموں کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جس میں انسان دنیوی اسباب ترک کر کے فقر و خلوت اختیار کرتا ہے۔ زاھدوں کے طور طریقوں پہ ثابت قدم رہ کر نوافل اور عبادات میں مشغول ہوتا ہے۔ دوسری وہ جس میں انسان تمام ظاہری خواہ باطنی تعلقات قطع کر کے صرف فرائض کی بجا آوری کرتا ہے۔ اور لوگوں کی مدح یا غیبت، دنیاوی خوشی اور غمی کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔"

شیخ عبد الرحیم فرماتے تھے۔ کہ "آپ میں دو ایسی خصلتیں ہیں کہ کسی اور شیخ یا مشائخ میں نہ ہونگی۔ اور نہ ہونگی" لوگوں نے پوچھا وہ دونوں خصلتیں کونسی ہیں؟ "جواب دیا کہ "ایک خصلت تو یہ ہے کہ آپ کی ظاہری روش ایسی باقاعدہ ہے کہ کوئی بھی شخص آپ پر کسی بھی قسم کا اعتراض نہیں کر سکتا۔ دوسری صفت یہ ہے کہ کوئی بھی شخص آپ سے رنجیدہ نہیں ہو سکے گا۔" ایک دن آپکی مجلس میں خلق کو رنجیدہ نہ کرنے کی بات... نکلی۔ آپ نے فرمایا "کتنے لوگ ایسے بھی ہیں۔ کہ وہ کبھی بھی کسی کو تنگ نہیں کرتے۔ مگر مرد اسے کہا جائے گا، جو خود بھی کسی سے تنگ نہ ہو مولانا رومی نے فرمایا ہے۔ کہ جوان مرد وہ ہے جو رنج کے مقابل کو بھی رنجیدہ نہ کرے آزاد وہ ہے جو کسی کے آزار پہنچانے سے رنجیدہ نہ ہوگا۔

Marfat.com

حضرت پیغمبر صلعم کی بھی دو خاص خوبیاں یہ تھیں۔ ایک تو یتیم ہوتے ہی صاحب مرتبہ بنے اور دوسری جہالت کے دور میں عالم کہلوانے لگے حضرت خواجہ محبوب الصمد میں بھی یہ دونوں خصلتیں رب کی عنایت سے اپنے کمال درجہ پر موجود تھیں باطنی علم کے متعلق ذرہ بھر بھی بتانا محال ہے۔ اسکا صحیح علم تو خدا کو ہی تھا۔ یا انکو جو خود عارف تھے۔

ہر عارف بجز از دیدہ عارف نشناخت۔ عارف کا پہچاننا عارف کے سوا نہیں ہو سکتا۔
شمس تبریز کند فہم کہ مولانا کیست　شمس تبریز جانتا ہے مولوی رومی کون ہے

باقی ظاہری علم میں آپکا اتنا مرتبہ اور شان تھا۔ کہ اسی زمانے کے زبردست عالم اور فاضل سید محمد اور خواجہ قاضی احمدؒ بار بار کہتے تھے کہ اتنے علم اور دانش رکھتے ہوئے بھی ہم اپنے آپ کو آپکے سامنے اس بچے کی طرح سمجھتے ہیں جو ابھی ابھی مکتب میں داخل ہوا ہو۔ سید محمد تو ایسے بھی کہتے تھے کہ ظاہری علم میں جب بھی کوئی مشکل سامنے آتی تھی۔ تو جا کر آپ حضرت سے حل کروا لیتا تھا آپ کے ایک ہی گفتہ سے میرے سارے شک و شبے غائب ہو جاتے تھے میں اپنے آپ کو علم نجوم میں بڑا ماہر سمجھتا تھا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم تھا۔ کہ آپ حضرت اس علم میں بلکل انجان ہیں۔ ایک دفعہ نجوم کا ایک مسئلہ درپیش ہوا۔ تو آپ نے زائچہ کے قوانین اور اصطرلاب کے رموز کے متعلق وہ کچھ بتانے لگے کہ میں حیران ہو گیا"

Marfat.com

آپ حضرت ادب و مروت کے اور لیاقت کے صاحب تھے۔
حضرت سلطان الاولیاء کا کوئی اصحاب آپکی محلس میں حاضر ہوتا تھا۔ تو انکے سامنے کبھی بھی اپنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔ کسی بھی شخص کا نام بے تعظیم نہیں لیتے تھے۔ ہر ایک کی بڑی خاطرداری کرتے تھے۔ بوڑھوں کی عزت کرتے تھے۔ جوانوں سے محبت اور بچوں سے شفقت سے پیش آتے تھے۔" مرغوب احباب"۔
کا مؤلف کہتا ہے کہ مجھے بلکل اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ایک دن عیدگاہ سے دو چار قدم آگئے۔ ایک چڑیا کے پیچھے دوڑتا ہوا جا رہا تھا کہ اچانک کسی کے چلنے کی آواز آنے لگی۔ پیچھے مڑکر جو دیکھا۔ تو آپ حضرت آرہے تھے۔ ادب اور خوف سے ٹھہر گیا۔ آپ بھی کھڑے ہو گئے۔ اور مسکرا کر فرمایا کہ" بابا بڑی خوشی سے اپنے شکار کے پیچھے جاؤ"۔
آپ حضرت کا ایک مرید بتاتا تھا کہ" شروع میں آپ حضرت سے دور ہو کر میں ایک منحوس کی صحبت میں جا کر پھنسا۔ کچھ دنوں کے بعد توبہ تائب ہو کر آپ کے پاس تقصیر معاف کرانے کے لئے آیا۔ لیکن زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ آپ نے میری طرف مسکرا کر فرمایا۔
بود کہ یار نرنجد ز ما بخلق کریم ! ۔ ایسا ہو کہ میرا مطلوب مجھ سے رنج نہ ہو اپنی حسن
کہ از سوال ملولیم واز جواب خجل ۔ اخلاق کی وجہ سے کہ میں سوال سے عاجز ہوں
اور جواب سے شرمندہ۔
آپ حضرت ایسے بے پرواہ عالم ہوتے تھے۔ کہ کسی بھی کام کیلئے کسے بھی کوئی تکلیف نہیں دیتے تھے یہاں تک گھر سے بھی کوئی چیز مانگ کر نہیں لیتے تھے جو کچھ

Marfat.com

مل جاتا تھا۔ اس پر قناعت کرتے تھے۔ ایک دن مسہل لیا ہوا تھا۔ اسلئے پرہیز والا کھانا کھایا تھا آپکے لئے چاول بنائے گئے۔ لیکن مریدوں کی غفلت کی وجہ سے طعام میں تین بار نمک ڈالا گیا جس سبب سے کھانا کڑوا مثل زہر کے ہو گیا۔ جب آپکے کھانے کا وقت ہوا تو کسی کراہت کے بغیر اپنی مقدار غذا کھا کر اُٹھے۔ پھر بچا ہوا طعام تبرک طور مریدوں میں تقسیم کیا گیا۔ جب مریدوں نے اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ چاول تو زہر جیسے کڑوے ہیں۔ عجب میں پڑ گئے۔ کہ آپ حضرت نے انکو کسطرح کھا لیا۔ اسلئے جا کر پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ "ہماری روزی یہی تھی۔ ہم نے اپنی حاجت اس سے پوری کر لی"

آپ کی کرامات بے اندازہ ہیں۔ اُن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) سیّد عالم شاہ لاہوری فرماتے تھے کہ "جب میں مکّہ شریف میں حج کرنے کیلئے گیا۔ تو صفا کے مقام پر مجھے ایک نوجوان صفا کا صاحب ملا۔ جس نے مجھے کہا" کہ میرے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ کیونکہ میں طریقت میں تمہارا رہبر ہوں"۔ اس طرح کہہ کر غائب ہو گیا۔ پھر جب حجرہ کے مقام پر آیا۔ تو دوبارہ اپنا دیدار کروایا۔ ایک دفعہ دیکھا کہ کعبتہ اللہ کی سطح پر کھڑا ہے۔ مکّہ کے عربوں سے بہت پوچھا۔ لیکن کسی کو بھی اس نوجوان کے نام و نشان کا معلوم نہیں تھا۔ اتفاق سے حج سے واپسی آتے ہوئے۔ بعض لوگوں سے سُنا کہ لواری شریف میں ایک بڑے بزرگ رہتے ہیں۔ میں بھی زیارت کی غرض سے وہاں پہنچا۔ دیکھنے سے ہی پہچان لیا کہ وہی جوان ہے جس نے مکّہ مکرمہ میں اپنا دیدار کروایا تھا۔

Marfat.com

۲۔ سید حبیب شاہ بتاتے تھے کہ "ایک زمانے میں میں اپنے وطن میں بادشاہ کا خاص درباری ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک لڑائی جو کا فرد سے ہم نے لڑی تھی۔ شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ ہم میں سے کئی قریب کی نہر میں گر گئے میرا بھی وہی حال ہوا، پھر میں نے اڑوس پڑوس کے تمام پیروں فقیروں سے مدد کے لیئے پکارنے لگا۔ اس بے بسی کے وقت میں اچانک ایک جوان ظاہر ہوا جسکے حسن اور خوبصورتی کا میں کیا بیان کروں۔ اسی وقت ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکال لیا۔ اسطرح کر کے غائب ہو گئے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا میں اپنے دل میں کہا کہ آج سے یہی میرا مرشد ہے۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ انھیں کہاں تلاش کروں۔ پھر تو دنیا سے بے تعلق ہو کر سیاسی لوگوں کی طرح ہر جگہ تلاش کرنا شروع کیا لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر کار جب مدد خان افغان نے سندھ پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا۔ تو میں بھی اس کے لشکر میں اس نیت سے شامل ہو گیا۔ کہ شاید سندھ میں ان کا کچھ پتہ معلوم ہو سکے۔ جب یہاں پہنچا۔ تمام مشائخوں سے ملاقات کی۔ لیکن مقصد میں کامیاب نہیں ہوا۔ آخر مجھے پالکنڈی میں معلوم ہوا کہ پھلواری شریف میں میرا مقصد پورا ہوگا۔ پھر تو شوق سے وہاں پہنچا۔ آپ کو دیکھتے ہی کہا تحقیق یہ وہی جوان ہے جس نے میری حمایت کی تھی، پھر تو بیعت کر کے طریقت میں داخل۔

۳۔ ایک بار لیٹروں کے ایک بڑے ٹولے نے پھلواری شریف پر حملہ کر دیا۔ شہر کے لوگوں نے مقابلہ کیا جب آپ کو معلوم ہوا تو باہر کی دیوار پر

Marfat.com

چڑھ کر اپنی چادر مبارک صاف کی۔ فقط اس طرح کرنے سے ہی لٹیرے بھاگ گئے۔ جب آپ سے اس عجب اسرار کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ "اس وقت مشائخوں کے ارواح ہماری مدد کے لئے آکر اکٹھے ہوئے تھے۔

پیشانی مبارک خوب حضرت کمال پاکدامن
روئے خوب ست کمال ہنرو دامن پاک، اس وجہ سے سب نبیوں اور ولیوں
لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست، کے ارواح اسکی مدد کیلئے حاضر ہیں۔

(۴) حضرت سلطان الاولیاء کے روضہ مبارک کی عمارت کا کام آپ کے ایام کاری میں شروع ہوا۔ کہاں کہاں سے کاریگر آکر اکٹھے ہوگئے۔ کام کے دوران پیسے ختم ہو گئے۔ آپ کو انتظار ہونے لگا۔ خیال کیا شاید کام میں کچھ رکاوٹ نہ آجائے۔ اسلئے اپنے زیور، گروی رکھ کر پیسوں کے بندوبست کرنے کا ارادہ کیا۔ آدھی رات کو بڑے حضرت صاحبؒ اب میں دیکھتے ہیں۔ آئے۔ اور فرمایا کہ فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ایک دو دن کام مہمل کردو۔ جتنی بھی رقم کی ضرورت ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے پاس خود آجائے گی۔ دوسرے دن ایک اجنبی شخص نے دو ہزار روپیہ کا تھیلا لاکر آپکی خدمت میں پیش کیا۔ جس سے باقی کام مکمل ہو گیا۔

آپ کو جملہ چھ (۶) فرزند ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) حضرت غوث عالم خواجہ محمد زمان ثانی (۲) شیخ عبداللطیف صغیر (۳) ابوالقاسم (۴) محمد اکرم (۵) آدم (۶) حاجی محمد، آخر والے چاروں ناخلف اور طالح ہوئے۔ اور اپنے بڑے دونوں بھائیوں کو ہر قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں دیں۔ آپ کا

Marfat.com

پہلے دونوں فرزندوں پر بہت پیار ہوتا تھا۔ ایک دن آپ جیسے خانگاہ کی طرف جا رہے تھے۔ تو اس وقت آپ کے یہ دونوں، فرزند جو اس وقت بچے تھے۔ دوڑ کر آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے غور سے دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ حضرت غوث عالم عین بین بڑے حضرت جیسے ہیں۔ اور شیخ عبداللطیف بلکل حاجی عبداللطیف جیسے ہیں۔ یہ ایک بار دونوں صاحبزادوں کو آپ نے بلایا۔ دونوں کے ہاتھوں میں کتاب تھے۔ اور آپ نے کتابیں لے کر ایک طرف رکھیں اور فرمایا کہ بر

"بیا تا بعد زین او را پرستیم ما — آ و تو اس کے بعد اس پاک ذات کی پرستش کریں
کہ بے او ہر چہ ما ہستیم نیستیم، — کہ اس کے سوا ہم کوئی چیز نہیں۔

حضرت محبوب الصمد کو اپنی وفات کا پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ بیماری سے کچھ وقت پہلے ایک دن فرمایا۔ کہ اٹھارہ برس کی عمر سے پہلے ہمیں یہ جہان بہتر لگ رہا تھا۔ اس کے بعد تیس برس تک دونوں جہان ایک جیسے لگ رہے تھے۔ لیکن اب وہ جہان ہماری نظر میں بہتر ہے"

شیخ سدھا تورہ فرماتے تھے۔ کہ جب آپ بلکل تندرست تھے۔ تو میں نے ایک دن آپ سے جانے کی اجازت چاہی۔ آپ اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھوں میں دیا۔ اچانک میرے دل میں خیال آیا "یہ آخری موقع ہے کہ میں آپ سے ملاقات کر رہا ہوں۔ میں نے سمجھا کہ شاید میرے دن ختم ہو رہے ہیں۔ اسلئے آپ حضرت کو اپنے اس خدشہ سے واقف کیا۔ آپ نے میرے ہاتھ کو دبایا۔ جس سے میں نے سمجھ لیا۔ کہ بات کیا ہے

Marfat.com

اور مجھے اس راز کے ظاہر کرنے سے منع فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ایک مہینے کے بعد وصال فرمایا۔

مرغوب الاحباب کا مؤلف کہتا ہے۔ کہ میرے والد سے روایت ہے کہ وفات سے کچھ وقت پہلے آپ بار بار یہ شعر پڑھتے تھے۔

غنیمت داں دمے خود در گلستاں ۔ یہ غنیمت کا موقع ہے اور حقیقی شراب
کہ گل تا ہفتۂ دیگر بناشد ، اس باغ سے پی لو کیونکہ پھول دو سے
ہفتہ تک نہیں ہوگا۔

آپکو چیچک کی بیماری ہوئی۔ پورا بدن دانوں سے بھر گیا۔ جنکی حرارت سے پورا بدن آگ کی طرح جلنے لگا۔ اتنی تکلیف کے باوجود نہ کبھی کراہا اور نہ کبھی کوئی درد سے آہ و زاری کی۔ رب تعالےٰ کی رضا پر راضی رہ کر تمام درد تکلیف صبر سے برداشت کرتے رہے۔ وفات سے کچھ وقت پہلے ایک رات حضرت غوث عالم کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اپنے تمام خدمتگاروں کو کچھ وقت باہر جانے کا امر کیا۔ پھر خلوت میں حضرت غوث عالم کو آخری وصیت فرمائی۔ فرمایا کہ" اب جماعت آپ کے سپرد ہے۔ آپ ہی ان کے امام ہیں۔ اس پر حضرت غوث عالم نے فرمایا کہ آپ کے اور بھی کئی فرزند ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو اس عہدے کے لئے مقرر فرمادیں۔ اور مجھے مہربانی کر کے معاف کر دیں" آپ حضرت نے فرمایا۔ کہ "یہ معاملہ ہمارے دونوں کے اختیار سے باہر ہے، جنکو اللہ تعالیٰ ازل سے اس عہدے کے لئے

پیدا فرمایا ہے۔ انکو ہی یہ ذمہ داری دی جائے گی "۔ پھر دوبارہ حضرت غوث عالم نے عرض کیا۔ کہ میں اتنا علم نہیں جانتا ہوں، اسلئے مجھے آپ معاف کر دیں۔ تو بہت ہی بہت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ آج تم جیسا عالم پوری دنیا میں تلاش کرنے سے نہیں ملے گا۔ دل برداشتہ نہ ہو۔ جانور کو ذبح کرنا تو جانتے ہو۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ ذبح سے ارشاد دینے کا کام تمہارے لئے زیادہ آسان ہو گا "۔ آخر حضرت غوث عالم نے خلافت کی ذمہ داری قبول کی۔

آپ حضرت نے ربیع الآخر کی ۲۷ تاریخ ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء) میں مغرب اور عشاء کے نماز کے درمیان وصال فرمایا۔ آپکی عمر صرف اکتالیس (۴۱) برس تھی۔ سید میر نور علی فرماتے تھے۔ کہ ایک دن حضرت غوث عالم نے مجھے فرمایا کہ "آپ حضرت کے مقبرہ کا مصلّہ سیدھا دیکھنے میں نہیں آرہا ہے لیکن ادب سے کسی کو بھی ہمت نہیں ہو رہی ہے۔ کہ انکو درست کر دے آجاؤ ہم دونوں ملکر یہ کام کر دیں "۔ پھر ہم دونوں ملکر مقبرے کے اندر گئے۔ آپ جالی کے اندر جاکر مصلّہ کو کھینچ کر باہر نکالا۔ اس طرح کرنے سے ایک پانی کا چشمہ ابھر نے لگا۔ حضرت غوث عالم نے اپنی چادر مبارک کا ٹکڑا پانی سے تر کر کے مصلّہ سیدھا کر کے پوری جگہ پر رکھ دیا۔ میں نے یہ اسرار دیکھ کر عرض کیا کہ یہ مصلّے کے نیچے پانی کا چشمہ کہاں سے آیا؟ فرمایا کہ بیماری کے زہر کی حرارت جسکے بدلے میں آپ کو شہادت کا شراب چکھنا پڑا۔ اسکے عوض حق تعالےٰ نے کوثر کے چشمہ میں آپ پر یہ عنایت کی ہے "۔

Marfat.com

حضرت غوث عالم خواجہ محمد زمان ثانی قدس سرہ

حضرت غوث عالم کی ولادت ۱۱۹۹ ہجری (۸۴-۱۷۸۴ء) کے ماہ رمضان میں ہوئی۔ دن اور تاریخ صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا۔ حضرت سلطان الاولیاءؒ کے بزرگ اصحاب میں سے جو حضرت غوث عالم کے ولادت کے وقت زندہ تھے۔ ان سب کی ایک ہی رائے تھی۔ کہ ظاہر خواہ باطن میں شکل خواہ شبیہ میں حضرت غوث عالم بعینہٖ حضرت سلطان الاولیاء کے روح کے مجسم تھے۔ آپکی ولادت سے قبل حافظ ہدایت اللہ بار بار کہتے تھے کہ وصال سے کچھ عرصے پہلے حضرت سلطان الاولیاء نے مجھے دو بشارتیں دی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ ہم تمہاری زندگی میں واپس آئیں گے" اور دوسری یہ تھی کہ مرنے سے پہلے تجھ پر حقیقت احمدی واضح ہوگی"۔ لوگ کہتے تھے کہ "یہ ناشدنی ہے۔ کیونکہ جو انسان اس دنیا سے چلے گئے ہیں ان میں سے کوئی واپس نہیں ہوا ہے"۔ جواب میں حافظ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ "مجھے آپ حضرت کے فرمان پر کامل یقین ہے۔ آپ ضرور آئیں گے۔ جب حضرت غوث عالم تولد ہوئے اور آپ کا نام بھی دادا جان والا رکھا گیا۔ تو حافظ ہدایت اللہ نے کہا کہ الحمد للہ آپ کا ایک وعدہ تو پورا ہوا۔ اللہ میں امید ہے کہ آپ کا دوسرا سخن بھی پورا ہوگا"۔ اور اسی طرح ہی ہوا۔ سکرات کے وقت حافظ نے لوگوں کو بلا کر کہا۔ کہ آج آپ کا

Marfat.com

کیا ہوا دوسرا وعدہ بھی پورا ہوا" یشیخ سدھا نورؒ حضرت غوث عالم کی نسبت کہتے تھے۔ نام کا ایک جیسا ہونا عام ہے۔ اور بعض حالتوں میں حقیقت کی یکسانیت بھی ممکن ہے۔ لیکن ہر ایک انسان کا جسم علیحدہ ہے مگر حضرت غوث عالم اسم جسم اور حقیقت میں بعینہ ہی حضرت سلطان الاولیاء جیسے ہیں" مرغوب الاحباب کے مؤلف کے دادا کا بھی یہی خیال تھا۔ کہ حضرت سلطان الاولیاء اور حضرت غوث عالم کے درمیان ذرہ بھر بھی فرق نہیں ہے"

حضرت غوث عالم کے بچپن کے متعلق کئی روائتیں موجود ہیں۔ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بھی اپنے دادا بزرگوار کی طرح بپایہ الثنی ولی اللہ تھے۔ حضرت محبوب الصمد فرماتے تھے۔ کہ ایسے فرزند دنیا میں بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ بچپن ہی میں کرامتیں دکھائیں۔ جب مکتب میں پڑھتے تھے۔ تو اس زمانے میں ایک دفعہ ایک درویش نے شکایت کی۔ کہ گھاس کی کمی اور خشک سالی کے سبب میرے کئی جانور مر گئے ہیں" آپ کو بڑا رحم آیا درویش کو اطمینان دلا کر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھ کر فرمایا کہ یہ کاغذ مدرسہ کی فلاں دیوار پر لٹکا دو رتا کہ آسمان اس کو دیکھ کر بارش بھیجے۔ درویش نے یقین سے اس طرح جا کر کیا خدا کی قدرت دوپہر کے وقت زبردست بارش ہوئی۔ میر نور علی جو آپ حضرت کا بچپن کا ساتھی تھا۔ بتاتا تھا۔ ایک دن

میں آپ کے ساتھ جنگل کی سیر کر رہا تھا۔ کہ اچانک میرے ساتھ عجیب واقعہ رونما ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ کعبۃ اللہ آپ کا طواف کر رہا ہے۔ آپ پر بھی اس وقت ایک حیرت انگیز حالت طاری ہوئی ابھی کعبۃ اللہ نے تیسری دفعہ طواف کیا تو آپ نے آنکھ کھولی۔ میری طرف دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ "یہ تمام حضرت پیر خواجہ محبوب الصمد کے وارداتوں کا اثر ہے۔ کیونکہ طالبوں کے مطاف آپ ہی ہیں"۔ میر نور علی لکھنوی سے روایت ہے۔ کہ آپ ابھی سن بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ کہ ایک دن گرمی کے موسم میں دوپہر کو گرم کوٹ منگوا کر پہنا مجھے بڑا تعجب ہوا کیونکہ اس وقت سخت گرمی تھی۔ باتوں باتوں میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا آج فلاں ملک میں بہت زیادہ بارش ہو رہی تھی جس سے بہت ساری عمارتیں گر گئیں۔ ہم یہ واقعات دیکھ رہے تھے۔ جس سے ہمیں سردی محسوس ہونے لگی۔ اس لئے مجبوراً کوٹ پہننا پڑا۔

آپ کے والد بزرگوار آپ سے بہت محبت کرتے تھے ہمیشہ تعظیم سے "میاں حبیب" کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ اور انکو کسی بھی کام کی تکلیف نہیں دیتے تھے۔ شیخ پیرانہ جو حضرت محبوب الصمد کا خاص خدمتگار تھا۔ اس سے روایت ہے کہ کسی تنوتی سبب سے حضرت غوث عالم اپنے والد بزرگوار کی آخری بیماری میں تھوڑا عیادت کیلئے نہیں آیا کرتے تھے صرف ایک دفعہ آئے ان کو دیکھ کر حضرت محبوب الصمد کی روح کو راحت پہنچی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت غوث عالم کو لوٹا لانے کے لئے اشارہ کیا۔ جو انھوں نے لاکر سامنے

Marfat.com

حاضر کیا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا "بچے تمہاری ایک یہی خدمت قیامت تک کافی ہے۔"

حضرت محبوب الصمد کے وصال کے وقت حضرت غوث عالم کی عمر بمشکل ۱۵ برس تھی۔ شیخ محمدؒ ایک مجذوب درویش تھے جن کو غیب کی خبر ہوتی تھی کسی نے جاکر انکو سنایا کہ حضرت محبوب الصمد اس دنیا فانی سے منتقل ہو کر عالم بقا کی طرف چلے گئے ہیں۔ کہا اس طرح بالکل نہیں ہے۔ آپ کے چہرے پر صرف چیچک کے داغ نکلے ہیں۔ آپ جاکر روضہ شریف میں بیٹھے ہیں اور جن کے جیسے یعنی حضرت سلطان الاولیاء باہر نکل آئے ہیں۔

حضرت محبوب الصمد کی وصیت کے مطابق خلافت کی ذمہ داریاں حضرت غوث عالم کے سپرد کی گئیں۔ کچھ دنوں کے بعد ایک دن فجر نماز کے بعد آپ مسجد میں اصحابوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ خواجہ مومنؒ جو ایک مجذوب تھے۔ اچانک اندر چلے آئے اور بلند آواز سے پکارنے لگے۔ "اے دوستو حضرت سلطان الاولیاء نے مجھے ایک پیغام دیا تھا جس کو متوجہ ہو کر سنو آپ نے فرمایا تھا۔ میرے اولاد میں سے ایک شخص ایسا پیدا ہوگا۔ جسکا نام میرے جیسا ہوگا۔ جب وہ شخص ارشاد کی مسند پر بیٹھے گا تو تم اسی وقت تک زندہ ہوں گے۔ میری سے سب کو کہنا کہ اس مرد خدا کی بیعت کریں کبھی بھی ان کی مخالفت نہ کریں کیونکہ وہ حق اور باطل والوں کو پرکھنے والا ہوگا۔

آپ کو مسند پر بیٹھے ہوئے ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ ۱۲۰۹ھ ہجری

(سنہ ۱۸۰۴ء) میں احمد شاہ درانی کے پوتے شاہ شجاع نے سندھ پر حملہ کر دیا۔ پورا ملک اسکی لپیٹ میں آگیا۔ اور چاروں طرف لوٹ مار پھیل گئی۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ لوگ اپنے پرانے مکانات چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ لواری کے شہر کو بھی بڑا صدمہ پہنچا۔ آپ بھی مجبور ہو کر وطن کو الوداع کہہ کر قریب کے کسی علاقے میں جاکر رہنے لگے۔ مکان شریف کا پورا سامان بھی لوٹ لیا گیا۔ لیٹروں نے روضہ مبارک کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا۔ وہاں سے بھی سارا سامان لے کر چلے گئے۔ جب امن ہوا تو آپ وطن آئے۔ اس حادثے کے بعد آئندہ کی حفاظت کیلئے ایک حفاظتی دیوار فصیل بنوانا شروع کی۔ اسی وقت آپ کے پاس صرف دو روپے سونا تھا۔ لیکن اس کے باوجود کام کی ابتدا کی پھر ہر مہینے ہزار ہا روپے از خود آکر ملتے تھے۔ اور فصیل کا کام عمدہ طریقے سے چلتا رہا۔ ۱۲۲۶ ہجری (۱۸۱۱ء) میں فصیل بنکر تیار ہوئی۔ لیکن بعض حاسد لوگوں نے اس وقت کے حاکم میر غلام علی خان تالپور کو جاکر بتایا کہ آپ حضرت نے یہ فصیل انگریز گورنمنٹ کی شورش اور مالی امداد سے بنوائی ہے۔ میر صاحب کو بد گمانی ہوئی اور جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے فرزند کے لئے کچھ ریاست سے جاریجا قوم سے رشتہ بھی مانگا ہے تو اس کا گمان یقین میں بدل گیا کیونکہ اس وقت انگریز سرکار کی بیٹھک کچھ میں تھی۔ میر صاحب نے سمجھا کہ اس رشتہ کا تقاضا بھی انگریزوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ میر صاحب سے برداشت نہیں ہوسکا۔ اسلئے آپکو لکھا کہ فصیل کی دیوار گرادو حضرت

Marfat.com

غوث عالم نے جواب دیا کہ "آپ کو ہماری پہلے سے دعا خواہی کا علم ہوگا۔ ہم درویشوں نے جو اس کام میں ہاتھ ڈالا ہے۔ وہ صرف آپکی خیر خواہی کیلئے لیکن دیکھنے میں آرہا ہے۔ کہ بعض حاسد لوگوں کے کہنے میں آکر آپ ہم سے پہلے والے تعلقات توڑنا چاہتے ہیں۔ خیر ہم فقیروں کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے" لیکن اس جواب کا میر صاحب کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اپنے آدمی بھیج کر دیوار کو گرا کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ آپ بہت دل تنگ ہوئے اور فرمایا "افسوس میر صاحب ہم میں گمان کرتا ہے۔ کہ ہم انگریز سرکار سے ملے ہوئے ہیں ہم درویشوں پر فضول تہمت لگائی گئی ہے۔ میر صاحب خدا کا خوف بھی نہیں کرتا اللہ سے امید ہے۔ کہ یہی انگریز خود میروں کے گھروں میں سے نکلیں گے۔"

روایت ہے اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ایک دن ایک مجذوب اچانک میر غلام علی کے دربار میں آگیا۔ اور بلند آواز سے پکارنے لگا "اے بدنصیب انسان! تو نے ایک صاحب دل کی نسبت بدگمانی کی ہے۔ اور یہاں تک کے حد سے تجاوز کر گیا ہے۔ کہ انکی فصیل گرا دی۔ میر صاحب دب گیا۔ سر پر ہاتھ مار کر کہا کہ "تقدیر ایسی تھی مجذوب نے جواب دیا کہ جب کل تمہارے اولاد کو انگریز تنگ کریں گے تب بھی ایسے ہی کہو گے کہ تقدیر ایسی تھی۔ یہ الفاظ کہہ کر غائب ہو گیا۔ ایک دوسرا مجذوب ہوتا تھا جو بازار میں پھرتا رہتا تھا۔ اور جلدی جلدی عصا زمین پر مار کر کے میر صاحب کو بد دعائیں دیتا تھا کہ "یہ نامراد خدا کے بندوں کا مخالف ہوا ہے یہ حکومت کا چوغا جو اسکو پہنایا گیا ہے

Marfat.com

بلکل مدد نہیں کرے گا۔ یہ آخری دفعہ شکار کے لیئے جارہا ہے۔ جلدی خود بھی شکار ہو جائے گا۔ آخر ایسے ہی ہوا انگریز سرکار نے میروں سے حکومت چھین لی۔ مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے۔

چون خدا خواھد کہ پردہ کس درد۔ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کو رسوا کروں تو
میلش اندر طعنہ پاکان بود۔ اسکو ولی اللہ کی غیبت کرنے میں مبتلا کر دیتا ہے

اس واقعہ کے ایک سال بعد آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ ۱۲۲۸ ہجری (۱۸۱۲ء) میں عید الضحٰی سے تیاریاں کرنا شروع کیں۔ ذوالحج کی ۱۶ تاریخ کو جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد خواجہ عبداللطیف کو اپنا قائم مقام بنا کر خود سفر پہ روانہ ہوئے۔ بے انداز آدمی آکر اکٹھے ہوئے۔ جن سے شہر کے باہر رخصت ہو کر چالیس اصحابیوں کو ساتھ لے کر کچھ کا صحرا پار کر کے مانڈوی بندر پہ پہنچے وہاں سندھ کے کئی رئیس اور امیر جو آپ کے مرید تھے۔ وہ بھی آپ کے ساتھ حج کرنے کے ارادے سے آکر جمع ہوئے آپ کے ساتھ حاجیوں کی تعداد ایک سو سے بھی زیادہ ہو گئی۔ سامان وغیرہ خرید کر کے اللہ کے سہارے عرب میں چڑھ کر روانہ ہوتے کچھ دنوں کے بعد ایک بندرگاہ پہ پہنچے۔ جہاز کے معلم کو کسی کام سے وہاں کچھ دن ٹھہرنا پڑا لیکن آپ سے یہ دیر برداشت نہ ہو سکی اسلیئے سارے سامان اور لوگوں کے ساتھ ایک دوسرے جہاز میں جو جانے کے لئے تیار تھا روانہ ہوئے اسپر ایک ڈیرے نے عرض کی کہ قبلہ اگر دو چار دن بہت ہو گئی تو کچھ حرج نہیں۔ ایسے واقعہ ہوتے رہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اپنے مشائخوں کے مزار پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں لیکن آگے کا جو

خیال ہے جس کو برداشت کرنا مشکل ہے۔ یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں اس سے صد بار بہتر ہے کہ دوسرے جہاز میں سوار ہو کر جلد ہی منزل مقصود پر پہنچیں جب یمن کے مخہ بندر پر پہنچے۔ نوشہر کے کئی معزز آدمی آپ کے مرحبا کے لیے آکر جمع ہوئے۔ شیخ محمد عابد مدنی جو عربستان کا مشہور علامہ اور مفتی تھا۔ وہ بھی آپ کی زیارت کے لیے بندر پر منتظر کھڑا تھا۔ آپ نے اُن سے ملاقات کی اور بہت محبت کا اظہار کیا دو چار دن اُن کے پاس رہ کر ایسا فیض پہنچایا کہ وہ یک کر تعل ہو گیا پھر تو آپ کی بیعت کر کے مرید بنا اور ایک دفعہ خاص طور پر آپکی زیارت کے لیے نواری شریف میں آیا۔ بار بار کہتا تھا کہ میں نے پوری عمر آپ جیسا کامل انسان روئے زمین پر نہ دیکھا اور نہ سُنا"۔

آخر آپ جدہ پہنچے اس وقت ترکوں نے وہابیوں پر حملہ کر دیا تھا اسلئے سواری کا ملنا مشکل تھا۔ مجبوراً آپ پیدل مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ سات آدمی علی تھے۔ اور دو چار میل چلنے کے بعد سواری مل گئی۔ اتنے میں آپ کے دوسرے معتقد بھی آپہنچے۔ آپ گھوڑے پہ سوار ہو کر مکے پہنچے۔ شہر کے باہر گھوڑے سے اتر کر پیدل کعبے کی طرف آئے سعی کے مقام پہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کا یہ شعر بار بار پڑھتے رہے تھے۔

مفلسانہ آمدم در کوئے تو ۔ مفلسوں کی طرح آئے ہیں آپکی گلی میں
شیئاً للہ از جمال روئے تو ۔ اللہ کی قسم صرف تمہاری دیدار کے لیے

آپ جتنا وقت مکے میں تھے اتنا وقت اپنی شہرت سے کنارہ کرتے رہے اور لباس بھی اس ملک کے رواج کے مطابق پہنتے تھے خواجہ حافظ نے فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

لہ

در لباس اہل دنیا کار عقبیٰ مے کند
خرقۂ فقر است پنہاں در قبائے نقشبند

حرم شریف میں بھی صرف ایک دو خادم لیکر جاتے تھے اور درویشوں کو بھی اپنے پاس جمع ہونے سے منع فرماتے تھے۔ ایسے ہی گمنامی اختیار کرنے کے بعد بھی آپ کے چہرے کے نور سے اکثر حاجی سمجھتے تھے کہ آپ ہند کے سلطان ہیں۔

آپ زیادہ تر طواف بھی رات کو کرتے تھے دن کو دینی فرائض ادا کرنے کے بعد باقی پورا وقت سکوت میں بیٹھے رہتے تھے۔ ہمیشہ ایک ستون کو ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے۔ جب مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ تو عصر سے لیکر شام تک پیدل سفر کرتے تھے۔ مدینے میں پانچ ماہ تک قیام کیا۔ اکثر اوقات روضہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر مراقبے میں بیٹھے رہتے تھے۔ ماہ رمضان میں واپس مکے گئے کچھ وقت رہنے کے بعد واپس وطن کی طرف روانہ ہوئے سفر کے دوران زادراہ ختم ہو گیا۔ جب اصحابوں نے آپ سے اسکا ذکر کیا تو آپ نے تسلی دے کر فرمایا کہ "ہم فقیروں کا بوجھ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ وہ خود ہماری کفالت کریں گے"۔ خدا کی قدرت اگر اس دن ہی ایک آدمی نے ایک بڑی رقم لا کر پیش کی جس سے آخر تک خرچے کی کفالت ہوتی رہی آپ مکہ سے بیس ۲۰ رمضان ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۷ء) کو روانہ ہوئے۔ اور ماہ شوال کی ۱۲ تاریخ کو ساندری بندر سے گذرے وہاں سے پھر تین دن میں نواری شریف

لہ اہل دنیا کی لباس میں آخرۃ کا کام کرتا ہے۔ فقر کا خرقہ نقشبندی کے قبا میں چھپا۔

فرما ہوئے اور ہر طرف خوشی ہی خوشی پھیل گئی۔

۱۲۳۶ھ (۱۸۲۰ء) میں آپ کو ایک بڑا صدمہ پیش آیا آپکا جان جگر یار غار خواجہ عبداللطیف صغیر پندرہ شعبان کو دنیا ہی اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ بیماری سے کچھ دن پہلے آپ نے کہا تھا۔ کہ "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم دونوں بھائیوں میں سے ایک اس سال فوت ہوگا لیکن جس حالت میں سارے عالم کا مدار آپکے وجود شریف پر ہے اس صورت میں اللہ تعالےٰ کریں گے کہ آپ سلامت ہوں گے اور ہم اجازت دیتے" آپکی وفات کے وقت آپ حضرت غوث عالم سرہانے آکر کھڑے ہوئے اور پوچھا کیا حال ہے۔ جواب دیا کہ

من بجان گر فنا شدم چہ غم است۔ میں اگر مر گیا تو کیا ہوا کوئی فکر نہیں
غرض اندر میاں سلامت تو است۔ آپکی سلامتی تو مطلوب ہے

یہ شعر پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے مسکرایا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اب سیدھا کر کے سلا دو۔ ایسے ہی کیا گیا۔ تو وفات فرمائی۔ آپ حضرت اپنے برادر محترم کے غم اور ماتم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ایک اور بھاری تکلیف آکر نازل ہوئی۔ آپ کا پہلا فرزند خواجہ محمد سعید جن کی عمر ستر برس مشکل سے تھی چیچک کی وجہ سے دس رجب ۱۲۳۷ھ (۱۸۲۱ء) میں وصال فرمایا صاحبزادہ ایک گوہر یگانہ تھے۔ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ آپکی زبان اللہ کے پاس مقبول تھی جیسے کہتا تھا ویسے ہی ہوتا تھا۔ ابھی سات مہینے کے تھے کہ ایک دن سید میر نور علی لکھوی آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر حیرانی سے بیہوش ہو گئے۔

Marfat.com

جب ہوش میں آئے تو آپ حضرت نے فرمایا "صاجزادے کو کیسا پاتے ہو۔ جواب دیا۔ "ولایت کا نور پیشانی سے چمک رہا ہے بے شک ایک عجیب انسان دیکھنے میں آیا ہے۔ لیکن انکی عمر تھوڑی دیکھنے میں آتی ہے" حضرت نے فرمایا "پھر بھی سوچ کر دیکھو کہ صاجزادے کی عمر کتنی ہے؟ اسپر سید صاحب اٹھ کر روضۂ مبارک میں آئے یہاں کچھ وقت متوجہ ہو کر بیٹھے حضرت سلطان الاولیاء نے ایک دوسرا فرزند دیکھایا جو خواجہ محمد سعید سے عمر خواہ اقبال اور ولایت میں بہتر تھا۔ اس دوسرے فرزند کا نام خواجہ محمد حسن ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

مندرجہ بالا دونوں صدموں نے آپ کو پریشان کر دیا طبیعت کو آرام دینے کی خاطر کچھ دن جاکر رسول کریمؐ کے حضور میں رہنے کا ارادہ کیا۔ ۱۲۳۳ھ (۱۸۲۲ء) کے ماہ صفر میں دوسرے دفعہ حج کے سفر کے لئے روانہ ہوئے جب خیریت سے واپس پہنچے۔ تو ایک اور مصیبت نے منہ نکالا آپ کے نالائق بھائی جنھوں نے فقیروں کی بھی روش ترک کر کے دنیا سے دل لگایا تھا۔ یہ اب تک دبے ہوئے تھے۔ انھوں نے جو دیکھا کہ آپ کے رفیق اور مددگار خواجہ عبداللطیف صغیر اور خواجہ محمد سعید وفات کر گئے ہیں۔ تو لڑنا شروع کر دیا۔ ویسے کبھی آپ کو وقت بہ وقت ستاتے رہتے تھے لیکن اب تو حد سے بچاوز کر گئے۔ ایک دن دوپہر کے وقت آپ جیسے اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ دیسے یہ نامراد موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اندر چلے آئے اور آپ کو برا بھلا کہنے لگے آپ سکون اور صبر میں رہے پھر آپکو غصہ

Marfat.com

والوں کے ارادے سے آپ کی نعلین کو دیوار سے باہر پھینک دیا لیکن آپ نے حرف بھی نہیں بولا۔ اتنے میں خلیفہ گل محمد جو دوسرے کمرے میں بیمار ہوئے ہوئے تھے۔ شور سنکر دوڑتے ہوئے آئے اور نامرادوں کو کوسنے لگے۔ لیکن آپ نے فرمایا تم کچھ بھی نہ کہو جوان کا دل چاہے کرتے رہیں۔ کچھ وقت کے بعد آپ باہر گئے۔ تو یہ بھی آپ کے پیچھے ہو گئے۔ دو ر چار قدم اٹھا کر پیچھے کی طرف دیکھ کر فرمایا گم آپ منہ اوپر کر کے دیکھو آپ کہاں رہیں کہاں میرا نام خواہ نسبت وہی ہمارے حضرت والی ہے مگر آپ کے نام اور نسبت نہی انکے بھائیوں جیسی ہے پھر خلیفہ گل محمد کو فرمایا کہ دیکھو میرے والد محترم نے اپنے دانائی سے کس طرح نہ ہم بھائیوں پر ہر ایک کی نسبت کے مطابق نام رکھے ہیں۔ ورنہ نام تو اور بھی بہت تھے۔ حالانکہ بھائیوں نے آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں پھر بھی آپ نے کسی سے کوئی شکایت نہ کی اتنا یہ بات پوشیدہ فرماتے رہے۔ بھائی بھی گئے دن بدن خراب ہوتے۔ اور آخر میر کرم علی خان کو آپکے خلاف بھڑکایا۔ بعض دوستوں نے آپ سے بھی عرض کی کہ قبلہ آپ بھی عبیر صاحب کو لکھیں کہ طرف داری چھوڑ کر انصاف یا چشم پوشی کر کے خاموش رہے۔ لیکن آپ نے فرمایا مخالف لوگوں کی چال بازیوں اور حاکموں کے خرفتنوں سے جلا وطنی ہر حال میں بہتر ہے پھر اس دن پوری جماعت کو بھائیوں سے تمام تعلقات کا اسر کر کے وطن کو الوداع کہہ کر پھلواری شریف سے منتقل ہو کر دو چار میلوں کے فاصلہ پہ میر محمود خاں شہدادانی کی ایک جاگیر پہ جا کر رہنے لگے جسکا نام بھماڈھی تھا۔ اللہ کا کیا ہوا

کہ صرف تین مہینوں کے اندر میر کرم علی اور دوسرے ختم ہو گئے۔ آپ نے یہ سنکر کہا شاید ہمارے بڑوں کی خواہش نہیں ہے۔ کہ ہم اپنے مکان چھوڑ کر یہاں رہنے لگیں اعلیٰ حضرت نے حق تعالیٰ سے مانگا تھا کہ ہمارا یہ مکان قیامت تک معمور ہو اسکے علاوہ کنوئیں جو اس جگہ کھدائے تھے۔ ان کا پانی بھی کڑوا ہو گیا ہے۔ مجبوراً اپنے مکان پر واپس جانا ہے ورنہ درخت کے نیچے زندگی گذار کر اللہ کی طلب میں رہنا بھی فقیری ہے۔ آپ حضرت چھ مہینے کے بعد واپس آئے اس پر آپکے بھائی بہت ناراض ہوئے۔ پھر لوگوں کو کہنے لگے اب ہمارا اس شہر میں رہنا مشکل ہے۔ پھر تین چار دن کے بعد بہار کے قریب جا کر رہنے لگے وہاں سے بھی کئی بار ڈاکو اور لٹیروں کو لیکر آپ کو ستانے آئے لیکن آپ کا خدا نے بال بھی بیکا نہیں کیا۔ اور نہ ہی کبھی تکلیفیں دیں۔ وقت کے حاکموں سے ملکر آپ کے خلاف منصوبے بنائے گئے ہر ایک سے آپکی غیبت کی۔ حسد سے آپکی توہین اور ملامت کی، لیکن کچھ بھی حاصل نہیں ہوا اور اپنے دونوں جہان خراب کئے مولانا رومی نے فرمایا ہے۔

در شب مہتاب مہ را بر سماک ۔ چاندنی رات میں چاند کو آسمان پر
از سگان و عوعو ایشان چہ باک ۔ کتوں کے بھونکنے سے کیا ہوگا۔
سگ وظیفہ خود بجا می آورد ، کتا اپنا کام ادا کر رہا ہے
مہ وظیفہ خود برخ می گسترد ، اور چاند اپنی روشنی سے جہاں کو منور کر رہا ہے

آپ روزانہ فجر سے لیکر رات کے ابتدائی حصے تک اوطاق یا خانگاہ میں حاضر ہوتے تھے اس دوران صرف مقررہ اوقات پر اٹھتے تھے۔ اصحاب اور مرید آپکے

Marfat.com

گرو حلقہ بنائے تھے۔ مرغوب احباب کے مؤلف کا ایک معزز دوست جس کا واسطہ علم غیب سے تھا۔ بتاتا تھا کہ جب آپ آکر خانگاہ میں بیٹھتے تھے تو میں اپنے اندر کی آنکھ سے دیکھتا تھا۔ کہ فیض حاصل کرنے کیلئے عالم ارواح سے مجموع لگا رہتا تھا۔ آپ خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ کمال بن دلدار کہتا تھا کہ میں دو چار دفعہ آپکی زیارت کے لئے گیا۔ ہر بار کئی کئی دن آپکی صحبت میں صرف کئے۔ لیکن آپکی مبارک زبان سے ایک حرف بھی نہ سُنا۔ خواجہ عبداللطیف صغیر کے فرمودے کے مطابق آپ حضرت دکھاتے تو جَو تھے۔ لیکن فروخت گندم کرتے تھے۔ یعنی صحت کی حالت میں دوسرے شیخ اور مشائخوں کی طرح معرفت کے مسئلوں پر مشکل سے بحث کرتے تھے۔ الٹا اپنے آپ کو چھپاتے رہتے تھے۔ لیکن بیماری کی حالت میں بے اختیار بے بہا موتیوں کی بارش کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بیماری کے دوران حاضرین مجلس میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے پہلے بزرگوں میں سے اکثر سلوک کا راستہ مکمل کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ لیکن اس وقت کے دوستوں میں سے اکثر ایسے ہیں جنہوں نے خاطر خواہ ترقی نہیں کی ہے۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ مرید اپنے مرشد کے ہاتھ میں ہیں۔ مرشد کی مرضی کہ ہر ایک مرید کو اسکی لیاقت کے مطابق آہستہ آہستہ کمالیت کے درجہ پر پہنچائے۔ یا سب کو اپنے قلب میں سے غوطہ لا کر باہر نکالے اگر بعد والا راستہ اختیار کیا۔ تو پھر مرید کو سیر و سلوک کا کوئی احتیاج نہیں۔ جتنا مرشد کامل ہوگا۔ اتنا مرید کا سلوک بھی آسان ہوگا۔

Marfat.com

آپ ہمیشہ فقیروں کی خواہش کا خیال رکھتے تھے۔ فقیروں کو بھی آپکے مبارک چہرے دیکھنے سے ایک عجیب قسم کی فرحت ملتی تھی۔ آپ کا کلام خدا والوں کا کلام تھا۔ اور آپ کا سکوت خدا کے متلاشی لوگوں کی قوت تھی۔ آپکی ایک توجہ سے طالبوں کی سینکڑوں مشکلاتیں حل ہو جاتی تھیں۔ اصحابوں کے ہر حال میں حامی تھے۔ اور مشکل اوقات میں آکر مدد کرتے تھے۔ شیخ سعد اللہ کو گردے میں پتھری تھی جس کے درد سے بے حال ہو جاتا تھا۔ آپ کو اس پر رحم آگیا۔ ایک روحانی رمز بتائی جس کے ذریعہ جب کبھی درد ہوتا تھا۔ تو انہے آپ کو فنا اور بے خودی کے حال میں ضم کر دیتا تھا۔ اور اسطرح کرنے سے اپنے درد کو دفع کر دیا دیتا تھا۔ حضرت محبوب الصمد کا ایک اصحاب ہوتا تھا۔ جو سلوک کی راہ میں اٹک گیا خواجہ عبداللطیف صفیر کے کہنے پر جاکر حضرت کو عرض کیا کہ "قبلہ میری امداد کرو"۔ آپ نے ایک ہی توجہ سے جاکر عرش تک پہنچا دیا۔ آپکی ایسی عنایات کی بے شمار روائتیں موجود ہیں۔ جنکے بیان کو یہاں گنجائش نہیں۔

اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ آپ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ آپ کے مبارک چہرے پر اتنا نور اور رعب ہوتا تھا۔ کہ کسی کی بھی یہ ہمت نہیں تھی کہ آپ کے حضور میں زبان سے ایک حرف نکال سکے۔ اگر اتفاق سے آپ کچھ گفتگو فرماتے تو کسی کو یہ طاقت نہیں تھی۔ کہ اسکو رد کر دے بعض دفعہ لیکن بہت کم بار معرفت یا عارفوں کی باتیں سامنے آتی تھیں تو ایسے موقعہ پر دو چار کلمے فرماتے تھے۔ جن میں سے کچھ بیان کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

(۱) نقشبندی طریقے کے کچھ سالک اگرچہ ظاہری طور پر شریعت کے پکے پابند نہیں ہیں۔ پھر بھی ان میں سے اکثر نجات حاصل کرینگے۔ کیونکہ ان پر نیاز اور نیستی غالب ہے۔ جس طرح خواجہ حافظ نے فرمایا ہے کہ:

زاہد[1] غرور داشت وسلامت نبرد راہ
رند از سر نیاز بدار السلام رفت

(۲) جسطرح قطب نما کو کتنا بھی ہلایا جائے پھر بھی وہ قطب کی طرف ہی رہیگا۔ اسطرح مرید کو بھی پس وپیش اپنے پیر کی طرف مڑنا چاہیے۔

(۳) اگرچہ زیادہ طرح مرشد اپنے مریدوں کو اسم ذاتی میں مشغول رہنے کی ہدایت کرتے ہیں پھر بھی مرشد کی صورت مرید کیلئے حفاظتی قلعے کے مانند ہے۔ اگر مرید اپنے دل میں مرشد کی صورت کو پکارتا رہے گا تو طریقت کے خطرات سے بچ جائے گا۔

(۴) کتنے ہی مشائخوں نے خود کو اور اپنے مریدوں کو لوگوں سے چھپایا ہے۔ یہ روش تحسین کے قابل ہے۔

(۵) بعض مشائخوں نے اس دنیا میں حق تعالیٰ سے اپنے مطلب کیلئے کبھی بھی کوئی سوال نہیں کیا ہے۔ تاکہ آنے والے جہان میں مریدوں کیلئے انکی شفاعت قبول ہو۔

در آن روزیکہ کس کس نہ پرسد۔ اس دن جس دن کوئی پوچھنے والا نہ ہوگی
من از پیر مغان منت پذیرم۔ میں اپنے پیر مغاں سے مدد لونگا۔

(۶) انسان میں ایک ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ کہ جس کام میں کوول وجان

---

[1] زاہد تکبر کی سبب صراط مستقیم سے ہٹ گیا۔ ایک گنہگار نیاز کی بدولت دار السلام میں پہنچ گیا

سے ہاتھ ڈالتا ہے اسکو پایۂ تکمیل پر پہنچا کر ہی دم لیتا ہے۔

(۷) جب تک انسان کسی کام میں دل و جان سے کوشش نہیں کرتا تب تک اپنی مراد کو حاصل کر نہیں سکتا۔

سر شکستہ نیستی سر را مبند

جہد روزے چند کن باقی بخند

خواجہ عبداللطیفؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک ایک قول یا تو قرآن شریف کے آیات کے موافق ہوتا ہے۔ یا حدیث کے مطابق یا کسی مشہور مشائخ کے فرمودے کے مصداق۔ اتفاق سے آپ اصحابوں سے روحانی رموز کے متعلق بھی بات چیت کرتے تھے۔ ایک دن سید میر لعل علیؒ نے آپ سے پوچھا کہ "قبلہ! بعض مشائخوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مجلس میں سے بیٹھے بیٹھے غائب ہو کر دور کے ممالک سے جا کر نکلتے ہیں۔ ان کی کیا شرح ہے؟ آپ نے فرمایا ایک جگہ پر وہ اپنے آپ کو "لا" کے کلمے سے نفی کرکے دوسری جگہ پر وہ اپنے آپ کو "الا اللہ" کے کلمے سے اثبات کرتے ہیں" ایک سید محمد لاہوری جو حضرت محبوب الصمد کے مجذوب اصحابوں میں سے تھے۔ ایک دن آپ سے آکر کہا کہ "قبلہ! کئی دنوں سے میں اللہ تعالیٰ کو ایک خوبصورت حسین لڑکے کی صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ انکو لال شلوار پہنی ہوئی ہوتی ہے۔ بال لمبے ہوتے ہیں۔ اور سر پر دستار باندھی ہوئی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی میرے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسکے کیا معنی ہیں؟ فرمایا کہ یہ صورت بھی اللہ کے صفات کی ایک تجلی ہے۔ آپکی ذات اور آگے ہے۔ ہر قسم کی تجلی خواہ وہ ذات کا ہو یا صفات کا۔ ایک پردہ مثل ہے جس سے حق کا چہرہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس حال

Marfat.com

یہاں جاکر فنا اور نفی اختیار کرو"
از صفات ظلمت آسان است بیرون آمدن۔ صفات کے اندھیرے سے باہر آنا عاشقوں
سدراہ عاشقان را چوں حجاب نور نیست۔ کہ راستہ میں رکاوٹ حجاب نور کے
بغیر کوئی نہیں۔
کئی ہندو فیض کی طلب کے لئے آپکے پاس آتے تھے۔ سب سے پہلے آپ انکو پوشیدہ طور پر
"کلمہ شہادت" پڑھنے کی تلقین کرتے تھے۔ ایک دفعہ جیپور سے جوگیوں کا
ایک ٹولہ سیر کرتا ہوا ہندوستان سے آکر نکلا۔ وہاں انکی جماعت نے کسی شخص
سے آپکی تعریف سنی۔ دل میں ایک زبردست ہیجان برپا ہوا۔ کہ آپ کا دیدار
کروں۔ اسلئے رفیقوں کو وہاں چھوڑ کر دو خادم ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب
بدین پہنچا تو نوکروں کو وہاں چھوڑ کر خود اکیلا لواری شریف میں آیا۔ آپ نے
اسکو طریقت میں داخل کیا اور ایک نظر سے ہی لعل بنا دیا۔
آپ ظاہری خواہ باطنی علوم شریعت اور طریقت سے سجے ہوئے
تھے۔ شریعت پر ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ کبھی تل جتنا انحراف نہ کیا۔ روزانہ
جماعت کے ساتھ پانچوں وقت نماز ادا کرتے تھے۔ پورا دن مجلس میں بیدار
بیٹھے ہوتے تھے۔ بعض موقعوں پر آنکھیں بند تھے لیکن آپ کو کبھی بھی
نیند کا خمار معلوم نہیں ہوتا تھا۔
ایک ہی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے۔ اتفاق سے کسی بھی اعضاء کو ہلاتے
نہیں تھے۔ رات کے وقت بھی بہت تھوڑا سوتے تھے۔ اور نیند میں بھی بیدار
رہتے تھے کبھی بھی غافل ہو کر نہ سوئے۔ تھوڑا کھاتے تھے۔ وہ بھی مقررہ

Marfat.com

اوقات پر یعنی صبح اور شام کو کبھی کبھی اگر کوئی میوہ موجود ہوتا تھا تو وہ بھی کھاتے تھے۔ درویش عالی روایت کرتا تھا۔ کہ "ایک دن آپ کھانا کھا رہے تھے۔ اور میں مکھیوں کو ہٹا رہا تھا۔ دل میں خیال ہوا کہ آپ اور کچھ زیادہ کھائیں تو بہت ہے۔ اسی وقت میرے دل کی بات کو جان لیا۔ اسلئے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ "اتنا بھی ہم ہی کھاتے ہیں۔ ہمارے خواجہ صاحب اسکا آدھا مشکل سے کھاتے تھے۔ اس کے باوجود وہ توانا رہتے تھے۔ عارفوں کا کھانا ہی اور ہے۔ بڑے بڑے مشائخ کم کھاتے تھے۔ کم سوتے تھے اور کم بولتے تھے"۔

آپ کسی بھی بنی آدم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور نہ کوئی کسی میں طمع رکھتے تھے۔ کبھی بھی کسی بات کے لئے وقت کے حاکموں سے کچھ طلب نہیں کیا۔ اور نہ کسی قسم کی ان کے ساتھ دوستی رکھی۔ بلکہ ان سے خط و کتابت کا بھی راستہ نہیں رکھا۔ اگر کوئی امیر یا حاکم زیارت کے لئے آتا تھا۔ تو آپ اسکی ہر طرح خاطر داری کرتے تھے۔ آپ حلم و حیا لطف و سخا کے دریا تھے۔ حافظ ملوک روایت کرتا تھا۔ کہ ایک دن میں حضور میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ آپ کے ایک دوست نے پیغام بھیجا۔ کہ "مجھے پانچ سو روپیوں کی سخت ضرورت ہے۔ اگر بھیج سکو تو عین احسان"! آپ نے فوراً پیسے بھیج دیئے۔ پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ "یہ رقم ہمارے پاس کئی دنوں سے پڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے خرچ

لہ۔ پھر طریقت میں داخل کرتے تھے۔

کرنے کی بالکل ضرورت نہ ہوئی۔ دل میں آیا کہ اس میں کوئی حکمت ہے۔ اب جب اس نے یہ رقم مانگی تو سمجھتے ہیں کہ یہ ان کے نصیب میں تھی۔ خواجہ عبداللطیف صغیر کہتا تھا کہ آپ کی جو بھی آمدنی ہوتی تھی اسکو بیت المال سمجھتے تھے اور اس سے غرباء کی امداد کرتے تھے ایک دفعہ ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی جس کا خاوند حضرت سلطان الاولیاء کا مرید تھا۔ آکر کہا کہ "قبلہ! اس مسکین کے لڑکے حاکم کے پاس قید ہو گئے ہیں۔ جس نے ان کے اوپر دو ہزار روپے جرمانہ رکھا ہے۔ میرے پاس ایک ٹکے کا سکہ بھی نہیں۔ آپکے رحم کا دریا جنبش میں آگیا۔ ایک درویش کو حکم کیا کہ "دو ہزار روپے لے کر اس عورت کے ساتھ جاکر اس کے لڑکے آزاد کروا دو" عورت دعائیں کرتی ہوئی لڑکے کو آزاد کرا کے آئی۔ آپکا دل آئینہ کی طرح تھا۔ جس میں سے غیب کے راز از خود معلوم ہوتے تھے۔ انکی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) سید میر نور علی کا ایک دوست تھا جسکو طریقت میں داخل ہونے کی خواہش ہوئی۔ اسنے سید صاحب سے تلقین لے کر مراد پوری کی۔ کم و بیش ترقی کر کے سید صاحب سے رخصت لے کر مرشد کی طرف چلا گیا۔ کئی دنوں کے بعد سید صاحب آپکے حضور میں بیٹھا ہوا تھا۔ ویسے ہی اس شخص کی یاد آئی آپ سے عرض کی" کہ قبلہ! توجہ کر کے دیکھو کہ وہ شخص اب کس منزل پر ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ وہ اس وقت کابل میں ہے۔ جو کچھ تم نے اسکو سکھایا تھا وہ سب کچھ بھلا دیا ہے"

(۲) سید میر نور علی سے روایت ہے کہ "ایک دفعہ جب میں آپکی زیارت کیلئے ہو

اپنے گاؤں سے آرہا تھا۔ کئی مریدوں اور مخلصوں نے آپکے لئے مجھے نذرانے دیئے اور ہر ایک نے اپنی خواہش کے پورے ہونے کیلئے۔ آپ حضرت سے دعا مانگنے کیلئے مجھے تاکید کی۔ پہنچتے ہی سب کے نذرانے پیش کئے اور ایک ایک کا نام اور اس کی منشاء کا اظہار کرنے لگا۔ لیکن آپ نے مجھے منع کی۔ اور فرمایا کہ ہمیں ان کے نام اور خواہشوں کا علم ہے۔ اس پر میں نے البتہ گستاخی کرتے ہوئے کہا "پھر بھی میں تو اپنا فرض ادا کروں گا"۔ آپ نے مسکرا کر ہر ایک کا نام اور اسکی منشاء سنا دیئے گئے۔

(۳) آپ کے مریدوں سے اگر کوئی مرید آخرت کے سفر پر جانے والا ہوتا تو آپ اس سے اسکی عمر معلوم کرتے اور پھر اسے موت کے متعلق کوئی نہ کوئی اشارہ دیتے۔ ایک دفعہ سید عالم شاہ لاہوری جو آپ کا مرید تھا دیوا شریف کی درگاہ پر آکر سخت بیمار ہوا اس کے زندہ رہنے کا بالکل امکان نہیں تھا۔ آپکے کارپردازوں کو ایک بڑی رقم دیکر وصیت کی کہ یہ رقم میری وفات کے بعد خانقاہ کے درویشوں پر خرچ کرنا جب یہ آپکو معلوم ہوا تو فرمایا کہ "سید صاحب کی امانت حفاظت سے رکھدو کیونکہ اسکے مرنے میں ابھی کافی دن پڑے ہوئے ہیں"۔ سید صاحب اس سخت بیماری سے تندرست ہو گئے۔ اور کئی سال تک زندہ رہے آپکی کرامات کا ذکر بیان سے باہر ہے۔ خود آپ کا وجود مسعود ایک بڑی کرامت تھی جس کے دیکھنے سے سب مشکلیں آسان ہو جاتی تھیں۔ آپ کے بچپن کی کرامتوں کا ذکر پہلے ہی کیا گیا ہے۔ اس جگہ صرف دو اور کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

(۱) جب خواجہ محمد سعید کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ تو آپ نے پورا سامان منگوا کر رکھ لیا تھا۔ لیکن لوگ اتنے زیادہ آئے۔ کہ کام کرنے والے فکر میں پڑ گئے کہ یہ پورا سامان کم پڑ جائے گا۔ اسلئے آپ سے جا کر ذکر کیا۔ آپ نے انگوٹھی دیکر فرمایا۔ کہ آپ کوئی فکر نہ کریں از خود برکت ہوگی۔ لوگ چیونٹیوں کی طرح آکر جمع ہو گئے۔ لیکن سامان میں اتنی برکت ہوئی۔ کہ ان سب لوگوں نے کئی دن تک کھانا کھایا پھر بھی بہت سارا سامان بچ گیا۔

(۲) میر محمود بہرام شہدادانی تالپور کی بیوی اچانک خناق کی بیماری میں مبتلا ہو گئی۔ سارے نا امید ہو گئے۔ عورت نے بھی موت کو قریب دیکھ کر خاوند اور بچوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا۔ کہ میری بڑی لڑکی شادی کے قابل ہے۔ اسکی ہر طرح حفاظت کرنا میر محمود بہرام نے یہ حالت دیکھ کر حضرت غوث عالم کو پکارنا شروع کیا۔ آپ پکار سنکر وہاں وارد ہوئے اور میر محمود کو فرمایا۔ بچی کا تمہیں کوئی خیال کرنا نہیں چاہیئے۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ میر محمود نے یہ عجب دیکھ کر اپنی بیوی سے کہا "اب فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دیکھو خود آپ حضرت کھڑے ہیں۔ ان کا اس طرح کہنا اور آپ کا غائب ہونا۔ لیکن پورے خاندان کو تسلی ہوئی۔ کہ اب خیریت ہوگی اور اسی طرح ہی ہوا عورت موت کے پنجے سے بچ گئی۔

۱۲۴۶ھ ہجری (۱۸۳۰ء) کے ماہ رمضان میں آپ بیماری کے سبب بستر داخل ہوئے جس سے پھر نہ اٹھے۔ اس سے پانچ سال پہلے ہی آپ کو

Marfat.com

کو وصال کا الہام آیا تھا۔ اس لئے اس وقت بھی موسم بہار کی طرح بالکل خوش و تیار بیٹھے تھے یہاں تک کہ کفن دفن کا بھی پورا سامان تیار کروا کر رکھا تھا۔ لیکن اللہ پاک نے مہلت دی۔ اور ملک الموت کا بلاوا ٹل گیا اس دفعہ بھی آپ وصال کے منتظر تھے۔ ایک دن کسی نے آکر بتایا کہ "پیر صاحب صبغۃ اللہ شاہ وفات کر گیا ہے۔ انتقال سے تھوڑا سا پہلے پوری جماعت کو بلا کر انکو اپنے لڑکے کے سپرد کیا۔ اور پورا مال متاع اہل وعیال میں تقسیم کر کے پھر وفات کی"۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر فرمایا کہ ہم اپنے تمام کام خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ اور آخری وقت بھی خدا کی یاد گیری میں صرف کریں گے۔ اس واقعہ کے بعد پھر جلدی اپنے فرزندارجمند خواجہ محمد حسن کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ شیخ عالی جو اس وقت حاضر تھا۔ اسکو اندیشہ ہوا کہ صاحبزادہ ابھی گیارہ برس کا بچہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے بھائی فساد کے لئے کمربستہ ہیں۔ اس لئے معلوم نہیں کیا ہوگا۔ آپ نے ایکدم اس خیال کو سمجھ کر فرمایا کہ "کیسے خیال اور خطرے کر رہے ہو۔ جب بھی کوئی کامل انسان چاہتا ہے کہ میں اپنی امانت کسی اور کے حوالے کر دوں۔ تو وہ اپنے استاد کی رضامندی کے لئے متوجہ ہوتا ہے اس کا استاد پھر اپنے استاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح کرتے کرتے پیغمبر صلعم تک بات پہنچتی ہے۔ وہاں سے حق تعالیٰ کی پاک ذات کی طرف متوجہ ہو کر قبولیت حاصل کی جاتی ہے۔ اب جسکو خود حق تعالیٰ نے قبول کیا ہو اور جس کو سب خواجگان کی ارواحوں کی پشت پناہی حاصل ہو۔ اسکو خوف اور خطرہ

Marfat.com

کس طرح لاحق ہوسکتا ہے۔ مولانا رومی نے وفات کے وقت اپنے اصحابوں کو فرمایا تھا کہ "میری رحلت کے بعد غمزدہ نہ ہونا" منصور حلاج وفات سے تین صد بال بعد میں بھی آکر شیخ فرید الدین کی روح پر تجلی کی اور اسکا مرشد بنا۔ اسلئے آپ بھی ہر حال میں مجھے ساتھ رہنا میری یادگیری کرتے رہنا۔ میں ہر لباس میں آپکی حمایت کرتا آؤں گا۔ کیونکہ اس جہان سے میرے دو طرح کے تعلقات ہیں۔ ایک میرے بدن سے اور دوسرا آپ سے موت کے بعد بدنی تعلق اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔

بیماری کی حالت میں ایکدن فرمایا کہ "تعجب ہے کہ ہمارے مخالف ہم سے اتنی زیادتی اور ظلم کرتے ہیں۔ پھر بھی ہر ایک کے سامنے شکایتیں کرتے ہیں۔ سننے والے سمجھتے ہوں گے کہ ہمارے مخالف سچ کہتے ہیں۔ جسطرح ہم صبر کرتے ہیں ویسے ہی وہ اوپر چڑھتے جا رہے ہیں۔ لوگ اس وقت انکی چال بازیوں کو نہیں سمجھیں گے۔ جب تک انہوں نے ہمارے فقیروں کو مارا نہیں ہے۔ شاید پھر کچھ معلوم ہو۔ اور پھر شاید ان سے منہ موڑ کر سیدھے راستے پر چل کر کے نجات حاصل کریں" اور ایک دفعہ بے اختیار ہو کر فرمایا "کر خون ریزی ہونے والی ہے۔ لیکن ہمارے ہوتے ہوئے ہو تو اچھا ہے"۔ اس پیشن گوئی کے بعد جلد ہی ایک رات اچانک آپکی مبارک زبان سے بغیر کسی ظاہری سبب کے یہ الفاظ نکلے "اے خدا خیر کرنا" پھر تین بار توجہ کا کلمہ پڑھکر فرمایا کہ "انصرت بیدک تفعل ما تشاء" اس وقت اس راز

ل نعم تمہارے ہاتھ میں ہے تو جیسا چاہے ویسا کر سکتے ہو۔

Marfat.com

کا کسی کو کبھی علم نہیں ہوا۔

محرم کی ۱۲ تاریخ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۱ء) میں آپ کے نالائق بھائی۔ بدمعاشوں کا ایک بڑا ٹولا لیکر مسلح ہو کر آدھی رات کو آکر نکلے سیڑھیوں کے ساتھ قلعہ کی شمال والی دیوار کو دکر اندر آگئے۔ دو تین درویشوں کو قتل کیا گیا، ایک کو زخمی کر دیا۔ باقی جو رہ گئے انکو چادروں سے باندھ کر ایک کونے میں بٹھا کر لوٹنا شروع کر دیا۔ آپ نے یہ شور سنکر دریافت فرمایا کہ کیا مصیبت نازل ہوئی ہے؟ جب پوری حقیقت معلوم ہوئی۔ تو فرمایا" مجھے سیدھا کر کے بٹھاؤ آپکو تکیہ کے سہارے بٹھایا گیا۔ پھر حکم کیا کہ صاحبزادے کو میرے پاس لے کر آؤ۔ صاحبزادہ کو آپ کے ساتھ بٹھایا گیا۔ پانچ درویش آپ کے چاروں طرف حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے اتنے میں ایک نے پکار کر کے کہا۔ کہ وہ دیکھو سیڑھیوں کے ذریعے وہ بیٹھک کے فلاں دیوار سے کود رہے ہیں۔ ان پانچ درویشوں میں سے دو کے پاس تلواریں تھیں۔ آپ نے فرمایا خوف نہ کریں بتحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن ایک درویش نے پریشانی سے ہائے ہائے کرنا شروع کیا۔ اس پر آپ نے اسکی طرف دیکھ کر فرمایا" اطمینان رکھو ہماری فتح ہے۔ جب میں اکیلا تھا۔ تب بھی انکو ہمت نہ ہوئی کہ اس طرف آئیں اب ہم دو شیر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسلئے ان کی کیا مجال کہ کچھ کر سکیں یہ طلوع نکلتے ہی دیکھنا کہ ہم کس طرح انکو[1] دھکیل کر باہر نکال دیتے ہیں۔ اسی طرح ہوا

---

[1] داڑھیوں سے پکڑ کر

فجر کے وقت مددگار آ گئے۔ جن کو دیکھ کر سارے بدمعاش بھاگ گئے آپ نے خدا کا شکر ادا کر کے فرمایا کہ "الحمد للہ! ہم مظلوم ہی ہوئے نہ کہ ظالم! ہماری طرف سے انکے ایک بھی آدمی کو زخم نہیں پہنچا۔ لیکن ہمارے کئی درویش شہید یا زخمی ہو گئے۔

اس حادثہ کے بعد شیخ عالی نے دل کے درد سے آپکو عرض کیا کہ "قبلہ! یہ وقت اپنے جانے کا نہیں ہے۔ تقدیر کو ٹھہرانا بھی آپ کے ہی طاقت میں ہے۔ جب تک صاحبزادہ کچھ بڑا ہو۔ تب تک اس جہان سے رحلت کو مہمل فرمائیں۔

آپ نے جواب دیا، یہ جہان فانی ہے۔ پہلے یا بعد میں جانا تو ضروری ہے۔ اگرچہ سچا مسلمان تقدیر کو بدل بھی سکتا ہے۔ پھر بھی دنیاوی مقاصد کے لئے اسطرح کرنا نہیں چاہیے۔ اگر صاحبزادہ صغیر ہے تو کیا ہے چھوٹے خواہ بڑوں کا پالنے والا اللہ تعالےٰ خود ہے۔ مولانا رومی نے فرمایا ہے۔

دل تنگی نو از دل سخاوگی برین عالم است۔ بترا دل تنگ ہونا صرف اس دنیا سے ہر دمے کہ آزاد مشوی ہر مزہ کہ عشق دا تی۔ جسوقت تو آزاد ہو گا پر مزہ آئیگا۔

گر زدست تو بے کند اجلم۔ " فدر ضینا بما جراء قلماً"

ایک بار فرمایا کہ تکلیفیں اللہ تعالی خود دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ صبر سے برداشت کرو۔ ایک دن فرمایا کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت علی مرتضیٰ ہمارے پاس آئے اور ہمیں کئی ایک خوشخبریاں دیں" وفات سے دو ہفتے پہلے فرمایا کہ" کافی وقت سے اپنے بڑوں کی زیارت نہیں کی ہے۔ انکی ایک زیارت

Marfat.com

لاکھوں کے برابر ہے۔ پھر ڈولی میں چڑھ کر زیارت کیلئے گئے۔ گھنٹہ بھر وہاں بیٹھنے کے بعد واپس آئے پھر فرمایا کہ مولوی جلال الدین کہہ رہا ہے کہ دوست! مجھے اسطرف کھینچ رہے ہیں۔ اور مولانا شمس الدین اس طرف کھینچ رہا ہے یا قوم اجیبوا داعی اللّٰہ۔ (اے قوم قبول کرو اللہ کے داعی کو۔

ماہ صفر کی ۱۶ تاریخ سنہ ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) میں یعنی وفات سے ایک دن پہلے وصیت کی کہ ”حافظ سعد اللّٰہ کو کہنا کہ مجھے غسل دے اور میری قبر خواجہ کلاں قدس سرہٗ کے قبر کے مشرق کی طرف کرنا۔ پھر قبر جتنی گہری کھدوسکو اتنا بہتر ہے۔ حافظ سعد اللّٰہ قاری تھا۔ اور آپ کا مرید تھا۔ رمضان شریف میں ہمیشہ قرآن کا ختم آپ حضرت ہمیشہ ان کے پیچھے پڑھتے تھے۔ لیکن وہ اس دن آپ سے دو دن کے فاصلے پر گیا ہوا تھا۔ آپ حضرت نے غیب کے ذریعہ اسکو اپنی وصیت کی اطلاع دی تھی۔ آپ نے دوسرے دن یعنی ۱۷ تاریخ جمعرات کی رات کو سورج غروب ہونے کے وقت وصال فرمایا۔ حافظ سعد اللّٰہ بھی اچانک آکر حاضر ہوا۔ آپ کے مبارک جسم کو غسل دے کر مشرف ہوا۔

ہ

Marfat.com

حضرت شاہ مدنی خواجہ محمد حسن قدس سرہ

حضرت شاہ مدنی پانچ محرم ۱۲۳۵ھ ۱۸۱۹ء بہیر کے دن تولد ہوئے۔ آپکے والد محترم اور بعض خاص اصحابوں کو وقت بوقت الہام کے ذریعے بشارتیں ملی تھیں۔ کہ "شاہ مدنی نہ صرف زمانے کے یگانہ گوہر بنیں گے لیکن قطب کے ستارے کی طرح آپکی روحانی روشنی عام وخاص کو فیض پہنچائے گی" بچپن سے آپکا دلی رجحان "لا مکان" طرف تھا۔ دنیا اور ماسوا سے بالکل بے تعلق تھے۔ ظاہری علم کی تحصیل کا بھی زیادہ شوق نہیں تھا۔ ابتدا میں حضرت غوث عالم آپ کو علم حاصل کرنے کی تاکید کرتے تھے۔ لیکن پھر ایک واقعہ کے بعد آپ نے علوم کے حصول کیلئے کہنا چھوڑ دیا۔ ایک دن پیغمبر صلعم نے خواب میں فرمایا کہ "بچے کی تعلیم کا بالکل فکر نہ کرو۔ اسے ہمارے حوالے کردو۔ ہم خود ہی اس کو علم مدنی کے دریا سے سیراب کر دیں گے۔

حضرت شاہ مدنی کی عمر ابھی نو برس تھی۔ کہ ایک رات دو فرشتوں نے آپکے والد محترم کو اپنے ساتھ لے جاکر خدا تعالے کے دربار میں رجوع کیا۔ وہاں سے خطاب ہوا "ہم نے آپ کو اس لئے بلایا ہے۔ کہ تجھے امر کریں۔ کہ جاکر اپنے فرزند کو اپنا قائم مقام بناؤ" اس خطاب کے دو سال بعد آپ کے والد بزرگوار نے وصال فرمایا۔ لیکن آپ نے اس

Marfat.com

سے پہلے خدائی امر کے مطابق اپنی زندگی ہی میں صاحبزادہ کو خلافت کی مسند پر بٹھا کر جماعت کو انکی بعیت کرنے کے لئے کہا۔ اور فرمایا کہ "ہر وہ شخص جو اس صاحبزادے کی بعیت کریگا۔ قیامت کے دن میں اسکی مدد کروں گا"۔ پوری جماعت نے دل و جان سے آپ کے حکم کی بجاآوری کی۔ اس وقت صاحبزادہ کی عمر گیارہ سال تھی۔ لیکن آپ طریقت کے تمام لیاقتوں اور فضیلتوں سے معمور تھے۔ اس نقطہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ "مسند نشین ہونے کے کچھ عرصہ بعد میں جسے قیلولہ کے تیاری میں تھا۔ اچانک میرے دل میں کچھ دنیاوی خیال اور خطرے پیدا ہوئے۔ حضرت غوث عالم اس وقت قریب والے کمرے میں سوئے ہوئے تھے۔" آپ کو میرے خیال غیبی طور پر معلوم ہو گئے۔ مجھے بلا کر فرمایا کہ "ہم آپ کو کافی مدت سے اس جہان کے تعلقات سے باہر نکالتے رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک آپ ان کو اپنے دل میں وارد ہونے دیتے رہیں۔ ہم تجھے پھر ایک بار تاکید کرتے ہیں۔ کہ آئندہ دنیا کے خیال دل میں بلکل نہ لانا"۔

آپکی طرز زندگی پیغمبر صلعم جیسی تھی۔ فرض خواہ سنت پر ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتے تھے۔ نوافل کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ رات کو بلکل کم سوتے۔ موسم گرما میں دو گھنٹے اور موسم سرما میں تین گھنٹے۔ رمضان مبارک میں تو پوری پوری رات عبادت میں بسر کرتے خاص طور میں آخری دس دنوں میں پورا وقت عبادت اور مراقبہ میں صرف کرتے تھے۔ روزانہ آدھی رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتے۔ تہجد

Marfat.com

کو ادا کرنے کے بعد مراقبے میں بیٹھے رہتے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ مسجد میں چلے آتے یہاں فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک درویشوں کے ساتھ مراقبے کے حلقے میں بیٹھ جاتے وہاں سے فارغ ہوتے تو مریدوں کو جمع کر کے ارشاد کرتے پھر آ کر بیٹھک میں بیٹھتے تھے۔ یہاں قرآن شریف کی تلاوت اور نفل پڑھکر عام مجلس کو وعظ اور نصیحت فرماتے تھے۔ جب اس مشغولی سے فارغ ہوتے تھے۔ تو حویلی میں جا کر ناشتہ کرتے تھے۔ کھانا بلکل کم کھاتے۔ ظہر کے بعد واپس بیٹھک میں آتے .... یہاں تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر مسجد میں ظہر کی نماز ادا کر کے واپس بیٹھک میں آتے یہاں دور دور سے عالم اور فاضل جمع ہوتے تھے۔ انھوں سے عصر کی نماز کی اذان تک مجلس فرماتے حدیث، فقہ اور تصوف کے باریک نقاط پر روشنی ڈالتے اور طالبوں کے تمام شکوک و شبہات کو دور فرماتے۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد سعید پر حدیث پڑھکر سنانے کی ذمہ واری تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ جب دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک نہیں سنتے۔ اس دن ہمیں سکون نہیں آتا۔" مجلس برخاست ہونے کے بعد عصر نماز مسجد میں ادا کرتے اور پھر مراقبے میں مشغول ہو جاتے تھے یہاں تک کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ نماز مغرب مسجد میں ادا کر کے حویلی کی طرف آتے۔ یہاں کھانا کھا کر واپس بیٹھک میں آتے۔ عشاء کی نماز مسجد میں ادا کرتے جسکے بعد تھوڑی دیر کے لیے بیٹھک میں آ کر مراقبہ

Marfat.com

کرتے تھے۔ یہاں سے دیر سے حویلی میں جاکر سوتے تھے۔

آپ کے ملفوظات کا دریا عمیق ہے۔ جن میں معرفت کے موتی سموئے ہوئے ہیں۔ جو عام سمجھ والے انسان کی فہم سے بلند ہیں۔ فقط صاحب دل انکو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن چند آسان سخن اور نقطے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) عشق خالص دکھ ہے مگر دکھ کے سوائے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ جس طرح اللہ کے رسول نے فرمایا ہے۔ "دکھ دائمی ہے۔ دکھ کی طلب کرو، دکھ سے اپنے دل کو سجاؤ۔"

(۲) کروڑوں میں سے چند ہیں جنھوں نے اسم ذاتی سے ترقی کر کے صفات اور شان کی منازل طے کر کے اللہ کی ذات کو پہنچے ہیں۔ لیکن جو اسماء امکانی کے لئے جوڑتے تفصیل کرتے ہیں۔ ایسے دنیا میں بہت سارے ہیں۔

(۳) طالب کو کبھی بھی مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ "اے فاسقوں کی قوم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔" مایوسی کو شیطانی وسوسہ سمجھنا چاہیئے۔ طالب کو بغیر کسی مایوسی کے رات دن ذکر و فکر میں مشغول رہنا چاہیئے۔ لیکن اس مشغولی کا خدشہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ خدشہ جیسی خطرناک چیز اور مشکل سے ملے گی۔

(۴) خبردار! اگر کسی بزرگ اور ولی اللہ کے بارے میں بدظنی نہ کرنا اگر اس طرح کرو گے۔ تو اپنے قلب کو کالا کرو گے۔

(۵) پیر کی بیعت چار اقسام کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جس میں مرید کسی صاحب دل کا ہاتھ لے کر اپنے گناہوں پر افسوس کرے۔ لیکن شرط کے

Marfat.com

ساتھ کہ آئندہ کبھی بھی کبیرہ یعنی بڑا گناہ نہیں کریگا۔ اور صغیرہ یعنی چھوٹے گناہوں سے بھی پرہیز کرے گا۔ اتفاق سے اگر کوئی صغیرہ ہوجائے تو اسکے بدلے میں اسکو اچھے کام کرنے چاہئیں۔ دوسری بیعت وہ ہے جسمیں مرید اپنے مرشد کے خاندان کے تعلق سے از خود ان بشارتوں میں حصہ دار ہوجاتا ہے۔ جو اسکے مرشد کے خاندان کیلئے خاص طور پر نازل ہوئی ہوں۔ مثال کے طور پر جب حضرت خواجہ مجدد کو بشارت ملی "غفرت لک ولمن توسل بک الی یوم القیامۃ" یعنی قیامت کے دن تک خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیرے تعلق والوں کو بخش دیا ہے۔ اس بشارت میں آپ کے تمام مرید حصہ دار بن چکے۔ تیسری بیعت وہ ہے جسمیں مرید اپنے مرشد کی خاندانی کمائیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ پہلے اپنے آپ کو شریعت پر ثابت قدم رکھے پھر ذکر اور فکر میں مستغرق ہوجائے۔ چوتھی بیعت وہ ہے جسکے ذریعے کچھ بے اعتقاد اور منکر اپنے آپ کو طریقت میں داخل کراتے ہیں۔ اس خوف سے کہ اگر مرشد نہ لیں گے۔ کہ شاید شیطانی پنجے میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ "من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان" اگرچہ ایسے لوگوں کو طریقت میں داخل کرنا نہیں چاہیئے۔ لیکن پھر بھی اکابر مشائخوں نے اجازت دی ہے۔ کہ شاید ایسے بھی صراط المستقیم پر چل پڑیں۔

Marfat.com

۶۔ بعض مرید اپنے مرشد کے حضور میں آکر عرض کرتے ہیں۔ کہ دعا فرمائیں کہ روحانی ترقی کرتے رہیں۔ پھر ان کے دل میں یہ خدشہ ہوتا ہے۔ کہ ہم نے تو عرض کیا۔ اب قبول بھی ہوگا یا نہیں ایسا خیال اور وسوسہ رکھنا طریقت کی بے ادبی کرنی ہے۔

۷۔ اولیاء اللہ کے خواب عین حقیقت ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگوں کے خواب بعض دفعہ سچے اور بعض دفعہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر طالب کو کوئی بھی بزرگ خواب میں کسی کام کرنے کا امر کرے تو طالب کو پہلے تامل کر کے دیکھنا چاہیئے کہ وہ کام شریعت یا طریقت کے خلاف تو نہیں ہے۔ اگر خلاف ہو تو بالکل نہ کرے۔

۸۔ طریقہ نقشبندی میں چھ راستے ہیں۔ اسم ذاتی کا ذکر دل کی بیداری ذکر کے عدد کے واقفیت رابطہ اور محبت لیکن مرشد کو اختیار ہے۔ کہ وہ ہر مرید کو اسکی لیاقت کے مطابق تمام راستے ایک ساتھ بتائے یا درجہ بدرجہ۔

۹۔ مرید کو اپنے مرشد کی صورت کو عام انسانوں جیسی نہ سمجھنا چاہیئے۔ مرشد کی صورت ایک کوزہ کی طرح ہے۔ جس میں الٰہی نور کا دریا سمویا ہوا ہے۔

۱۰۔ مرید کو اپنے مرشد کے دروازے کا کتا بن جانا چاہیئے۔ فاقہ کشی کرے رات کو نیند نہ کرے تکالیف برداشت کرے پھر بھی مرشد کے دروازے کو نہ چھوڑے۔

حضرت شاہ مدنی کو کرامات دکھانے کی بات بالکل پسند نہ تھی فرماتے تھے۔ کہ ہمارے طریقے میں کرامات منع کی ہوئی ہے۔ کیونکہ کرامات دکھانے

Marfat.com

سے نفس کو شہرت ہوتی ہے۔ جو خود ہمارے طریقہ میں ناروا ہے۔
ایک دن ایک درویش نے عرض کیا کہ "قبلہ! شیخ عبدالقادر جیلانی نے اتنی کرامتیں دکھائیں تھیں" اس سے ثابت ہے کہ کرامات دکھانے میں کوئی ہرج نہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے زمانے کا غوث تھا۔ اور آپ کا اختیار تھا۔ کہ جس طرح چاہے ویسے کرے۔ اس کے علاوہ انکی اکثر کرامتیں اس وقت کے مقام اور حال کی مناسبت سے تھیں اور بعض الٰہی امر کے مطابق دکھائی گئیں"۔ اس کے باوجود آپ کی طبیعت اتنی حلیم اور رحم دل ہوتی تھی۔ کہ اگر کوئی مصیبت زدہ آکر ستاتا تھا تو اللہ کے دربار میں متوجہ ہو کر کرامات دکھا دیتے تھے۔ آپ کی کرامتوں کا اگر تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ تو دفتر درکار ہوں گے۔ مثال کے طور پر دو چار کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) ایک دفعہ مقبول شاہ سخت بیمار ہو گیا۔ یہ شاہ صاحب دھشائی کے گاؤں کے رہنے والا تھا۔ کئی حاذق حکیموں سے علاج کرایا گیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آخر سکرات کا وقت آگیا۔ اسکا بڑا بھائی سید علی محمد شاہ گھوڑے پر چڑھکر آپ کے حضور میں روانہ ہوا۔ لواری شریف پہنچتے ہی سامنے ہو کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ "آج رات ہم بارگاہ تعالیٰ میں متوجہ ہو کر معلوم کریں گے۔ کہ شاہ صاحب شفایاب ہوں گے یا نہیں"۔ اس پر سید علی شاہ نے کہا کہ قبلہ آسمان آنکھوں سے دیکھنے میں آرہا ہے میرا بھائی سکرات میں ہے۔ ان کا بچنا ناممکن ہے۔ آپ کوئی کرامت کر کے انہیں نئی زندگی بخشیئے

Marfat.com

آپ کو رحم آگیا۔ وہیں بارگاہ عالی میں متوجہ ہو کر فرمایا کہ سید مقبول شاہ کی زندگی تو پوری ہو چکی تھی۔ لیکن ہم نے بارگاہ ایزدی سے پکار کر اسکو نئی زندگی لے کر دی ہے۔ سید علی محمد شاہ خوش ہو کر واپس روانہ ہوا۔ گھر آکر دیکھا کہ اس کا بھائی چارپائی پر بیٹھا ہوا ہے اور کھانا کھا رہا ہے دو چار دن کے بعد بالکل ٹھیک ہو گیا۔

(۲) لواری شریف میں ڈاہری قوم سے دو آدمیوں کو جرسام کی بیماری ہو گئی۔ دونوں مرنے کے قریب ہو گئے۔ ان کے رشتہ دار دوڑتے ہوئے آپ حضرت کے پاس آئے اور آکر عرض کیا آپکی رحم دل کا دریا حرکت میں آگیا۔ حکیم سید ظہور علی شاہ لکھنوی کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ ان کا علاج کرو۔ حکیم صاحب نے جواب دیا۔ کہ قبلہ! میں پہلے ہی ان کا علاج کر تا رہا ہوں۔ اس وقت سکرات میں ہیں۔ اور نبض بھی علاج سے باہر ہیں۔" آپ یہ جواب سنکر خفا ہوئے پھر اپنے خاص مقرب درویش حاجی حسن کو بلا کر کہا کہ شاہ صاحب مسکینوں کا علاج نہیں کرتا۔ تم جا کر ان کا علاج کرو۔ درویش یہ حکم سنکر حیران ہوا۔ دست بستہ ہو کر عرض کیا۔ قبلہ! جس دوا کا امر ہو وہ جا کر دوں۔ آپ نے فرمایا ان کو شہد کھلاؤ۔ کیونکہ قرآن شریف میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے"۔ درویش نے جا کر اس طرح کیا۔ ایک ہی خوراک سے دونوں ڈاہری شفایاب ہو گئے۔

(۳) بھورگڑی پیر بخش ایک حاذق حکیم آپ کا بے حد معتقد تھا۔ ایک دن

Marfat.com

اسکے لڑکے نے جس کا نام محمد تھا۔ کسی بات پر غصہ میں آکر کچا سنکھیا کھا گیا۔ اس قاتل زہر کھانے سے شکم میں الٹ پلٹ ہونے لگی۔ اس نے زاری کرنے لگا۔ والد کا پیارا لڑکا تھا بیٹے کو اس طرح آہ زاری کرتا ہوا دیکھا تو پاگلوں کی طرح دوڑنے لگا۔ اور آہ و پکا کرتا ہوا گاؤں کے باہر جنگل میں چلا گیا۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ آپ حضرت کو بار بار پکار کر عرض کرتا رہا۔ کافی دیر کے بعد کسی آدمی کی بلانے کی آواز اسکے سننے میں آئی۔ ۔ ۔ ۔ بہت پریشان ہوا۔ یہ سمجھ کر کہ میرا لڑکا فوت ہوگیا ہے اسکے کفن دفن کے لیے مجھے کوئی بلانے آیا ہے۔ پہلے تو کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن پھر بار بار بلانے پر مجبوراً ہونٹ ہلائے۔ پھر اس آدمی کے پاس جاکر دیکھا کہ وہ بلانے والا اس کا پیر بھائی تھا۔ اس نے پکار کر پوچھا کہ کیا میرا لڑکا فوت ہوگیا ہے۔ درویش نے جواب دیا کہ مجھے تیرے لڑکے کی تو کوئی خبر نہیں۔ البتہ میں سویا ہوا تھا کہ آپ حضرت کو میں نے خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ بیچارے حکیم پیر بخش سے دیدھن ہوگئی ہے جاکر ان کو امید دلاؤ۔ کہ سب خیر ہے۔ پہلے تو میں نے اسکو ایسے ہی خواب سمجھ کر نظرانداز کردیا۔ اور دوبارہ سوگیا۔ پھر بھی اسی طرح کا امر ہوا۔ میں نے سمجھا کہ یہ صرف خواب نہیں ہے اس میں کوئی رمز ہے۔ پھر میں نے جنگل میں آکر تجھے تلاش کیا۔ حکیم صاحب کو تسکین ملی۔ کہ آپ حضرت نے میرا عرض سن لیا ہے خوشی خوشی میں درویش کے ساتھ گھر آیا۔ کہ دیکھا کہ لڑکے کو قے آگئی ہے جسمیں پورا

Marfat.com

سنکھیا باہر نکل آیا ہے۔ پھر صبح تک تندرست ہوگیا۔ آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ حرمین شریفین کی زیارتوں میں صرف ہوا۔ آپ نے چھ بار حج کا سفر کیا۔ ان سفروں کے علاوہ باقی وقت گوشہ نشینی میں بسر کیا مسجد اور خانگاہ کے علاوہ کہیں۔ اور جگہ پر نہیں گئے۔ اگر آپکے حج کی زیارتوں کا مفصل بیان دیا جائے گا تو دفتروں کے دفتر بھر جائیں گے۔ اس لئے ہر ایک حج کا مجمل احوال دیا جاتا ہے۔

(۱) آپ نے پہلا حج ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) میں کیا۔ اس وقت آپکی عمر بیس برس تھی کچھ صحرا پار کر کے لکھپت سے گذر کر بمبئی آئے موسم کی خرابی کی وجہ سے یہاں ڈھائی ماہ ٹھہرنا پڑا۔ آخر ایک جہاز میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ راستے میں پینے کا پانی ختم ہوگیا۔ اس لئے غوراب واپس بمبئی آیا۔ اس طرح ایک مہینہ کی اور دیر ہوگئی۔ پھر جب غوراب سفر پر روانہ ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد ایسا سخت طوفان آیا۔ کہ پانی کا تمام ذخیرہ ضائع ہوگیا مجبوراً واپس بمبئی آئے۔ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ سفر پر روانہ ہوئے اس بار بھی طوفان کی وجہ سے جہاز واپس بمبئی آیا۔ یہ حال دیکھ کر آپکے رفیقوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ آپ کو عرض کریں کہ فی الحال حج کی زیارت ملتوی کر کے واپس گاؤں چلیں۔ شیخ عالی کو اپنا وکیل مقرر کر کے آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ "خدا کے راستے میں کاہل اور بے ہمت نہیں ہونا چاہیئے۔ جس کو واپس جانا ہو جا سکتا ہے۔ مگر ہمارے پاس جب تک زادِ راہ ہوگا۔ تب تک چلتے رہیں گے۔ خدا کے راستے

میں فقیروں کی طرح پھٹے پرانے کپڑوں میں بھی ہیں کوئی اعتراض نہیں ۔
ایک بار اس راستے میں نکل کر واپس کبھی نہیں ہوں گے ۔

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید۔ طلب سے نہیں باز آؤں گا۔ تاکہ مراد حاصل
یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید۔ ہو جائے یا مرا جسم وہاں پہنچ جائے یا جان جسم سے نکل جائے
آپکی اتنی ہمت دیکھ کر سب میں نیا ولولہ پیدا ہوا۔ آخر غوراب روانہ ہوا۔
لیکن مخالف ہوا کی وجہ سے بہت دیر ہو گئی۔ ذی القعدہ کی ۲۷ تاریخ
کو جہاز مشکل سے مکلا پہنچا۔ جہاں سے سب لوگ چھوٹی چھوٹی کشتیوں
میں ذوالحجہ کی ۵ تاریخ کو باب سکندر پہنچے ۔ سب نا امید ہو گئے۔ کہ
اب حج پر پہنچنا ناممکن ہے ۔ ۶ تاریخ ہو گئی ۔ آپ حضرت نے مجبوراً
جہاز والے کو فرمایا کہ "کشتی کو کنارے پر لے چلو۔ ہم پیدل مکے کی
طرف جائیں گے۔ جہاز والے نے عرض کیا۔ کہ کنارے سے آٹھ دن
کا سفر ہے۔ لیکن کشتی پانچ چھ دن میں پہنچ جائے گی۔ لیکن حج پہ
پہنچنا مشکل ہے۔" اصحاب دل شکستہ ہوئے۔ اور جو مسافر ی کے
بر خلاف تھے مذاق کرنے لگے۔ دوسرے دن صبح کو دیکھا۔ کہ جدے
کا بندر دیکھنے میں آرہا تھا۔ سب نے محسوس کیا کہ یہ آپ کی کرامت ہی
تھی۔ ۹ ذوالحجہ کو مکے آکر پہنچے ۔ حج کے جملہ ارکان ادا کرکے مدینے
شریف آئے ۔ جہاں سے واپس وطن کی طرف روانہ ہوئے۔

راستے میں جہاز ایک پہاڑی سے ٹکرا گیا۔ ہر ایک کو اپنے
سانس کی لگ گئی ۔ سب نے سمجھا کہ بس آخری وقت آپہنچا۔ معلوم

Marfat.com

جسکا نام حاجی موسیٰ تھا۔ آپ کا معتقد تھا۔ آپ کے پاس چلا آیا۔ آکر دیکھا کہ آپ مراقبے میں مشغول ہیں۔ اس نے پکار کر کہا "قبلہ مدد درکار ہے۔ دو چار دفعہ اس طرح کیا۔ آخر آپ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا" فکر نہیں جہاز ٹوٹ گیا ہے۔ پھر بھی ہمیں خیریت سے پہنچا دے گا"۔ آپ کی زبان سے ان الفاظوں کا نکلنا تھا۔ کہ جہاز از خود پہاڑی سے نیچے آگیا۔ پھر تو سب کو اطمینان ہوا۔ اور جہاز بخیریت آکر بمبئی پہنچا۔ پہنچتے ہی جہاز کی مرمت کا بندوبست کیا گیا۔ جہاز کو کھولا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ لوہے اور پیتل کے پٹے جو جہاز کو لپٹے ہوئے تھے وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔ سب نے تسلیم کیا کہ بے شک یہ آپ کی کرامت ہی تھی۔ کہ ہم خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت مخالف ہوا لگنے لگی جس کے سبب آپ ڈھائی ماہ بمبئی میں ٹھہر گئے۔ پھر وہاں سے بخیریت وطن میں وارد ہوئے۔

۲۔ آپ نے دوسرا حج سنہ ۱۲۶۶ہجری (۱۸۴۹ء) میں کیا۔ اس سال ماہ صفر کی ۲۵ تاریخ کو تیار ہو کر لواری شریف سے روانہ ہوئے۔ ترائی سے گذر کر ربیع الاول کی ۲ تاریخ کو ٹھٹھہ پہنچے۔ یہاں خانگاہ میں قیام فرما کر مکلی کی زیارت کی ربیع الاول کی ۵ تاریخ کو کراچی پہنچے۔ آپ کے استقبال کی خاطر بمبئی سے بہت سارے معتقد پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ انھوں نے کہا کہ "بمبئی کے راستے

Marfat.com

کسی بڑے جہاز میں سوار ہو کر حج کے لیے جائیں۔" لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ آخر ۱۱ تاریخ کو مسقط کی طرف جانے والی کشتی میں سوار ہوئے۔ ۱۴ تاریخ کو راستے میں سخت طوفان آیا۔ کہ کشتی الٹ پلٹ ہونے لگی۔ سب مسافر مایوس ہونے لگے لیکن آپ "ان اللّٰہ مع الصابرین" کی آیات پر عمل کرتے ہوئے خاموش بیٹھے رہے۔ خدا کے فضل سے کشتی بچتے بچتے مضوڑہ آکر لنگر انداز ہوئی۔ دو دن کے بعد دوبارہ کشتی کھلے سمندر میں روانہ ہوئی۔ ۲۳ تاریخ کو خیریت سے قریات بندر پر پہنچے۔ یہاں سے ایک اور کشتی میں رفیقوں کے ساتھ مسقط روانہ ہوئے۔ ۲۵ تاریخ کو خیریت سے وہاں پہنچے لیکن مخالف ہوا کی وجہ سے مہینہ بھر تک کوئی کشتی نہ مل سکی۔ ربیع الاول کی ۲۸ تاریخ کو مشکل سے ایک چھوٹی سی کشتی ملی جس میں رفیقوں کے ساتھ تیار ہو کر روانہ ہوئے۔" جمادی الاول کی ۱۲ تاریخ کو فجر کے وقت سخت طوفان آیا۔ جس سے میٹھا پانی زیادہ تعداد میں ضائع ہو گیا۔ ۱۶ تاریخ کو ہوا بالکل بند ہو گئی۔ اسلئے کشتی ایک جگہ پر کھڑی ہو گئی۔ اس حالت میں ۱۳ دن گذر گئے۔ پانی کی کمی کے سبب سبکو مجبوراً روزے رکھنے پڑے جنہیں صرف ایک وقت کھانا کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ مخالف ہوا کی وجہ سے روزانہ ۲۰، ۳۰ میل پیچھے ہٹتے تھے۔ اس حالت میں اور ۱۳ دن گذر گئے۔ پانی دن بدن کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ چالیس دن گذر گئے۔ سب لوگ

Marfat.com

نا امید ہو گئے۔ درویش عالی نے ایک پانی کا پیالہ بھر کر آپ حضرت کو پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ قبلہ! یہ پیالہ پئیں۔ تاکہ اس کی برکت سے اللہ تعالےٰ حاجیوں کے اوپر سے یہ مصیبت دور کرے۔ اور کوئی موافق ہوا لگے"۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اس طرح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ میں دوسروں سے زیادہ پانی پیوں اگر دوسرے پیاس اور بھوک میں رہیں گے۔ تو میں بھی اس حالت میں رہوں گا"۔ درویش عالی غمگین ہو گئے۔ پھر پیالہ اپنے سامنے رکھ کر متوجہ ہو کر بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد آپ حضرت کو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کی قسم ہے۔ کہ اگر اس پیالے سے پانی پئیں گے۔ تو یہ مصیبت دور ہو جائے گی۔ آپ نے مجبوراً پیالہ لے کر دو تین گھونٹ پیئے۔ خدا کی شان کہ ایک دم موافق ہوا لگنی شروع ہوئی۔ پھر تو گویا سبکو نئی زندگی ملی۔ اور کشتی آگے چلنے لگی۔

جمادی الآخر کی ۱۵ تاریخ کو صبح کے وقت آپ نے خادموں کو فرمایا کہ "آج رات حضرت علیؓ نے مجھکو امر کیا ہے۔ کہ پہلے کی طرح اسوقت سب لوگوں کی کھانے کی دعوت کی جائے۔ اسلئے باقی بچے ہوئے پانی سے کھانا بنا کر سب مسافروں کو سیر ہو کر کھلاؤ۔ خادموں نے امر کی پیروی کی۔ خدا کی قدرت سے دوسرے دن ایک جہاز سے ان کو پینے کا پانی مل گیا۔ پھر ۱۸ تاریخ کو دوسرا جہاز ملا۔ جس سے بھی کھانے پینے کا دوسرا سامان ملا۔ ۲۱ تاریخ کو عدن پہنچے۔ یہاں سے ۲۵ تاریخ

Marfat.com

کو آگے کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں سے ایک چھوٹی سی کشتی میں چڑھ کر خیریت سے جدہ پہنچے وہاں آپ کی ملاقات کے لئے روزانہ کئی امیر و غریب آدمی آتے تھے۔ اس سال مکے میں وبا پھیلی جس سے روزانہ ۱۲۰۰۰ آدمی فوت ہوتے تھے۔ آپ اپنے اصحابوں کے ساتھ مریضوں کی بیمارداری کرتے تھے۔ اور جنازوں پر نماز پڑھ کے انھیں دفن کرواتے تھے سب کو اطمینان دلا کر خدا کی طرف رجوع کرتے رہتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی حج کے ارکانوں کے ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کی۔ حج کو ادا کر کے ۱۹ تاریخ کو مدینے پہنچے۔ صفر کی ۱۱ تاریخ کو واپس مکہ آئے۔ یہاں سے واپس لوٹنے کی تیاری کرنے لگے۔ اس لئے استخارہ کر کے اصحابوں کو فرمایا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ پریشان تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں کوئی بڑی تکلیف درپیش ہے۔ لیکن آخر میں خیریت ہوگی۔ ایسے ہی ہوا جدہ سے جہاز نکلا ہی تھا۔ کہ شام کو ایک پہاڑی سے ٹکرا گیا۔ معلم خوف زدہ ہو کر اپنے اہل و عیال کو لے کر بھاگ گیا۔ آپ حضرت کو کہا کہ "آپ اکیلے جان بچانا چاہیں تو میرے ساتھ چل سکتے ہیں۔ آپ نے انکار کر کے فرمایا کہ "میں کسی بھی صورت میں رفیقوں کو یہاں چھوڑ کر اپنی زندگی نہیں بچاؤں گا"۔ اتنے میں جہاز کا اگلا حصہ غرق ہو چکا تھا۔ اور تمام مسافر دوڑ کر پچھلے حصے میں جا چکے تھے۔ ہر طرف آہ و فغاں کا دور تھا۔ لیکن پوری رات خیریت سے گذر گئی۔ دوسرے دن صبح کو معلم واپس

Marfat.com

آیا اور جہاز کو سلامت دیکھ کر تعجب سے کہنے لگا۔ کہ معلوم نہیں جہاز کا پچھلا حصہ کس طرح سلامت رہا ہے اب چلو تو آپ سب کو کنارے پر پہنچا دوں۔ آپ نے فرمایا اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو پہلے مکین لوگوں کو کنارے پر پہنچاؤ۔ پھر میرے رفیقوں کو اور اس کے بعد مجھے معلّم نے بہت کہا کہ پہلے آپ چلیں۔ لیکن آپ نے بلکل قبول نہیں کیا۔ اور کہا کہ ہماری تو حضرت رسول اکرم حفاظت فرمائیں گے۔ اس بات چیت کے دوران دور سے دو جہاز دیکھنے میں آئے۔ جن کو قریب بلایا گیا۔ پھر تمام مسافران جہازوں میں سوار ہو گئے۔ ان جہازوں کے ذریعے ربیع الاوّل کی ۲۵ تاریخ کو عدن پہنچے۔ یہاں سے دوسرے جہاز میں سوار ہو کر مسقط روانہ ہوئے۔ راستے میں مخالف ہوا سے تکلیف ہوئی۔ لیکن آخر میں خیریت ہی رہی۔ جمادی الاول کی ۷ تاریخ کو مسقط پہنچے یہاں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر پہلی رجب کو منھوڑہ پہنچے۔ وہاں سے خشکی کے راستے ننگر ٹھٹھہ سے گذر کر وطن وارد ہوئے۔

(۳) آپ حضرت نے تیسرا حج ۱۲۷۶ھ ہجری (۱۸۵۹ء) میں کیا۔ ۷ ربیع الاوّل کو پھلواری شریف سے نکل کر کچھ مانڈوی کے راستے روانہ ہوئے آپ کے ساتھ کئی عالم و فاضل تھے جن کی معرفت کتب خانہ کے لئے کئی عجیب غریب قلمی نسخے بڑی قیمتوں سے خرید تے گئے۔ راستے میں اچانک کشتی کو ایک سوراخ ہو گیا۔ جس سے واپس مانڈوی آئے۔ وہاں سے دوسری کشتی میں چڑھ کر کامران پہنچے۔ پھر بغیر کسی تکلیف کے

Marfat.com

مکے پہنچے۔ وہاں کچھ دن قیام کر کے پانچ شوال کو مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ کے قافلے پر بدوی عرب حملہ کرنے کے لئے آ گئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کو پکارا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب وہ بدوی آپ کے قافلے کے قریب ہوئے۔ تو اچانک ان کے قلوب بدل گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ مدینے شریف میں ۳۵ دن رہ کر واپس مکے آئے۔ اس سال حج اکبر تھا جس کو ادا کرنے کے بعد مسقط اور کچھ مانڈوی کے راستے اپنے وطن روانہ ہوئے۔ ۱۶ صفر ۱۲۷۷ سنہ ہجری (۱۸۶۰ء) میں خیریت سے لواری شریف پہنچے۔

(۴) آپ نے چوتھا حج ۱۲۸۶ سنہ ہجری (۱۸۶۹ سنہ ء) میں کیا۔ ۲ رمضان کو پیر کے دن صبح کے وقت لواری شریف سے روانہ ہوئے۔ اس دفعہ پورا سفر بڑی شان و شوکت سے کیا گیا۔ کئی آدمی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مانڈوی بندر پر سید حاجی محمد شاہ نے آپ کا استقبال کیا۔ ۱۴ تاریخ کو جہاز میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ راستے میں سخت طوفان آیا۔ لیکن آپ کا جہاز صحیح و سلامت ۲۶ تاریخ کو مکلا بندر پر پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ اس طوفان میں تقریباً ۵۰ کے قریب جہاز ڈوب گئے تھے۔ مکلا میں آپ کا استقبال حکومت کی طرف سے ہوا۔ اور آپ کو سرکاری مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا۔ عیدالفطر کے بعد ایک اور جہاز میں عدن کی طرف روانہ ہوئے۔ اور چھ شوال کو خیریت سے وہاں پہنچ گئے۔ ہفتہ بھر کے بعد دوسرے جہاز میں

Marfat.com

سوار ہو کر پہلی ذی القعدہ کو جدہ پہنچے۔ وہاں ترکی کے اعلٰی افسروں نے آپ کی تعظیم فوجی سلام سے کرنے کی پیش کش کی۔ آپ نے بالکل انکار کیا اور فرمایا!

ما بر این در نہ پئے شوکت و جاہ آمدہ ایم۔ ہم اس در پر شوکت و جلال دکھانے نہیں آئے
از کف حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم۔ دنیا کے مصیبتوں سے پناہ لینے آئے ہیں۔)

بتین ذی القعدہ کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ بخیریت مکہ آئے۔ کھانسی اور دمہ کی تکلیف نے آپ کو پریشان کر لیا تھا۔ از انسو اءِ آپکا دوسرا فرزند خواجہ عبد الرحمان چار برس کی عمر میں وفات کر گیا تھا۔ اسلئے بھی آپ کو کافی صدمہ پہنچا۔ مگر اس کے باوجود بھی طواف زیارت نوافل اور ورد وظائف میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ بیماری کی وجہ سے اتنے ضعیف ہو گئے تھے کہ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ اس حالت میں بھی پندرہ ذی الحج کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک آدمی زخمی ہو گیا تھا۔ جس کو آپ مدینہ لے کر چلے وہاں پہنچتے ہی اس کی زندگی ختم ہو گئی۔ جیسے جیسے آپ کا قافلہ مدینہ کے قریب آرہا تھا۔ آپکی طبیعت بہتر ہوتی گئی۔ محرم کی ۸ تاریخ ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) میں مدینہ شریف پہنچے۔ وہاں آپ اپنا اکثر وقت حرم شریف یا مسجد نبوی میں مراقبے میں صرف کرتے تھے۔ ربیع الاول کی پہلی تاریخ مدینہ منورہ کو خیرباد کہہ واپس مکے آئے۔ وہاں سے ایک آدمی کو جدہ روانہ کیا۔ تاکہ وہ پہلے جا کر کسی جہاز کا بندوبست کرے۔ کچھ دن کے بعد آپ بھی جدہ آئے اور

Marfat.com

جہاز کو دیکھا جہاز بالکل بڑا اور عمدہ حالت میں تھا۔ لیکن آپ کو غیب کے ذریعے معلوم ہوا۔ یہ جہاز منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ کہ ہم نے معلّم سے وعدہ کیا ہے۔ اسلئے جانا پڑے گا۔ لیکن اگر وہ اپنی رضا خوشی سے ہمیں نہ لے جائے۔ تو بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معلّم کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اُس نے خود آکر کہا کہ بعض وجوہات سے میں اپنا جہاز آپ کو نہیں دے سکتا ہوں۔ آپ دوسرے جہاز کا بندوبست کریں۔ جتنے میں دوسرے جہاز کا بندوبست ہوا تنے میں آپ پھر مکہ شریف کی زیارت کر کے آئے۔ جمادی الاوّل کی ۱۴ر تاریخ کو دوسرے جہاز میں سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ اور جمادی الآخر کی ۱۶ر تاریخ کو لواری شریف میں تشریف فرما ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ "وہ پہلا جہاز ۵۰۰ حاجیوں کے ساتھ گوادر بندر کے قریب ڈوب گیا ہے۔

(۵) آپ حضرت نے پانچواں حج ۱۲۹۲ھ سنہ ہجری (۱۸۷۵ء) میں ادا کیا۔ لواری شریف سے روانہ ہونے سے پہلے بعض لوگوں کو جہاز کے ٹکٹ خرید کرنے کے لئے کراچی روانہ کیا تھا۔ وہاں سے اطلاع ملتے ہی ۱۱ شوال کو روانہ ہوئے۔ اونٹ اور گھوڑوں کا یہ قافلہ پورے سامان کے ساتھ حیدر آباد پہنچا۔ اس وقت حیدر آباد اور کراچی کے درمیان میں ریل کا راستہ شروع ہو گیا تھا۔ آپ حیدر آباد سے ریل گاڑی میں سوار ہو کر کراچی پہنچے۔ وہاں سے ۲۴ تاریخ کو جہاز روانہ ہوا۔ اور ۲ رمضان

Marfat.com

کو جدہ پہنچا۔ آپ ۱۲ تاریخ کو مکہ شریف پہنچ گئے۔ وہاں پہنچتے ہی آپ مثانہ کی پتھری کے سبب سخت بیمار ہو گئے لیکن دستور کے مطابق اپنے تمام دینی فرائض کو ادا کرتے رہے۔ ۸ اشوال تک مکہ میں رہ کر پھر مدینے روانہ ہوئے جہاں ۲۹ تاریخ کو پہنچے۔ آپ کو ہمیشہ مدینہ کی زیارت کا بڑا شوق رہتا تھا۔ اسلئے آپ وہاں پورا ایک ماہ ٹھہرے کر بیماری نے آپ کو کافی پریشان کیا تھا۔ لیکن آپ اپنے فرائض ادا کرتے رہے دو دفعہ روضہ مبارک کی جالی کے اندر سے جا کر زیارت کی۔ یہاں سے واپس ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ چمکتا رہتا تھا۔ ۲۹ ذیقعدہ کو مدینے سے لوٹ کر مکہ آئے اس دفعہ حج اکبر تھا۔ تمام فرائض ادا کر کے وطن روانہ ہوئے۔ یہاں ۸ یا ۹ محرم کو بخیریت پہنچ گئے۔

(۶) آپ نے چھٹا حج سنہ ۱۲۹۶ ہجری (۱۸۷۹ء) میں کیا۔ یہ آپ کا آخری حج تھا۔ اسلئے اس حج کو حجۃ الوداع کہا گیا ہے۔ اس حج سے سال بھر پہلے آپ کو اپنے وصال کا معلوم ہو گیا تھا۔ اور اسطرف کئی اشارے بھی کرتے رہتے تھے۔ اور مولانا روم کا یہ شعر بھی بار بار پڑھتے رہتے تھے

پیشتر آ پیشتر آ جان من	جلدی جلدی آ اے میری جان
پیک دار حضرت رحمان من	پیغام لانے والا اللہ تعالیٰ سے
مرگ شیریں گشت و نقلم زیں سرا	موت میٹھا ہے اس جہان سے
چون قفس ہشتن پریدن مرغ را	جیسے پرندہ پنجرہ سے نکل جائے

کبھی کبھی فرماتے کہ "اب ہمیں لقاء ایزدی کا شوق دن بدن بڑھتا جا رہا ہے

Marfat.com

خدا کے فضل وکرم سے عمر نبوی بھی پوری ہونے پہ ہے ۔ عمر نبوی کے پورے ہونے کے بعد اگر موت آجائے اور لقائے رحمانی میسر ہو تو کتنی بڑی نعمت ہے !"

۱۲۹۷ھ ہجری (۱۸۷۹ء) میں ماہ شعبان سے آپ کو روزانہ سرزی سے بخار آنا شروع ہوا ۔ اور دم کشی کا حملہ بھی شدت اختیار کرتا رہا ۔ ایک دن فرمایا "۱۸ برس سے لیکر آج تک دم کشی سے نجات نہیں ملی ۔ پہلے دوا یا دعا سے کوشش کرتے رہے کہ خدا ہمیں اپنی رحمت سے عمر نبوی کا شرف بخشے ۔ لیکن اب یہ تمنا بھی پوری ہو رہی ہے اسلئے دوا یا دعا کے ذریعے شفا حاصل کرنے کی حاجت نہیں ۔ لیکن زیارت نبوی اور جوار مصطفوی کی آرزو ابھی باقی ہے ۔ وصال سے دو سال پہلے رات کو نیند کرنا چھوڑ دیا تھا ۔ پوری رات مراقبہ اور عبادت میں گذارتے تھے ۔ لیکن اس سال ماہ رمضان سے آپ پر بلکل ایک عجیب حالت طاری رہتی تھی ۔

پہلی رمضان کو آپ نے مدینہ جانے کا پختہ عزم کیا ۔ ۲ شوال کو صبح کے وقت حضرت سلطان الاولیاء کے روضہ پاک میں اکیلے گئے ۔ باہر نکل کر بہت غمگین ہو کر فرمایا کہ "حضرت سلطان الاولیاء نے مرقد مبارک سے باہر نکل کر ہمیں الوداع کہا ہے "۔ آنے والی رات سخت بارش ہوئی ۔ کہ تمام راستے خراب ہو گئے ۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپ حج پر روانہ ہوئے ۔ راستے میں کئی مریدوں اور پیروں نے آپکی دعوتیں کیں ۔ ان سب کو الوداع کرتے وقت

Marfat.com

اسی طرح فرماتے تھے کہ "یہ ہمارا آخری سفر ہے"۔ آخر ۲۲ شوال کو کراچی سے جہاز میں چڑھ کر روانہ ہوئے۔

جہاز میں ایک دن ریل گاڑی کا ذکر نکلا۔ ایک اصحاب نے آپ حضرت سے کہا کہ کیا بہتر ہوتا کہ حضرت خواجہ مجددؒ کی زیارت کرتے۔ کیونکہ اب سرہند شریف تک ریل کا راستہ بن گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر زندہ رہے تو حج سے واپسی پر زیارت کریں گے"۔ اس پر بعض اصحابوں نے کہا کہ "قبلہ! خدا تعالیٰ آپ کو بڑی عمر دے۔ واپس آکر زیارت کرنا"۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ "یہ ہمارا آخری سفر ہے۔ جوار مصطفوی کا نصیب ہونا ہی ایک بڑی غنیمت ہے۔ اور آپ کے روضہ مبارک کی زیارت کافی ہے۔ ہم نے جتنے بھی زیارت کیلئے سفر کئے ہیں۔ وہ بھی آپ کے بلانے پر نہ کر اپنی خواہش کے تحت نہ فقط اتنا بلکہ ہم وہاں اتنا وقت ٹھہرے ہیں۔ جتنا کہ ٹھہرایا گیا۔ اور پھر آپکے امر کے مطابق واپس آئے ہیں۔

نو دن کی مسافری کے بعد عدن پہنچے۔ یہاں مریدوں کی مرضی کے مطابق دو دن ٹھہر گئے۔ جو آپ کی دعوت کرتا تھا۔ تو اُسے قبول فرما لیتے تھے۔ اگر کوئی شخص دعا کی خاطر مکان پر چلنے کیلئے عرض کرتا تھا۔ تو اُسے بھی قبول فرما لیتے تھے۔ پانچ ذی القعدہ کو جدہ پہنچے۔ یہاں سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ اور ۸ تاریخ کو وہاں پہنچ گئے۔ اس دفعہ بھی حج اکبر تھا۔ حج کی ادائیگی کے دوران منیٰ میں سخت پیچش اور بخار نے آلیا۔ تکلیف دن بدن بڑھتی گئی۔ درویشوں نے آپ کے اشاروں کو

Marfat.com

یاد کر کے زار و زار رو رہے تھے۔ آپ کو ۲۴ ذوالحج کو کرسی پر بٹھا کر کعبتہ اللہ میں الوداع کے لئے لایا گیا۔ حرم شریف میں پہنچتے ہی کرسی سے نیچے اترے اور درویشوں کے سہارے اندر آئے۔ آخری الوداع کہہ کر سیدھے مدینے روانہ ہوئے۔ راستے میں فرمایا کہ اونٹوں کو تیز چلاؤ۔ تاکہ جلد پہنچ سکیں۔ میری تکلیف کا کوئی خیال نہیں کرو پھر یہ شعر پڑھا۔

در رہ یار ہر کہ پای نھاد — یار کی راہ میں جس نے پیر رکھا اسکو
باید اول کہ خار وگل داند — چاہیئے کہ پہلے خار اور گل کو جان لے
گرد راہ نگار زاشتام — اس راہ کی گرد وغبار کا نشہ افیون
نشہ افزار تر زھل داند — سے زیادہ جانے۔

آٹھ محرم کو مدینے میں وارد ہوئے یہاں بیماری میں اور تیزی آگئی۔ لیکن آپ روزانہ خادموں کی مدد سے حرم شریف اور مسجد نبوی میں جا کر مراقبہ کرتے تھے۔ بیماری غالب ہوتی گئی۔ کھانسی، بخار، پیچش، پیٹ کا درد، قے اور کمزوری نے آپ کو نچوڑ لیا۔ آخری کچھ دن حرم شریف میں بھی جانے کی طاقت نہ رہی۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کے فرزند حضرت خواجہ محمد سعید مدینے کے ایک بزرگ ولی اللہ خواجہ محمد مظہر کے پاس جا کر عرض کیا۔ اس نے عرض قبول کیا۔ اور آپ کے شفا کے لئے روضہ مبارک میں متوجہ ہو کر بیٹھا۔ جب حضرت خواجہ محمد سعید اپنے والد محترم کے حضور میں واپس آئے تو آپنے انکوں کو دیکھ کر فرمایا کہ ان

Marfat.com

تم نے ہماری شفا کے لیے خواجہ محمد مظہر کو عرض کیا ہے۔ اس نے ہمارے لیے دعا مانگی جس کا اثر ہونے لگا ہے لیکن ہم نے جوار مصطفوی قبول کر لی ہے۔"

وصال سے کچھ دن پہلے آپ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلعم کی روحانیت میرے پاس مزاج پرسی اور تسلی خاطر بار بار آتی رہی ہے"۔ ۱۰ صفر ۱۲۹۸ سنہ ہجری (۱۸۸۰ء) کو آپ حضرت کا مبارک روح خاکی جسم سے آزاد ہوا۔ آپکی وصیت کے مطابق آپ کا مرقد مبارک قبہ اہل بیت کے نزدیک جنت البقیع میں خواجہ محمد پارسا کے روضہ کے پاس بنایا گیا۔

آپ کے تین فرزند تھے جن کے نام یہ ہیں ۱۔ حضرت خواجہ محمد سعید ۲۔ خواجہ عبدالقادر۔ ۳۔ خواجہ عبدالرحمان۔ آخری فرزند نے آپ کے چوتھے حج کے وقت مکہ میں چار برس کی عمر میں وفات کی۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد سعید مسند مبارک پر بیٹھے۔ آپ کی ولادت ماہ رمضان ۱۲۶۴ سنہ ہجری (۱۸۴۷ء) میں ہوئی تھی۔ اور مسند نشین ہوتے وقت آپ کی عمر ۳۳ برس تھی۔ جب آپ کی عمر گیارہ برس تھی، تو آپ کے والد محترم نے اپنے تیسرے حج پر جانے کے وقت اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔

Marfat.com

اس کے بعد بھی اپنے والد بزرگوار کی غیر موجودگی میں تمام کام کاج بڑی حکمت اور دانائی سے چلاتے رہتے تھے۔

تمت بالخیر

Marfat.com

جماعت کی طرف سے شایع ہونے والی کتابیں

1—مقولات تصوف	عبدالکریم ڈالپور	2 - 50
2—قصائد شریف	—	0 - 50
3—لواری جا لال	ڈاکٹر گربخشانی	5 - 00
4—آئینہ اولیاء	عبدالکریم ٹالپور	3 - 50
5—صقال الضمائر	خواجہ محمد سعید رح	زیر طبع
6—فتح الفضل	شیخ عبدالرحیم گرھوڑي رح	زیر طبع

Marfat.com

جماعت کی طرف سے شایع ہونے والی کتابیں

1—مقولات تصوف	عبدالکریم ٹالپور	2 - 50
2—قصائد شریف	—	0 - 50
3—لواری جا لال	ڈاکٹر گربخشانی	5 - 00
4—آئینہ اولیاء	عبدالکریم ٹالپور	3 - 50
5—صقال الضمائر	خواجہ محمد سعید رح	زیر طبع
6—فتح الفضل	شیخ عبدالرحیم گرھوڑي رح	زیر طبع

Marfat.com